مجدد ملت محدث عصر فقیہ دہر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ

کی کتاب

www.KitaboSunnat.com

صفة صلاة النبی ﷺ

من التکبیر الی التسلیم کانک تراها

صلوا کما رأیتمونی اصلی
(رواه البخاری)

مکمل نمازِ نبوی کا اردو ترجمہ

بقلم

عبد الباری فتح اللہ المدنی

باهتمام

اہلِ حدیث تعلیمی و رفاہی سوسائٹی

دریا آباد دودھارا سنت کبیر نگر۔ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مجددِ ملت محدثِ عصر فقیہِ دہر علامہ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ

کی کتاب

صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

من التکبیر الی التسلیم کأنك تراها

مکمل نمازِ نبوی

صلوا کما رأیتمونی اصلی
(رواہ البخاری)

کا اُردو ترجمہ

بقلم

عبد الباری فتح اللہ المدنی

www.KitaboSunnat.com

باھتمام

اھلِ حدیث تعلیمی و رفاھی سوسائٹی

دریا آباد دودھارا سنت کبیر نگر۔ یوپی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کے جملہ حقوق پاکستان میں المکتبۃ السلفیۃ کے نام اور
دنیا بھر میں اہلحدیث تعلیمی ورفاہی سوسائٹی دریا آباد محفوظ ہیں۔

نام کتاب .... صفۃ صلاۃ النبی ﷺ من التکبیر إلی التسلیم کأنك تراها
مؤلف .... علامہ محمد ناصر الدین الألبانی رحمہ اللہ تعالیٰ
مترجم .... عبد الباری فتح اللہ المدنی
کمپوزنگ .... عزیر احمد حمید اللہ
طبع دوم (تصحیح شدہ) .... ۲۰۰۱ء مطابق ۱۴۲۲ھ
تعداد ....
....
قیمت .... /: روپے
باہتمام .... اہل حدیث تعلیمی و رفاہی سوسائٹی، دریاباد
مطبع

13093

الجـــامعة الاسلامية

دریا باد' دودھارا' سنت کبیر نگر (بستی) ' یو. پی' ہند

پن کوڈ: ۲۷۲۱۲۵' فون نمبر : ۰۵۵۴۷-۶۴۴۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ الترجمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمة الترجمة

ألف- خطبة الحاجة

إن الحمدلله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذبالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له، وأشهدأن لا إله إلاالله وحده لا شريك له، وأشهدأن محمداً عبده ورسوله. ﴿ياأيُّهاالَّذِيْنَ آمَنُوْااتَّقُوْاللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَاتَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ﴾[آل عمران:١٠٢]. ﴿ياأيُّهاالنَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَّنِسَاءً، وَاتَّقُوْااللهَ الَّذِىْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ [النساء:١]. ﴿ياأيُّهاالَّذِيْنَ آمَنُوْااتَّقُواللهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيْداً. يُصْلِحْ لَكُمْ أعمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ، وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيْماً﴾ [الأحزاب:٧٠،٧١].

أمابعد! فإن أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد وشرالأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار[1].

---

[1] سلسلة الأحاديث الضعيفة جلد ١/٥

یہی وہ "خطبة الحاجة" ہے جسے نبی ﷺ جمعہ، نکاح، تقریروں اور دیگر دینی امور سے قبل خود پڑھتے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے پڑھنے کی تعلیم بھی دیتے۔ صحیح مسلم میں تو اس کے خطبہ جمعہ میں پڑھے جانے کا خصوصیت سے ذکر آیا ہے۔ پس علماء کرام پر لازم ہے کہ وہ اس سنت کو پھر سے زندہ کریں۔

علامہ البانی حفظہ اللہ نے اس بارے میں "خطبة الحاجة" نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جو عرصہ ہوا چھپ چکا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب- تمہید

اسلام کے عملی ارکان میں نماز کو رکن رکین کی حیثیت حاصل ہے، اس کے ترک کرنے والے پر اسلام کفر کا حکم عائد کرتا ہے[1]، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اجماعی طور پر ترک نماز پر کفر کا فتوی صادر فرمایا ہے[2]، نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کی بجا آوری کا اسی (۸۰) سے زیادہ مقامات پر حکم دیا، اور اسے بے حیائی اور منکرات سے باز رکھنے والی عبادت قرار دیا[3]۔ مگر اس کے باوجود خواص و عوام کی اس سے سستی اور بے اعتنائی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ مدت دراز سے دل میں یہ آرزو پنہاں تھی کہ اردو داں طبقہ کیلئے مسائل نماز میں کوئی بیش بہا کتاب منظر عام پر لائی جائے جس میں نبی ﷺ کا طریقہ نماز مکمل طور پر مذکور ہو، کیونکہ افسوس ناک حد تک علماء اور عوام دونوں ہی اس معاملہ میں لاعلمی یا کوتاہی میں مبتلا ہیں۔ بالآخر نظر انتخاب مجدد ملت، محدث عصر و فقیہ دہر علامہ محمد ناصر الدین البانی کی کتاب (صفة صلاة النبی ﷺ من التكبير الى التسليم كأنك تراها) پر پڑی، کیونکہ یہ ایک بے نظیر کتاب ہے، میرے ناقص علم کی حد تک سلف سے خلف تک اب تک کسی نے بقید صحت مسائل نماز میں اتنی جامع کتاب نہیں لکھی، یہ کتاب دنیا میں اسقدر مقبول ہوئی کہ ابتک صرف عربی زبان میں اسکے پندرہ سے زائد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، پھر بھی بازار میں ڈھونڈھنے سے یہ کتاب بمشکل ہی دستیاب ہوتی ہے۔

علامہ البانی سے میں نے جب اس کے ترجمہ کی اجازت طلب کی، تو علامہ نے ارشاد فرمایا کہ: طلب منظور ہے، بشرطیکہ تم بذات خود اس ترجمہ کا بیڑا اٹھاؤ، یا پھر کم از کم اس کا ترجمہ تمہاری نگرانی میں ہو، علامہ کے مجھ پر اس قدر اعتماد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے اندر عملی روح پھونک دی، اور اپنی بیش از بیش مشغولیات کے باوصف میں نے اس کتاب کے ترجمہ کی

۱- بين الرجل و بين الشرك والكفر، ترك الصلاة (م، د، ت) مرفوعاً بروایت جابر۔

۲- كان أصحاب محمد ﷺ لايرون شيئا من الأعمال تركه كفر، غير الصلاة (ت، حاكم)، صحیح الترمذی جلد ۲/۳۲۹ بروایت عبداللہ شقیق بن العقیلی۔ نیز ملاحظہ ہو صحیح الترغیب (۵٦۲)۔

۳- ﴿إن الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر﴾ [العنکبوت آیت ۴۵]

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گراں بار ذمہ داری اپنے دوش ناتواں پر لی، اور اس کے پندرہویں ایڈیشن[1] کے ترجمہ میں لگ گیا۔ کتاب کی غزارت علمی اور میری کثرت مشغولیات اس بات کی متقاضی رہیں کہ ترجمہ سست رفتاری اور کافی اطمینان کے ساتھ کیا جائے، تاکہ ترجمہ میں غلطی کا امکان کم سے کم باقی رہے، اس لئے اس کام کی تکمیل میں ایک عرصہ تو لگا، مگر بحمد اللہ تعالیٰ ترجمہ اصل کتاب کی مکمل تصویر ثابت ہوا۔ میں نے اس کتاب کے ترجمہ میں حتی الامکان کسی قسم کی فروگذاشت کو قریب بھی نہیں آنے دیا، بلکہ اصل کتاب سے لے کر سارے حوالوں اور شروح و تعلیقات کو بعینہ اپنی اپنی جگہ پر باقی رکھا، علاوہ دو چند ایسی مختصر تعلیقات کے جن کے تراجم اصل کتاب کے ترجمہ میں واضح طور پر داخل ہوگئے ہوں، حاشیہ میں ان کے تراجم کی میں نے ضرورت نہیں سمجھی، کیونکہ یہ تحصیل حاصل کا مرادف ہوتا، جو محال اور اہل علم کے نزدیک غیر مستحسن امر ہے۔

میں نے ترجمہ میں اس بات کی حتی الامکان کوشش کی ہے کہ سلیس اور عام فہم زبان استعمال کی جائے، جس کی وجہ سے مجھے کافی پریشانی اٹھانی پڑی، کیونکہ یہ خیال مجھے ہمیشہ دامن گیر رہا کہ زبان کا معیار نہ تو اس قدر پست رہے کہ اہل علم کے یہاں وجہ تنقید بنے، اور نہ ہی اتنا بلند ہونے پائے کہ عوام کی گرفت سے بالاتر ہو، کیونکہ اس کتاب کے ترجمہ سے دراصل عوام ہی مراد ہیں نہ کہ علماء کرام۔

اس کتاب کے علمی شاہکار مقدمہ میں علامہ البانی نے امت کے مابین واقع اختلافات و مشکلات کا جس انداز میں حل پیش کیا ہے، وہ نہ صرف اپنی مثال آپ ہے، بلکہ ایک مستقل کتاب کا درجہ رکھتا ہے۔

عموماً کسی کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کے مصنف کی پایگاہ علم سے لگایا جاتا ہے، مگر چونکہ علامہ البانی سے بچند وجوہ عام طور سے اہل ہند ناواقف ہیں جب کہ علامہ البانی جیسی شخصیتیں دنیا میں صدیوں بعد پیدا ہوا کرتی ہیں، اس لئے ان کی سیرت قدرے تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کی جارہی ہے، تاکہ اس کتاب کی اہمیت کھل کر لوگوں کے سامنے آسکے۔

---

[1] یہ ایڈیشن گذشتہ سارے ایڈیشنوں سے اس حیثیت سے بہتر ہے کہ اس میں بہت سارے مسائل میں حوالوں اور بعض عناوین کا اضافہ کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ مجدد ملت، محدث عصر وفقیہ دہر علامہ محمد ناصر الدین البانی

۱۔ کنیت اور نام ونسب وغیرہ

آپ کا نام محمد ناصر الدین، اور کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، چونکہ آپ اپنے والد کے ہمراہ اپنے آبائی وطن (البانیا) سے ملک شام تشریف لائے تھے، اس لئے "البانی" کے لقب سے مشہور ہوئے، بعض حضرات نے مجھے بتایا کہ آپ کا نام صرف "ناصر الدین" تھا، چونکہ اس نام کا معنی مدح وستائش اور تزکیۂ نفس پر مشتمل تھا اس لئے آپ نے اس سے پہلے "محمد"[۱] کا اضافہ کردیا، تاکہ اس قباحت سے اجتناب ہوسکے۔

سلسلۂ نسب یہ ہے: ابو عبدالرحمٰن محمد ناصر الدین بن نوح بن آدم نجاتی ارناؤطی البانی۔

۲۔ ولادت، نشوونما اور تعلیم وتربیت

علامہ البانی ملک البانیا کی راجدھانی "اشقودرہ" میں ۱۹۱۴ء مطابق ۱۳۳۲ھ میں ایک غریب مگر دیندار اور علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے، ان کے والد الحاج نوح نجاتی البانی ترکی کے دارالسلطنت

---

[۱] ماضی قریب کی دوسرے روز ۱۷/۱۰/۱۹۹۸م کی ملاقات میں علامہ البانی سے میں نے اس کے متعلق سوال کیا، تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ: یہ بات غلط ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے والد رحمہ اللہ حنفی عالم تھے، انھوں نے متفق علیہ حدیث "سموا باسمي ولاتكنوا بكنيتي" پر عمل پیرا ہو کر اپنے سارے بیٹوں کے نام "محمد" ہی رکھا تھا، اور ان میں امتیاز کرنے کے لئے اخیر میں الگ الگ نام کا اضافہ کیا، ہم لوگ چھ بھائی تھے جن کے نام علی الترتیب یہ ہیں: محمد نجیب، محمد فخری، محمد ناجی، محمد ناصر الدین، محمد منیر، محمد منصور۔ اس کے بعد علامہ یہ کہہ کر رونے لگے کہ: اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو جزائے خیر دے کہ وہ مجھے "البانیا" سے ملک شام ہجرت کرکے لائے، ورنہ میں اگر وہاں رہا ہوتا تو "من الجاهلين" ہوتا۔

میں کہتا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ علامہ کے والد رحمہ اللہ کو اسلام اور سارے مسلمانوں کی جانب سے جزائے عظیم سے نوازے کہ ان کی "البانیا" سے ملک شام کی ہجرت کے نتیجے میں علامہ البانی حفظہ اللہ اسلام اور سارے مسلمانوں کی اتنی عظیم خدمت کے لائق ہوئے۔

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن	که نور دیده‌اش روشن کند چشم زلیخا را

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استنبول کے دینی مدارس سے فراغت حاصل کر کے اپنے ملک واپس آکر دعوت و تعلیم میں مرجع خاص وعام بنے مگر جب ملک البانیا کی حکومت شاہ احمد زوغو کے ہاتھوں آئی تو وہ مغربی تقلید میں اس ملک میں کمیونزم نظام نافذ کرنے کی تگ ودو میں لگ گیا، اور مصطفیٰ کمال اتاترک کے قدم بہ قدم معاشرے میں بہت ساری تبدیلیاں شروع کردیں، یہ دیکھ کر علامہ کے والد رحمہ اللہ کو تشویش لاحق ہوئی کہ اب معاملہ یہیں نہیں ختم ہوگا، بلکہ حال اس سے بھی بدتر ہوگا، اس لئے وہ ملک شام کی طرف ہجرت پر کمربستہ ہوئے، اور شہر دمشق میں آکر سکونت اختیار کی، کیونکہ حج کی راہ سے وہ اس شہر سے واقف کار تھے، اور اسکے فضائل میں بہت ساری صحیح احادیث[۱] کا علم بھی رکھتے تھے۔

علامہ البانی نے ابتدائی تعلیم "جمعیت اسعاف خیری" دمشق میں امتیازی پوزیشن سے مکمل کی، مگر چونکہ ان کے والد رحمہ اللہ دینی ناحیہ سے مدارس نظامیہ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، اس لئے انھوں نے علامہ البانی کو ان مدارس میں تعلیم حاصل کرنے سے روک دیا، اور ان کے لئے قرآن، تجوید، صرف اور مذہب حنفی کی فقہ پر مشتمل ایک ٹھوس نصاب تیار کر کے انھوں نے بذات خود انھیں تعلیم دینی شروع کردی، اور اسی طرح علامہ البانی نے اپنے والد محترم کے دوستوں سے بھی بعض علوم حاصل کئے، چنانچہ شیخ سعید برہانی سے "مراقی الفلاح" اور بعض جدید کتابیں علوم بلاغت میں پڑھیں۔

علامہ زمانہ شیخ راغب طباخ حلبی نے آپ کو علوم حدیث سے شغف اور اس میں فائق ہونے پر بطور اعزاز اجازت حدیث سے نوازا۔

۳۔ علم حدیث کی طرف باہتمام آپ کی توجہ

علامہ البانی نے تقریباً بیس سال کی عمر میں سید رشید رضا رحمہ اللہ کے میگزین "المنار" کے مباحث حدیث سے متاثر ہوکر علم حدیث کی طرف توجہ کی، اور اس بارے میں حدیث پر

[۱] ملاحظہ ہو علامہ حافظ ربعی کی کتاب "احادیث فضائل الشام" اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا رسالہ "مناقب الشام واهله" دونوں علامہ البانی کی تخریج و تحقیق سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلا جو کام آپ نے کیا وہ علامہ عراقی (ت۸۰۶) کی کتاب "المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج مافي الإحياء من الأخبار" کے نسخ اور اس پر تعلیق چڑھانے کا کام تھا، جو دو ہزار بارہ صفحات پر مشتمل چار اجزاء میں مکمل ہوا، اور یہ کام اس نو عمری میں اس قدر بہتر ہے کہ علامہ کی ذہانت، بالغ نظری، حسن ترتیب و تنسیق اور خوشخطی کا ایک شاہکار ہے۔ اس کام سے علامہ کی بڑی ہمت افزائی ہوئی، چنانچہ وہ پہلے سے بھی زیادہ علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے، حتی کہ ان کے والد رحمہ اللہ اس شدت انہماک پر ان سے ناراض ہونے لگے، اور کہتے کہ: "علم حدیث تو مفلسوں کا پیشہ ہے"۔ اس کے باوجود احادیث رسول ﷺ اور ان میں صحیح اور ضعیف کے درمیان خط امتیاز کھینچنے سے ان کی محبت بڑھتی ہی گئی۔

۴- مکتبہ "دار الكتب الظاهرية" دمشق

علامہ البانی کے والد محترم کی گرانقدر حنفی لائبریری میں علامہ کی ضروریات کی ساری کتابیں موجود نہ تھیں، اور نہ وہ اپنی غربت کے سبب ان کتابوں کو خرید ہی سکتے تھے، اس لئے انھوں نے اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے مکتبہ دار الكتب الظاهرية دمشق کا رخ کیا۔

یہ لائبریری علامہ کیلئے اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت تھی کیونکہ اس میں ان کے مقصد کی وہ ساری کتابیں موجود تھیں جنھیں وہ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، نیز انھوں نے بعض بک سیلروں سے بھی تعاون حاصل کیا چنانچہ ان سے وہ بعض کتابیں عاریتاً لیتے، ان میں سلیم قصیبانی رحمہ اللہ اور عبید برادران سر فہرست آتے ہیں۔

اب تو حدیث اور اس سے متعلق علوم ہی ان کا مشغلہ ٹھہرا، وہ اپنی دوکان بند کر کے "مکتبہ ظاھریہ" جاتے اور وہاں مطالعہ، تحقیق و تعلیق کا کام بارہ بارہ گھنٹے تک کرتے رہتے، اور بسا اوقات اپنا معمولی قسم کا کھانا بھی اسی لائبریری میں تناول کرتے۔

اس انہماک و شغف اور کدوکاوش کو دیکھ کر "مکتبہ ظاھریہ" کی کمیٹی نے ان کے لئے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمرہ خاص کر دیا تاکہ وہ اپنے علمی و تحقیقی کام اسی میں انجام دیں، چنانچہ کمیٹی نے آپ کو لائبریری کی ایک چابی بھی عنایت کی، آپ سالہا صبح کو اس میں کام کرنے والوں سے پہلے آتے، اور ان لوگوں کے دوپہر میں گھر چلے جانے کے بعد بھی اس لائبریری میں بیٹھے تقریباً عشاء تک اپنے مطالعہ و تحقیق میں لگے رہتے۔ آپ کی جد و جہد اور حرص علی الوقت کا اندازہ انھیں لوگوں کو ہے جنھوں نے آپ کو اس وقت وہاں لکھتے پڑھتے دیکھا ہے، وقت کی قیمت کا اس قدر پاس و لحاظ تھا کہ اگر آپ سے کوئی سوال کرتا تو اسے بقدر ضرورت مختصر لفظوں میں بغیر نگاہ اٹھائے جواب دیتے اور کتاب میں دیکھتے رہتے۔ اسلامی فقہ انسائیکلوپیڈیا کی "احادیث بیوع" کی تخریج اور آپ کی دیگر تصنیفات انھیں مبارک جہود کا ثمرہ ہیں، "مکتبہ ظاہریہ" کی "فہرس مخطوطات الحدیث" کے مقدمہ میں "گمشدہ ورق کی تلاش" کے بارے میں علامہ کا کلام پڑھنے سے حدیث پاک کی خدمت میں آپ کی طویل کد و کاوش اور عظیم جد و جہد کا پتہ لگتا ہے[1]۔

۵- عقیدہ و عمل

علامہ البانی بہت سارے بڑے علماء کی طرح گوشہ نشین اور عزلت پسند نہیں، بلکہ ایک زبردست مناظر اور ممتاز ترین داعی ہیں۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے علم و عمل پر گہرا اثر پڑا، اس لئے طریقۂ سلف پر گامزن ہو کر انھوں نے صرف قرآن و حدیث اور مسلک سلف کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا، اس راہ میں انھوں نے کسی طرح کے تعصب کو ہرگز نہ در آنے دیا، بلکہ ہر موڑ پر وہ حق ہی کے متبع رہے، اسی لئے انھوں نے اپنے مذہب حنفی کی —— جس پر ان کی نشو و نما ہوئی —— مخالفت شروع کی، ان کے والد محترم چونکہ غالی اور متعصب قسم کے حنفی تھے اس لئے وہ علامہ کا سختی سے معارضہ کرتے، علامہ ان سے عرض کرتے کہ حدیث کے ثابت ہونے اور اس پر بعض ائمہ کے عمل پیرا ہونے کے بعد کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اس پر عمل نہ کرے، اور ان سے کہتے کہ ابو حنیفہ و دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ کا یہی مذہب تھا، اس طرح

---

[1]- فہرست مخطوطات دار الکتب الظاھریۃ للألبانی ص ۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی اور دیگر اہل علم کے درمیان مناقشات اور مناظرات کی ابتداء ہوئی، اور مقلدین علماء وشیوخ تصوف اور علمبر داران خرافات وبدعت نے علامہ کی سخت مخالفت کی، اور خاص طور سے اپنے لوگ غلط قسم کا پروپیگنڈہ کرتے اور گمراہ وہابی کہہ کر عوام کالانعام کو آپ کے خلاف اکساتے اور انھیں آپ سے دور رہنے کی تاکید کرتے مگر جہاں یہ ہوا وہیں دمشق کے علامہ بہجت بیطار اور دیگر افاضل مشائخ وعلماء نے نہ یہ کہ صرف کھل کر آپ کی تائید کی بلکہ اس راہ میں پامردی کے ساتھ ثابت قدم رہنے کی آپ کو تاکید بھی کی۔ لوگوں کی ان مخالفتوں سے علامہ البانی کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی بلکہ لوگوں کا یہ طریقۂ کار مذہب اہل حدیث پر ان کی ثابت قدمی کا مزید سبب بنا، انھوں نے صبر وتحمل سے ساری اذیتیں برداشت کیں، اور لقمان علیہ السلام کی اس وصیت پر عمل پیرا رہے ﴿يابني لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم﴾[لقمان: ۱۳] "اے میرے بیٹے شرک نہ کرو کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے"۔ ﴿يابني أقم الصلاة وأمر بالمعروف وانه عن المنكر، واصبر على ما أصابك ان ذلك من عزم الامور﴾[لقمان: ۱۷] "اے میرے بیٹے نماز قائم کرو اور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، اور جو مصیبت آئے اسے برداشت کرو، یہ اولوالعزمی اور ہمت کی بات ہے"۔

درحقیقت علامہ البانی اس بارش کی مانند ہیں جسے اس کی پرواہ نہیں رہتی کہ وہ کس زمین پر گر رہی ہے، علامہ نے توحید وسنت کا جھنڈا بلند کیا اور دمشق کے بہت سے علماء سے ملے، اور ان سے توحید، مذہبی تعصب اور بدعات وغیرہ مسائل پر —— اس وقت کے رئیس جمعیۃ الشبان المسلمین شیخ عبدالفتاح الامام رحمہ اللہ کی صحبت ومعیت میں —— بحث ومباحثے کئے، علامہ البانی دعوت وتبلیغ کے لئے ہر ماہ منظم طور پر شام کے مختلف دور دراز علاقوں کا سفر بھی کرتے، آپ کے اس پروگرام میں حلب، ادلب، لاذقیہ، سلمیہ، حمص، حماۃ اور رقہ اضلاع داخل تھے، ان مذکورہ جگہوں پر جانے کی باری حسب پروگرام دیر میں آتی، مگر پھر بھی ان اسفار کے بڑے ہی اچھے نتائج سامنے آئے، ان مقامات پر لوگ اکٹھے ہو کر دروس وتقاریر سنتے اور حسب ضرورت سوالات کرکے مدلل جوابات سے مستفید ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶- درس وتدریس:

علامہ البانی ہر ہفتے دو درس بھی لوگوں کو دیتے جن میں طلبہ اور یونیورسٹیوں کے بعض اساتذہ شریک ہوا کرتے، آپ نے حاضرین کو تیرہ عدد مفید کتابیں بالاستیعاب پڑھائیں جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) فتح المجيد شرح كتاب التوحيد. عبدالرحمن بن حسن بن محمد بن عبدالوهاب رحمه الله.

(۲) الروضة الندية شرح الدرر البهية. نواب صديق حسن خان بهويالى رحمه الله (ت ۱۳۰۷).

(۳) أصول الفقه. عبدالوهاب خلاف رحمه الله.

(٤) الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث لابن كثير. احمد شاكر رحمه الله.

(٥) الأدب المفرد للبخارى. اس کا درس عورتوں کو دیتے تھے اور صرف انھیں حدیثوں کی شرح کرتے جو صحیح ہوتیں۔

(٦) اقتضاء الصراط المستقيم. لابن تيمية رحمه الله.

(۷) رياض الصالحين. امام نووى رحمه الله. (ت ٦٧٦)

(۸) الإلمام فى أحاديث الأحكام. ابن دقيق العيد رحمه الله. (ت ۷۰۲)

آخر الذکر دونوں کتابیں اس لئے پوری نہ ہو سکیں کہ بعض علماء سوء نے علامہ البانی کی حکام کے یہاں شکایت کر کے چھ ماہ کے لئے انھیں جیل میں ڈلوادیا۔ اس سے قبل بھی ۱۹۶۷ء میں ایک ماہ کے لئے علامہ البانی جیل میں ڈالے گئے تھے۔

۷- جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تین سالہ تدریسی خدمات

اس جہد مسلسل اور کاوش پیہم سے بفضلہ تعالی جب علامہ البانی کی حدیث، فقہ اور عقائد وغیرہ میں نفع بخش کتابیں منظر عام پر آئیں، تو علامہ البانی کی غزارت علمی اور علوم حدیث ورجال

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسناد میں آپ کی فائق درایت کے ساتھ ان میں سلف صالحین کے طریق پر کتاب وسنت ہی کو ہر چیز کی کسوٹی بنانے نے علماء کے دلوں کو موہ لیا، جس سے عالم اسلام میں آپ کو بڑی زبردست شہرت اور مرجعیت حاصل ہوئی، کیونکہ یہی طریق کار شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ان کے شاگردان رشید اور دیگر محققین اہل علم کا بھی تھا، اس لئے جامعہ اسلامیہ کے ذمہ داران اور خاص طور سے جامعہ کے رئیس اور سعودی عرب کے مفتی اکبر شیخ محمد ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ نے جامعہ کی ابتداء تاسیس ہی سے علامہ البانی کو اس کا شیخ الحدیث قرار دیا، آپ نے یہاں ۱۳۸۱ھ تا ۱۳۸۳ھ بڑی ہی جدوجہد اور اخلاص سے گذارا، اور انکسار وتواضع کا یہ حال تھا کہ فرصت کے اوقات میں طلبہ انھیں گھیرے رہتے اور علامہ باہر جامعہ کی کنکریلی زمین پر بیٹھ کر ان کے سوالوں کے جوابات سے انھیں محظوظ اور مستفید کرتے، یہ قبول عام بقاعدہ "إن المعاصرة اصل المنافرة" حاسد ومقلدین علماء کو نہ بھایا اس لئے وہ افتراء پردازی اور بہتان طرازی کا سہارا لے کر علامہ البانی کی وہاں سے جڑ کھودنے کے درپے ہوگئے جس میں انھیں کامیابی ہوئی، کیونکہ عالم اسلام میں یہ طریق کار سب سے آسان اور موثر ہے، اور دشمنان اہل حدیث وسلفیت تقریباً انھیں ریشہ دوانیوں کے سہارے وہاں زندگی گذارتے ہیں، بہر حال علامہ البانی بکمال عزیمت وارادہ وبصد صبر وشکر دوبارہ "مکتبہ ظاہریہ" دمشق لوٹ آئے جہاں سے وہ علم وفضل کا نیر تاباں بن کر آسمان علم پر درخشاں ہوئے تھے۔

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

علامہ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں جس منہج وطریقۂ کار کا بگل بجایا تھا اس کی صدائے بازگشت اب تک وہاں سنائی دیتی ہے، جامعہ کچھ مدت تک کے لئے خزاں رسیدہ ہوگئی تھی، مگر رب کارساز نے اب پھر اس کی زمام کار مناسب ذمہ داران اور کامیاب مستشاران کے ہاتھوں دے کر اس کے موسم بہار کو دوبارہ لوٹا دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸- علامہ البانی کے شاگردان رشید

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پوری دنیا سے لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے علامہ البانی کے شاگردوں کی کثرت ایک امر ضروری ہے، مگر ان کے ناموں کا استقصاء تقریباً محال اور موجب طوالت ہے، اس لئے ان میں سے ان چند مشاہیر کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے جو آسمان علم وفضل پر فروزاں ہیں:

(۱) ضیغم زمانہ محدث دیار یمن، شیخ مقبل بن ہادی وادعی یمانی

انھوں نے علامہ البانی سے کالج کے تیسرے سال جامعہ اسلامیہ مدینہ میں اصول حدیث اور علم اسناد کی تعلیم حاصل کی ہے، شیخ مقبل اس وقت کے فخر زمانہ، پیکر علم و عمل، دسیوں کتابوں کے مصنف و محقق اور بے مثال داعی ہیں، اہل بدعات و تقلید کی بڑے نرالے انداز میں تردید کرتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں سے "**رياض الجنة في الرد على أعداء السنة**"، **السيوف الباترة لإلحاد الشيوعية الكافرة**"، **الجامع الصحيح مما ليس في الصحيحين**" اور "**الأحاديث التي سكت عليها الذهبي في تلخيص المستدرك**" بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ شیخ مذکور غائبانہ طور پر مجھ سے متعارف ہیں، امارات آنے جانے والوں کے ذریعہ سلام وپیام بھیجتے رہتے ہیں، میرے طرز تعلیم وتدریس اور طریقۂ دعوت و تبلیغ سے کافی خوش ہیں، اس لئے انھوں نے میرا بعض کیسٹوں میں ذکر خیر کیا ہے، اور نواح واطراف کے لوگوں کو میرے دروس میں حاضر ہونے کی ترغیب دلائی ہے۔

(۲) صمصام وقت، محقق بے مثل، شیخ ربیع بن ہادی مدخلی

یہ علامہ البانی کے خصوصی شاگردوں اور ان کے معتمد علیہ لوگوں میں سے ہیں، منہج سلف پر ان کی بڑی وسیع اور گہری نظر ہے۔ انھیں اس بات کا بڑا اعتراف ہے کہ صحیح منہج دین کی طرف رہنمائی مجھے علامہ البانی سے ملی، ڈاکٹر ربیع بن ہادی ایک بالغ نظر عالم حدیث، دقیق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کے مصنف اور اہل بدعات و خرافات کے لئے شمشیر براں ہیں، آپ دسیوں سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے بہت سی کتابوں کے ذریعہ انھوں نے مصر و عرب کی "اخوان المسلمین" جماعت کے چہرے سے نقاب اٹھائی ہے، اور ان کی شرک و بدعت سے وابستگی اور سنت سے بے اعتنائی، وصحابہ کرام پر طعن و تشنیع سے عرب کے غافلوں کو باخبر کیا ہے، جس کی وجہ سے اب بہت سارے عربوں کا اعتماد اس جماعت سے اٹھ چکا ہے۔ ان کی تصانیف میں سے "أضواء على عقيدة سيد قطب"، "مطاعن سيد قطب في الصحابة" اور "الحد الفاصل بين الحق و الباطل" بڑی ہی اہم ہیں۔

ڈاکٹر ربیع میرے چند سبق کے استاذ ہیں، مجھ سے بڑی والہانہ الفت رکھتے ہیں، میرے طریقۂ تدریس و دعوت سے بہت خوش ہیں، اور مکہ و مدینہ کی زیارت کرنے والے امارات کے اعیان کو میرا خیال رکھنے اور میرے دروس میں حاضری دینے کی وصیت کرتے رہتے ہیں، حج وغیرہ کے موقع پر میرے ساتھ جتنا بڑا بھی قافلہ ہو بغیر ہم سب کی تواضع کئے اور اپنے مفید نصائح سے نوازے آنے نہیں دیتے۔

۳۔ نمونہ سلف، عالم مدینہ، صاحب قلم سیال شیخ عبد القادر حبیب اللہ سندھی مدنی

انھوں نے علامہ البانی سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم حاصل کی ہے، علامہ کو ان پر بڑا اعتماد ہے، بسا اوقات انھوں نے سوال و جواب کی مجلس میں لوگوں کو مسائل حدیث میں شیخ سندھی کی طرف رجوع کرنے کی وصیت کی ہے، ان کے دل میں علامہ البانی کا بڑا احترام ہے، انھیں بارہا یہ کہتے سنا گیا کہ البانی صاحب علم کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہیں، جس سے سارے لوگ اپنی پیاس بجھاتے ہیں، علامہ البانی کے ذکر پر اکثر ان کی آنکھیں برسنے لگتی ہیں۔ شیخ سندھی بڑے پائے کے مصنف ہیں چالیس سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں، قدرت نے انھیں بڑا ہی سیال قلم عطاء کیا ہے جسے وہ باطل کے خلاف ہمہ وقت نبرد آزما رکھتے ہیں، ان کی اکثر کتابیں عقیدہ و سنت کے دفاع اور شرک و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت اور تصوف کی تردید اور حدیث وفقہ کے مسائل کی تنقیح میں ہیں، ان کی تصانیف میں سے "دفاع عن أبي هريرة رضي الله عنه"، "التصوف في ميزان البحث و التحقيق"، حقائق ناصعة في ضوء العلم الصحيح"، "مقارنة علمية حول الثروة الفكرية" اور "رفع الجنة امام جلباب المرأة المسلمة" قابل ذکر ہیں۔ میں نے اپنے وقت میں اتنا زود نویس مصنف عالم نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ ناسازیٔ طبع کے باوجود انھوں نے ستائیس دن میں پانچ سو صفحہ فل اسکیپ پر مشتمل کتاب لکھ دی۔ شیخ عبدالقادر سندھی میرے باقاعدہ استاذ ہیں، اور مدینہ منورہ میں میرے زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک مجھ سے اپنی اولاد جیسی محبت رکھتے ہیں۔ مذکورہ تینوں بزرگوں کے بارے میں میری زبان حال بہ تشکر وامتنان کہہ رہی ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل ۔۔۔ نسیم صبح تیری مہربانی

(۴) محقق کبیر، شیخ حمدی عبدالمجید عراقی سلفی

آپ نے علامہ البانی سے اپنے ایام قیام دمشق میں علم حدیث حاصل کیا، اور بعد میں ایک عظیم محقق ثابت ہوئے، اور ستائیس سے زیادہ بڑی بڑی کتابوں کی تحقیق کی جن میں سے طبرانی کی معجم کبیر، ابن الملقن کی خلاصة البدر المنير اور علائی کی جامع التحصيل في أحكام المراسيل قابل ذکر ہیں۔ آپ اس وقت باقاعدہ عراق کے شہر موصل میں زندگی گذار رہے ہیں۔

(۵) مشہور زمانہ داعی اور صاحب زبان وقلم شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق فاضل مدینہ یونیورسٹی

www.KitaboSunnat.com

یہ علامہ البانی کے شاگردان خاص میں سے ہیں، اور زبردست فہم وفراست کے مالک صاحب زبان وقلم عالم ہیں، اپنی دعوت سے کویت کی کایا پلٹ کردی، دعوت وارشاد، اقتصاد ومعاش، شورائیت ونظام حکم اور سیاست وتربیت جیسے مختلف عصری موضوعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پچیسیوں کتابیں تصنیف کیں جن میں سے الفكر الصوفي في ضوء الكتاب والسنة، الأصول العلمية للدعوة السلفية، اورمشكلاتنا التربوية في ضوء الكتاب والسنة قابل ذکر ہیں۔

آپ ماضی قریب تک جزیرۂ عرب میں سلفیت کے چشم وچراغ سمجھے جاتے تھے، مگر کچھ دنوں قبل ان سے چند فکری ومنہجی غلطیاں سرزد ہوگئیں ہیں جن کی وجہ سے سلفی معاشرہ ان سے نالاں ہے اور ان کی غلطیوں کو قلم وکیسٹ کے ذریعہ اکابر علماء نے واضح بھی کیا ہے، مگر شیخ عبدالرحمٰن اب تک اپنی رائے پر اڑے ہیں، اللہ تعالیٰ انکی دستگیری کرے اور انھیں صراط مستقیم پر دوبارہ واپس لائے، اور ان کی دعوت کو پھر قبول عام حاصل ہو۔

شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق اصلاً مصر کے رہنے والے ہیں، مگر انھوں نے اپنی دعوت وتبلیغ کی آماجگاہ کویت کو بنا رکھا ہے، جامعہ اسلامیہ مدینہ کے بعد تقریباً پینتیس سال سے وہ یہیں زندگی گزار رہے ہیں

(۶) ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر

آپ کویت کی مشکلات سے قبل وہاں کی یونیورسٹی میں مدت دراز تک استاد تھے، شرعی علوم سے متعلق مختلف الانواع بیسیوں کتابیں تصنیف کیں، جن میں سے تاریخ الفقه الاسلامي، القياس بين مؤيديه ومعارضيه، اور المرأة بين دعاة الإسلام وأدعياء التقدم اہمیت کی حامل ہیں، اپنے استاذ علامہ البانی کو 'محدث العصر' کے لقظ سے یاد کرتے ہیں۔

اس وقت آپ اپنے ملک اردن میں مقیم خدمت حدیث پاک میں لگے ہوئے ہیں۔

(۷) استاذ خیر الدین وانلی

آپ علامہ البانی کے جاں نثار شاگردوں میں سے ہیں، انھوں نے دمشق شام میں علامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے علم حاصل کیا اور فی الحال وہیں مقیم بھی ہیں، استاذ خیر الدین نے اپنے استاذ جلیل کی شان میں ایک لمبا قصیدہ کہا ہے جو ان کی علامہ البانی سے محبت اور اجلال و احترام کا آئینہ دار ہے آپ بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں۔

(۸) شیخ محمد عید عباسی

آپ علامہ البانی کے ممتاز ترین شاگردوں میں سے ہیں، مدت دراز تک دمشق میں علامہ سے بغرض تعلیم چمٹے رہے، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، مگر ان میں سب سے اہم کتاب 'بدعة التعصب المذهبي' ہے یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، عصر حاضر میں مذاہب اور اجتہاد و تقلید کے موضوع پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(۹) ادیب وقت شیخ محمد ابراہیم شقرۃ رئیس مسجد اقصیٰ

آپ علامہ البانی کے قریبی شاگردوں میں سے ہیں، ان کی تحریریں عربی ادب کے شہپارے ہوا کرتی ہیں، قدرت نے انھیں بڑی فصیح و بلیغ زبان بھی عطا کی ہے، بڑے ہی زبردست بولنے والے ہیں، اس لئے ان کے استاذ محترم نے انھیں "أسد المنابر" کے لقب سے نوازا ہے چند کتابوں کے مصنف ہیں جن میں "القواعد الضابطة لدرجات لحديث الهابطة" اور "شهادة خميني في أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم" قابل ذکر ہیں۔ شیخ شقرۃ اپنے شہر عمان اردن کی جامع مسجد صلاح الدین ایوبی کے خطیب ہیں، اسی مسجد کے گھر میں بوقت شب میری ان سے ایک ناقابل فراموش علمی ملاقات ہوئی تھی۔

(۱۰) عالم ربانی زاہد کبیر شیخ عبد الرحمٰن عبد الصمد رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ نے مدت دراز تک دیار شام حلب اور حماۃ وغیرہ میں علامہ البانی سے علم حاصل کیا، بڑے ہی ذہین و فطین، تارک الدنیا اور خاکسار انسان تھے، آپ جامع وفرۃ کویت کے امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وخطیب تھے، جوانوں کی تربیت کا بڑا ڈھنگ رکھتے اور حد درجہ فیاض وسخی تھے، تصوف اور صوفیاء کے رازہائے پنہاں کے نقیب تھے کیونکہ مدت تک خود بھی صوفی تھے، اس لئے صوفیاء سے مناظرہ پر انھیں بڑی قدرت حاصل تھی، چند کتابوں کے مصنف تھے جن میں سے "أسئلة طال حولها الجدل" اہمیت کی حامل ہے۔

کویت کی طرف سے انھیں بعض ممالک میں دعوت وتبلیغ کے دورہ پر بھیجا گیا، اسی سفر کے دوران آسٹریلیا میں کار ایکسیڈنٹ سے ان کا انتقال ہوا۔ إنّا لله وإنا إليه راجعون، فاللهم اغفرله وارحمه.

(۱۱) شیخ زہیر شاویش، صاحب "المکتب الاسلامی"

آپ نے بیس سے زائد کتابوں کی تحقیق وتخریج کی اور ان میں سے بہت ساری کتابوں پر تعلیق بھی لکھی، اپنے سارے علمی کاموں میں علامہ البانی کو جگہ بہ جگہ "شیخنا" سے بار بار یاد کرتے ہیں۔

(۱۲) فضیلۃ الشیخ علی بن خشان

آپ علامہ البانی کے قریب ترین شاگردوں میں سے ہیں، ملک شام میں انھوں نے علامہ سے مدت مدید تک علم حاصل کیا، بڑے ہی ذہین وفطین اور حق گو انسان ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں زبان وبیان بھی خوب عطا کیا ہے انھوں نے چند کتابیں بھی تصنیف کی ہیں جن میں سے کتاب "وجوب الرجوع إلى الكتاب والسنة" اپنے موضوع کی اہم کتابوں میں سے ہے، اسی طرح انھوں نے شیخ محمد عید عباسی کے اشتراک کے ساتھ علامہ البانی کی سیرت پر ایک مختصر وجامع رسالہ بھی تحریر کیا ہے۔

شیخ علی بہت پہلے مرکز الدعوۃ والارشاد قطر میں سعودیہ عربیہ کی طرف سے داعیہ تھے، پھر اس کے بعد مدت دراز تک مرکز دبی امارات میں دعوت وتبلیغ کے منصب پر فائز تھے، اور اب پھر دوبارہ قطر میں امام وخطیب ومدرس اور وزیر الاوقاف کے مستشار کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے زندگی گذار رہے ہیں۔ شیخ موصوف مجھے بڑی الفت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور مدح و ستائش سے میرا ذکر کرتے اور میرے طریق دعوت و تدریس سے استفادہ کرنے پر نوجوانوں کو ابھارتے ہیں۔

(۱۳) فضیلۃ الشیخ محمد جمیل زینو

آپ نے مدت دراز تک دیار شام حلب، حماۃ اور رقہ میں علامہ البانی سے علم حاصل کیا، اور علامہ کے ہاتھوں انھیں تقلید کے تنگنائے سے نکل کر اتباع کی شاہراہ عام نصیب ہوئی، آپ مدت دراز سے مدرسہ دار الحدیث الخیریۃ مکہ مکرمہ میں ایک کامیاب مدرس ہیں، اور بدعات و اہل بدعات کے لئے شمشیر برہنہ، چنانچہ ان کی دسیوں تصانیف میں سے اکثر انھیں موضوعات پر مشتمل ہیں مثلاً "منہاج الفرقۃ الناجیۃ والطائفۃ المنصورۃ علی ضوء الکتاب والسنۃ"، "خذ عقیدتک من الکتاب والسنۃ" اور "الرد علی أخطاء الصابونی فی کتابیہ صفوۃ التفاسیر و مختصر تفسیر ابن جریر"۔

(۱۴) صاحب علم و فضل شیخ علی حسن علی عبد الحمید الحلبی الاثری

یہ علامہ البانی کے شاگردان خاص میں سے ہیں، اور علامہ پر دشمنان سنت اور حامیان تقلید کی طرف سے آمدہ یلغار کے دفاع کے لئے ہمہ وقت میدان میں خم ٹھونکے کھڑے رہتے ہیں ان کے قلم سے اب تک اس قدر زیادہ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں کہ لگتا ہے کہ ہر وقت یہ تصنیف و تحقیق ہی میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں نظر بد سے بچائے اور ان سے مزید کتاب و سنت کی خدمت لے۔

(۱۵) عالم اجل شیخ ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان

یہ بھی علامہ البانی کے ذی علم اور خاص شاگردوں میں سے ہیں، ان کی کتابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے علامہ کے سارے علم کو اپنے اندر سمو لیا ہے اور جو چاہتے ہیں علامہ ہی کے انداز میں لکھتے ہیں، کثرت تصنیف و تحقیق میں شیخ علی حسن کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل ہمسر ہیں، اور دونوں ہی فی الحال اردن میں شیخ کے سایہ تلے زندگی گذار رہے ہیں۔

(۱٦) صاحب علم وفن شیخ سلیم بن عید الہلالی

یہ بھی علامہ البانی کے شاگردان رشید میں سے ہیں، بڑی زبردست صلاحیت کے مالک ہیں، جو لکھتے ہیں بہت پختہ لکھتے ہیں، ان کی بہت سی تصنیف وتحقیق اب تک منظر عام پر آچکی ہیں، آپ عصر حاضر کی جماعات واحزاب سے متعلق کافی معلومات رکھتے ہیں، اس موضوع پر ان کی کتاب "الجماعات الاسلامیۃ فی ضوء الکتاب والسنۃ" بے نظیر ہے۔

۹- علامہ البانی کی ملک شام سے اردن کو ہجرت

آزمائش ہے نشان بندگان محترم ۔۔۔ جانچ ہوتی ہے انھیں کی جن پہ ہوتا ہے کرم

ابتلاء وآزمائش اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت ہے، وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو آزماتا ہے، اس سے نہ بزرگوں کو چھٹکارا ملا اور نہ انبیاء ورسل کو، بلکہ انبیاء ورسل پر آزمائش سب سے زیادہ آتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے: "أشد الناس بلاءً الأنبياء، ثم الأمثل فا لأمثل، يبتلي الرجل على حسب دينه، فإن كان في دينه صُلبا اشتد بلاؤه إلخ" یعنی سب سے زیادہ آزمائش وابتلاء انبیاء کی ہوتی ہے، پھر ان کے بعد لوگوں پر حسب مدارج مصائب ومشکلات آتی ہیں، یعنی انسان اپنے دین میں جتنا ہی قوی ہوتا ہے اسی کے بقدر اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ ابن حبان میں بسند حسن مروی ہے "إن البلايا أسرع إلى من يحبني من السيل إلى منتهاه" یعنی مجھ سے محبت کرنے والوں پر مصائب سیلاب سے بھی زیادہ تیزی سے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الٓمٓ أحسب الناس أن يتركوا أن يقولوا آمنا وهم لايفتنون﴾ [العنکبوت /۱-۲] یعنی کیا لوگوں کو گمان ہے کہ ایمان لانے کے بعد انھیں بلا آزمائش کے چھوڑ دیا جائے گا۔

اسی سنت اللہ کے تحت علامہ البانی بھی شدید ابتلاء وآزمائش میں ڈالے گئے، اتباع حق کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب اس قدر ان کے خلاف ماحول بنادیا گیا کہ وہ اپنا وطن مالوف دمشق ترک کر کے عمان اردن ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے، اس سفر میں علامہ کو مادی اور معنوی ہر قسم کے نقصانات اٹھانے پڑے، اپنے دمشق والے گھر سے محرومی کے ساتھ بوقت نقل و انتقال ان کی بہت سی علمی تصانیف بھی راستے میں ضائع ہوگئیں، مگر علامہ البانی نے ان مصائب و محن کو سلف صالحین کے نقش قدم پر خندہ پیشانی سے برداشت کیا، اور اردن میں حالات سازگار ہونے کے بعد حسب سابق دین حق کی خدمت میں دوبارہ لگ گئے ؂

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں　　ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

اردن پہنچنے کے بعد کچھ ناگفتہ بہ حالات کے پیش نظر انھیں غایت درجہ خاموشی اور احتیاط کے ساتھ دمشق ہوتے ہوئے شب دیجور میں بیروت جانا پڑا، اور وہاں کچھ مدت رہنے کے بعد پھر امارات آنے پر مجبور ہوئے، امارات کے لوگ عموماً بڑے خیر سگال ہیں، انھوں نے علامہ البانی کا خیر مقدم کیا اور انھیں پناہ دی اور ان کے یہاں آنے کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا، اور موقع کو غنیمت جان کر علم پسند حضرات علامہ کے گرداگرد جمع ہو کر اپنی علمی پیاس بجھانے لگے، خلیج کے دیگر ممالک کو جب یہ خبر لگی تو وہاں سے بھی علامہ البانی کو دیکھنے اور ان کے علوم حدیث اور دعوتی تجارب سے استفادہ کے لئے محبین کا سیل رواں امڈ آیا، اور سارے لوگوں نے خوب جم کر آپ سے علم ونصائح اور ارشاد حاصل کئے۔ دوران قیام امارات ۱۴۰۲ھ میں علامہ نے کویت کا سفر بھی کیا جہاں آپ نے کئی تقریریں کیں، اور سوال وجواب کی متعدد مجلسیں منعقد کیں، پھر وہاں سے قطر گئے اور وہاں اپنے بعض محب علماء سے ملے جنھوں نے آپ کو دلاسا اور ڈھارس دی۔

۱۰- علمی خدمات

علامہ البانی نے علوم حدیث کی خدمت کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی ہے اور تقریباً وہ ساٹھ سال سے علمی تصنیفات وتحقیقات میں لگے ہوئے ہیں، ان کی نظر بہت وسیع ہے، عصر حاضر میں اس باب میں ان کا کوئی ہمسر نہیں، انھوں نے رنگارنگ مواضیع پر کتابیں لکھیں جن کا تفصیلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر یہاں مناسب نہیں، البتہ ان کے علمی کاموں کو باختصار چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

اولاً: علامہ البانی کی مختلف لوگوں پر تردید و تنقید

(١) الرد على إباحة التحلي بالذهب المحلق للشيخ اسماعيل الأنصاری

(٢) الرد على عزالدين بليق

(٣) القول بفناء النار بين الألبانی وابن تيمية وابن القيم

(٤) نقد كتاب التاج الجامع للأصول

(٥) الرد على الشيخ الغماری

(٦) الرد على ابن حزم فی إباحة آلات الطرب

(٧) الرد على العلامة الآلوسی

(٨) الرد على الغزالی وجهيمان وشلتوت

(٩) الرد على المدعوا لسيد عبدالرضاالمرعشی

(١٠) الرد على من ضعف حديث العترة

(١١) الرد على مفتی ألبانيا قبل دخول الشيوعية إليها

(١٢) الرد على الصابونی

(١٣) عودة إلى السنة

(١٤) الرد على الشيخ الحامد فی أحاديث، العمامة فی الاسلام و ردالشيخ الحامد عليه

(١٥) الرد على الأستاذ الطنطاوی فی حديث ''تظليل الغمامة''

(١٦) الرد على ميرزا غلام القاديانی الهندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیا: علامہ البانی کی مختلف مسائل میں آراء

(۱۷) الطريق الرشيد نحو بناء الكيان الإسلامى

(۱۸) مصطلح جاهليةالقرن العشرين فى نظرالألبانى

(۱۹) رأى الشيخ فى الجماعات الاسلامية

(۲۰) الألبانى ومدرسةالشيخ رشيد رضا

(۲۱) الألبانى ورواية أبى حنيفة فى الحديث

(۲۲) الألبانى والأئمةالأربعة المتبوعون

(۲۳) فتوى الشيخ فى النصب المزعوم للخضر الذى كان موجوداً فى جزيرة فيلكاوعلى دعوى المبتدعة وعبدة القبور فى حياة الخضر

(۲٤) من نصا ئح الشيخ لطلبةالعلم:

أ- النصح بقراء ة كتب مختارة فى العلوم الإسلامية

ب- نصيحة للشباب المسلم وطلبة العلم

(۲۵) أ- بيان من هى الطائفة الظاهرة المنصورة

ب- افتراق الأمم و بيان الفرقة الناجية

(۲٦) القول فى حديث "ياسارية الجبل"

ثالثا: علامہ البانی کی قلمی (غیر مطبوعہ) کتابیں

(۲۷) تعليق على (المغنى عن حمل الأسفار فى الأسفار فى تخريج مافى الإحياء من الأخبار) للعراقى

(۲۸) صلاه الاستسقاء

www.KitaboSunnat.com

(۲۹) الأمثال النبوية

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(٣٠) فهرس المخطوطات الحديثية فى مكتبة الأوقاف بحلب

(٣١) المحو والإثبات

(٣٢) صحيح الإسراء والمعراج

(٣٣) الأحاديث الضعيفة والموضوعة التى ضعفها أو أشار إلى ضعفها ابن تيمية فى مجموع الفتاوى

(٣٤) صفة صلاة النبى ﷺ لصلاة الكسوف

(٣٥) مقدمة الأحاديث الضعيفة والموضوعة فى أمهات الكتب الفقهية

(٣٦) الرد على رسالة التعقب الحثيث

(٣٧) الروض النضير فى ترتيب و تخريج معجم الطبرانى الصغير

(٣٨) تحقيق كتاب الأحاديث المختارة و تخريجه. للضياء المقدسى

(٣٩) تحقيق كتاب الأحكام الكبرى و تخريجه، لعبد الحق الإشبيلى

(٤٠) تلخيص كتاب تحفة المودود فى أحكام المولود

(٤١) ماصح من سيرة رسول الله ﷺ

(٤٢) وصف الرحلة الأولى إلى الحجاز والرياض مرشداً للجيش السعودى

(٤٣) التعليقات الرضية على الروضة الندية

(٤٤) التعليق على كتاب مسائل جعفر بن عثمان بن أبى شيبة

(٤٥) الثمر المستطاب فى فقه السنة والكتاب

(٤٦) فهرس أسماء الصحابة الذين أسندوا الأحاديث فى معجم الطبرانى الأوسط

(٤٧) إزالة الشكوك عن حديث البروك (فى مسألة البروك فى السجود)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الرد علی ابن القیم

(٤٨) مناظرة كتابية مسجلة مع طائفة من أتباع الطائفة القاديانية

(٤٩) الحوض المورود في زوائد منتقى ابن الجارود

(٥٠) التعليقات الجياد على زادالمعاد

(٥١) أحكام الركاز

(٥٢) ضعيف الترغيب

(٥٣) صفة الصلاة الكبير

(٥٤) تاريخ دمشق لأبي زرعة رواية أبي الميمون.

(٥٥) أحاديث البيوع و آثارها.

(٥٦) معجم الحديث النبوی،

یہ کتاب چالیس جلدوں سے زیادہ پر مشتمل ہے، علامہ کی تیس سالہ محنت شاقہ کا یہ کتاب نتیجہ ہے، جیسا کہ ان کے شاگرد رشید علی بن مشرف العمری نے مجھے بتایا، مگر ماضی قریب کے سفر اردن میں گنتی کرنے پر یہ کتاب انچاس جلدوں میں ثابت ہوئی، نیز علامہ البانی نے سوال کرنے پر ارشاد فرمایا کہ: اس کتاب کی تالیف میں میں نے تیس سال سے زائد کا عرصہ صرف کیا ہے۔

(٥٧) وضع الآصار في ترتيب أحاديث مشكل الآثار

(٥٨) التعليق على كتاب (سبل السلام شرح بلوغ المرام)

(٥٩) فهرس كتاب (الكواكب الدراری)

(٦٠) الرد على رسالة الشيخ التويجری فی بحوث من صفة الصلاة

(٦١) السفر الموجب للقصر

(٦٢) بغية الحازم في فهارس مستدرك الحاكم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶۳) فهرس أحاديث كتاب الشريعة للآجری

(۶۴) الجمع بين ميزان الاعتدال للذهبي ولسان الميزان لابن حجر

(۶۵) فهرس أحاديث كتاب التاريخ الكبير

(۶۶) تعليق و تحقيق كتاب زهرالرياض فی رد ماشنعه القاضی عياض على من أوجب الصلاة على البشير النذير فی التشهد الأخير

(۶۷) تحقيق كتاب ديوان أسماء الضعفاء والمتروكين للذهبی

(۶۸) تحقيق كتاب أصول السنة واعتقاد الدين

(۶۹) تحقيق كتاب حول أسباب الاختلاف للحميدی

(۷۰) تسهيل الانتفاع بكتاب ثقات ابن حبان

(۷۱) قاموس البدع

(۷۲) الذب الأحمد عن مسند الإمام أحمد

(۷۳) تحقيق كتاب مساوئ الأخلاق للخرائطی

(۷۴) التعليق على التعليق الممجد على موطأ الإمام محمد عبدالحئی اللكنوی.

(۷۵) الرد على البديع فی مسئلة وضع اليدين على الصدر بعد الركوع.

(۷۶) مختصر تعليق الشيخ محمد كنعان

(۷۷) الرد على كتاب المراجعات لعبد الحسين شرف الدين

(۷۸) المسيح الدجال ونزول عيسى عليه الصلاة والسلام

(۷۹) مختصر صحيح مسلم. بقلمه

رابعاً: علامہ البانی کی مطبوعہ کتابیں جنھیں چار قسموں میں تقسیم کیا جارہا ہے

۱- تالیفات

(۸۰) صحيح سنن أبی داؤد

(۸۱) صحيح سنن الترمذی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸۲) صحیح سنن ابن ماجه

(۸۳) صحیح سنن النسائی

(۸٤) ضعیف سنن أبی داؤد

(۸۵) ضعیف سنن الترمذی

(۸٦) ضعیف ابن ماجه

(۸۷) ضعیف سنن النسائی

(۸۸) صحیح الأدب المفرد

(۸۹) ضعیف الأدب المفرد

(۹۰) مختصر صحیح البخاری

(۹۱) حجة النبی ﷺ کما رواها عنه جابر رضی الله عنه

(۹۲) تحریم آلات الطرب

(۹۳) صحیح الترغیب

(۹٤) اللحیة فی نظر الدین

(۹۵) صلاة العیدین فی المصلی هی السنة

(۹٦) فهرس مسند الإمام أحمد بن حنبل فی مقدمة المسند

(۹۷) تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة للسید سابق

(۹۸) نقد نصوص حدیثیة فی الثقافة العامة

(۹۹) مناسك الحج والعمرة فی الکتاب والسنة و آثار السلف

(۱۰۰) الحدیث حجة بنفسه فی العقائد والأحکام

(۱۰۱) کشف النقاب عما فی کلمات أبی غدة من الأباطیل والافتراءات

(۱۰۲) منزلة السنة فی الإسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۳)سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيئی من فقهها

(۱۰٤)سلسلة الأحاديث الضعيفة وأثرها السيئی فی الأمة

(۱۰۵)خطبة الحاجة

(۱۰٦)فهرس مخطوطات دارالكتب الظاهرية. المنتخب من مخطوطات الحديث

(۱۰۷)التعقب علی كتاب الحجاب للمودودی

(۱۰۸)الرد علی رسالة أرشد السلفی

(۱۰۹)تسديد الإصابة إلی من زعم نصرة الخلفاء الراشدين والصحابة

(۱۱۰)الأجوبة النافعة عن أسئلة مسجد الجامعة

(۱۱۱)صلاة التراويح

(۱۱۲)دفاع عن الحديث النبوی والسيرة فی الرد علی جهالات الدكتور رمضان البوطی فی كتابه فقه السيرة

(۱۱۳)التوسل: أحكامه وأنواعه

(۱۱٤)جلباب المرأة المسلمة فی الكتاب والسنة

(۱۱۵)وجوب الأخذ بحديث الآحاد فی العقيدة

(۱۱٦)صفة صلاة النبیﷺ من التكبير إلی التسليم كأنك تراها. ہماری یہ کتاب اسی کا ترجمہ ہے۔

(۱۱۷)تلخيص صفة صلاة النبیﷺ

(۱۱۸)قيام رمضان و بحث عن الاعتكاف

(۱۱۹)تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد

(۱۲۰)أحكام الجنائز و بدعها

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲۱) تلخيص أحكام الجنائز

(۱۲۲) آداب الزفاف فى السنة المطهرة

(۱۲۳) نصب المجانيق فى نسف قصة الغرانيق

۲- علمی تحقیقات

ألف: (۱۲٤) تحقيق كتاب رفع الأستار لإبطال القائلين بفناء النار للصنعانى

ب: (۱۲٤) رياض الصالحين للنووى

(۱۲٥) الكلم الطيب لابن تيمية

(۱۲٦) صحيح الكلم الطيب

(۱۲۷) كتاب اقتضاء العلم العمل للخطيب البغدادى

(۱۲۸) كتاب العلم للحافظ أبى خيثمة

(۱۲۹) مختصر صحيح مسلم للمنذرى

(۱۳۰) فضل الصلاة على النبى ﷺ. لإسماعيل القاضى

(۱۳۱) لفتة الكبد فى تربية الولد. لابن الجوزى

(۱۳۲) مساجلة علمية بين الإمامين الجليلين: العز بن عبدالسلام وابن الصلاح

(۱۳۳) تصحيح حديث إفطار الصائم قبل سفره بعد الفجر

(۱۳٤) مشكاة المصابيح. للتبريزى

(۱۳٥) التنكيل بما فى تانيب الكوثرى من الأباطيل

۳- تخریجات

(۱۳٦) صحيح الجامع الصغير وزيادته (الفتح الكبير) للسيوطى

(۱۳۷) ضعيف الجامع الصغير وزيادته (الفتح الكبير) للسيوطى

(۱۳۸) الآيات البينات فى عدم سماع الأموات عند الحنفية السادات.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحمود الآلوسی

(۱۳۹)غاية المرام فی تخريج أحاديث الحلال والحرام. للقرضاوی

(۱٤۰)حقيقة الصيام. لابن تيميه

(۱٤۱)شرح العقيدة الطحاوية. لأبی جعفرالطحاوی

(۱٤۲) تخريج أحاديث كتاب حقوق المرأة فی الاسلام للشيخ محمد رشيد رضا

(۱٤۳)تخريج احاديث مشكلة الفقر وكيف عالجها الإسلام. للقرضاوی

(۱٤٤)تخريج مادل عليه القرآن مما يعضد الهيئة الجديدة القويمة البرهان. لمحمود الآلوسی

(۱٤٥) تخريج كتاب الإيمان. لأبی عبيدالقاسم بن سلام

(۱٤٦) تخريج كتاب الرد علی الجهمية. للدارمی

(۱٤۷)تخريج كلمة الإخلاص و تحقيق معناها. لابن رجب الحنبلی

(۱٤۸) تخريج كتاب إصلاح المساجد من البدع والعوائد. لجمال الدين القاسمی

(۱٤۹)إرواء الغليل فی تخريج أحاديث منارالسبيل. لابن ضويان

(۱٥۰)ظلال الجنة فی تخريج كتاب السنة. لابن أبی عاصم

(۱٥۱)تخريج كتاب المصطلحات الأربعة فی القرآن

(۱٥۲)تخريج كتاب الإيمان. لابن أبی شيبة

(۱٥۳)حجاب المرأة المسلمة و لباسها فی الصلاة. لابن تيمية

(۱٥٤)تخريج فضائل الشام. للربعی

(۱٥٥)تخريج كتاب الإيمان. لابن تيمية

(۱٥٦)تخريج فقه السيرة. للغزالی

(۱٥۷)تخريج أحاديث كتاب (الاحتجاج بالقدر) لابن تيمية

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(١٥٨) تخريج أحاديث كتاب (الصراط المستقيم فيما قرره الثقات الأثبات في ليلة النصف من شعبان) لبعض علماء الأزهر

(١٥٩) تخريج كتاب (المسح على الجوربين) لجمال القاسمي. وله ذيل باسم (تمام النصح في أحكام المسح)

۴- اختصار ومراجعہ وتعلیق

(١٦٠) صحيح ابن خزيمة. للدكتور محمد مصطفى الأعظمي

(١٦١) مختصر كتاب العلو للعلي الغفار. للحافظ الذهبي

(١٦٢) مختصر الشمائل المحمدية. للترمذي

(١٦٣) التعليقات على صفة الفتوى والمفتي والمستفتي. لابن شبيب بن حمدان

(١٦٤) التعليق على كتاب الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث. لابن كثير بتحقيق الشيخ أحمد شاكر

(١٦٥) شرح موجز للعقيدة الطحاوية[1]

۱۱- علامہ البانی کی دوسروں کیساتھ انصاف پسندی اور عالم اسلام میں انکی ہر دلعزیزی

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ کسی انسان سے غلطیوں کا صدور ہو، بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ انسان اپنی غلطیوں کو جان لینے کے بعد بھی ان پر اڑا رہے، ارشاد رسول ہے: "كل بنى آدم خطّاء وخير الخطّائين التوابون"[2] اس زمانے کے اہل تقلید و تعصب کو ان کی غلطیوں پر کوئی

[1] ان ساری کتابوں سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو شیخ محمد ابراہیم شیبانی کویتی کی کتاب "حياة الألباني وآثاره وثناء العلماء عليه" (ص: ۱۱۵-۹۰۵)، ڈاکٹر عاصم بن عبداللہ قریوتی کی کتاب "ترجمة موجزة لفضيلة المحدث الشيخ أبي عبدالرحمن محمد ناصرالدين الألباني" (ص: ۲۲-۳۷)۔

[2] حديث حسن صحيح الجامع الصغير (٤٥١٥) حم، ت، هـ، ك، عن أنس رضى الله عنه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاکھ متنبہ کرے مگر وہ اسے ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہوتے علامہ البانی اس کے برعکس جس طرح وہ دوسروں کی غلطیوں کی تردید میں کوئی نرمی نہیں برتتے، اسی طرح اگر انہیں ان کی کسی غلطی پر متنبہ کیا جائے، یا از خود وہ اسے جان سکیں تو اسے تسلیم کرنے میں انہیں کبھی کوئی تردد نہیں ہوتا، سلف صالحین کا طریقہ بھی یہی تھا، اور عفت وپارسائی کے یہی قرین بھی ہے، چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ: جسے میری دلیل کا علم نہ ہو اس کے لئے میرے قول پر فتوی دینا حرام ہے کیونکہ ہم بشر ہیں، ایک فتوی آج دیتے ہیں اور کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں[1]۔ مناسب ہوگا کہ علامہ کے اس اعتراف حق کی چند مثالیں قارئین کو نظر نواز کی جائیں:

(۱) اپنی اس کتاب صفة صلاة النبی کے مقدمہ[2] میں علامہ تویجری رحمہ اللہ کے انتقادات پر رد کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: اخیر میں اس بات کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ شیخ تویجری کی رائے چار باتوں میں صحیح ہے۔

(ألف) دعاء تشہد میں 'مأثم ومغرم' کی تفسیر میں

(ب) ''نماز اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے'' کے بارے میں

(ج) 'والشر لیس إلیك' کی تفسیر میں

(د) 'إبن الأثرم' کے بجائے 'الأثرم' کے بارے میں

اس لئے میں ان چار باتوں میں اپنی رائے ترک کر کے شیخ تویجری کی رائے کو قبول کر رہا ہوں۔

(۲) اس کتاب کے حاشیہ ص: ۱۶۹ میں فرماتے ہیں: میں نے سابقہ ایڈیشنوں میں اس حدیث کو حسن قرار دیا تھا، مگر پھر معلوم ہوا کہ مجھے اس میں وہم ہو گیا ہے، کیونکہ اس حدیث کا راوی ضعیف ہے، اور نہ معلوم کہ مجھ پر یہ بات کیوں مخفی رہی، اسی لئے میں

---

[1] کتاب کا صفحہ: ۱۰۰ ملاحظہ ہو

[2] اصل کتاب کا عربی مقدمہ صفحہ: ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فوراً اس حدیث کو اپنی اس کتاب سے حذف کر دیا، پھر اللہ تعالی نے نعم البدل کے طور پر مجھے حدیث معاذ مرحمت فرمائی۔

(۳) شرح العقيدة الطحاوية کے مقدمہ ص:۳۶، ط:۹ میں فرماتے ہیں کہ: ”مجھ پر یہ بات عیاں ہوئی کہ مصنف کتاب پر فرد وہم عائد کرنے میں خود مجھ سے وہم ہو گیا ہے“۔ پھر علامہ نے اس حدیث کا ذکر کیا جسے وہ پہلے ضعیف قرار دے چکے تھے، مگر سنن ترمذی کا مراجعہ کرنے کے بعد اپنی سابق رائے سے رجوع کر کے انھوں نے حدیث کو دوبارہ صحیح قرار دیا، اور اس بات کا اعتراف کیا کہ اس استدراک کا سہرا المکتب اسلامی کے بعض مصححین کے سر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(۴) اور اسی مذکورہ کتاب کے ص ۵۱۲ ط: ۹ میں فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ: اب میں کہتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہیں، نہ معلوم کہ ایسا کیونکر واقع ہوا، کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے، جیسا کہ تخريج المشكاة (۱۸۴) و سلسلة الأحاديث الضعيفة (٣٠١٦) اور ضعيف الجامع (۱۴۷۷) میں اسے میں نے واضح کیا ہے۔

(۵) کتاب السنۃ، میں ابن أبی عاصم حدیث (۸۲۶): من قال حين يسمع النداء إلخ کے بعد کہتے ہیں کہ: وفيه عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ۔ علامہ البانی یہاں رقمطراز ہیں کہ: میں نہیں جان سکا کہ مصنف اس بات سے کس حدیث کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں لیکن اب اپنے نسخہ خاص میں تحریر فرما رہے ہیں کہ: اسے طبرانی نے بسند ضعیف روایت کیا ہے، ملاحظہ ہو مجمع الزوائد ۱/۳۳۳. شیخ عبداللہ الدویش نے اسکی طرف میری رہنمائی کی[1] وجزاه الله خيراً.

(۶) اور کتاب مذکور اثر (١٢٠٤) میں ”حدثنا أبو مسكين“ آیا ہے۔ مگر علامہ البانی اب اپنے نسخۂ خاص میں تحریر فرما رہے ہیں کہ: صحیح ”أبو مكين“ ہے، علل الدارقطنی میں اسی طرح ہے جیسا کہ ڈاکٹر محفوظ الرحمن کے حوالے سے مجھے

---

[1] السنہ لابن أبی عاصم کا مقدمۃ التحقیق ص: ۱۴ اور حدیث (۸۴۸) ڈاکٹر جوابرہ کی تحقیق سے ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین العوایشۃ نے ۲۳/۱۰/ ۱۴۰۴ھ کے دہلی سے لکھے گئے خط کے ذریعہ بتایا[1]۔

وجزاہ اللہ خیراً۔

یہ چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے کی حیثیت رکھتی ہیں، ورنہ اپنے اوپر اس طرح کے استدراکات اور غیروں کے ساتھ عدل وانصاف کی علامہ البانی کے یہاں کئی اور بھی مثالیں ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ علامہ ہر صاحب دلیل وبرہان کے ساتھ انصاف پسند ہیں اور حق ان کے یہاں اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ علامہ البانی کے اعتراف حق کی اس صفت نے عالم اسلام کو ان کا گرویدہ اور حق دوست لوگوں کے نزدیک انھیں ہر دلعزیز بنادیا ہے، اور دنیا کے سارے ممالک میں ان کے اتباع اور عقیدت مندپائے جاتے ہیں، دنیائے اسلام میں آج ان جیسی مقبول شخصیت کا کوئی دوسرا انسان نظر نہیں آتا، اوروں کے عقیدت مندوں کی صفوں میں عمل صالح کم اور بد عملی زیادہ پائی جاتی ہے، مگر علامہ البانی کے عقیدت کیشوں کے یہاں عمل بالکتاب والسنۃ ایک امتیازی صفت ہے، دیگر علماء کا احتیاج عموماً عوام کو ہوا کرتا ہے، مگر علامہ البانی سے استفادہ کرنے پر عصر حاضر کے علماء اپنے کو مجبور پاتے ہیں۔ علامہ کی اس ہر دلعزیزی نے ان کے بہت سارے حساد بھی پیدا کردیئے ہیں، جنھیں ان کا وجود بھی ناقابل برداشت ہے، مگر "جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے"۔

۱۲- علامہ البانی ایک نادرۂ روزگار مناظر اور حاضر جواب عالم

علامہ البانی کو جہاں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں علمی صلاحیتوں سے مالا مال کیا ہے، وہیں بے مثال حاضر جوابی کی دولت سے بھی نوازا ہے، مناظرہ میں وہ اس دور میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، جس نے بھی علامہ سے مناظرہ کیا، وہ چند منٹ سے زیادہ ٹھہر نہ سکا، چاہے اسے اس فن میں تخصص ہی کیوں نہ حاصل ہو، اور خوبی کی بات تو یہ ہے کہ مخالف سے اپنی بات کے اقرار کرالینے کا قدرت نے انھیں عجیب وغریب ملکہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ ایک عرصہ پہلے مکہ مکرمہ میں ایک شامی باشندے کو دعوائے نبوت کی سوجھی، مگر سعودیہ عربیہ کی سخت گیری سے ڈر کر وہ وہاں سے بھاگ

[1] السنۃ لابن ابی عاصم کا مقدمہ التحقیق صفحہ: ۱۵ اور اثر (۱۲۳۸) ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلا اور اپنے ملک شام پہنچ کر نبوت کا دعویٰ کیا، بارہ سال تک وہ اپنا شر پھیلانے میں کوشاں رہا مگر اس مدت میں اس پر اس کے بھائی کے سوا کوئی دوسرا ایمان نہ لایا شدہ شدہ ایک دن کسی من چلے انسان نے اسے علامہ البانی کی خدمت میں لا پیش کیا، اس کے اور علامہ کے مابین مناظرہ شروع ہوا، اس نے شور و شغب مچا کر علامہ البانی پر غلبہ پانے کی بڑی کوشش کی، مگر اس کی ایک نہ چلی، بالآخر وہ علامہ کے مناظرہ سے اس قدر تنگ ہوا، کہ اخیر میں اس نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ وہ جھوٹا نبی ہے بعد ازاں علامہ نے اسے نصیحت آمیز کلمات کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ مناظرہ ایک کیسٹ کے اندر "مناظرۃ مع دجال" کے عنوان سے محفوظ ہے۔

ہمارے استاذ محترم ڈاکٹر ربیع بن ہادی حفظہ اللہ گذشتہ سال مدینہ طیبہ میں اپنے دولت خانہ پر مجھ سے ارشاد فرماہوئے کہ: "شیخ عبدالباری! علامہ البانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت مناظرہ عطا فرمائی ہے کہ مدتوں سے تاریخ اسلام میں کوئی ایسا مناظر نظر نہیں آتا"۔ میں عرض پرداز ہوا کہ: "استاذ! اس صدی کے نصف اول میں 'شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ' بھی دنیا کے بے نظیر مناظر تھے، کسی بھی مذہب کا کوئی عالم ان سے مناظرہ کی تاب نہیں لاتا تھا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا انداز مناظرہ جداگانہ تھا"۔

أولئك آبائي فجئني بمثلهم　　　　إذا جمعتنا يا جرير المجامع

علامہ البانی کو سوال و جواب کی مجالس اٹنڈ کرنے کی بھی خوب قوت ملی ہے، مشکل ترین مسائل کے جوابات دینا اس زمانے میں انھیں کا کام ہے، اور یہ سب سوال و جواب کیسٹوں کے اندر محفوظ ہیں، یہ کیسٹیں علمی فوائد و نوادرات کا گنجینہ ہیں، جن کی تعداد پانچ ہزار (۵۰۰۰) سے متجاوز ہے فی زماننا ہذا میرے علم کی حد تک اس قدر زیادہ کیسٹیں کسی اور عالم کی نہیں پائی جاتیں، جو لوگوں کے ان پر زبردست اعتماد کی دلیل ہے، بڑے بڑے علماء، علامہ کے یہاں کا سفر صرف اپنے مشکل علمی مسائل حل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

۱۳- علامہ البانی کی شان میں کبار علماء اسلام کے ستائشی کلمات

علامہ البانی کی مدح و ستائش میں کبار علماء اسلام کے جو اقوال ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں ان سے علامہ کی توثیق و تعدیل مقصود نہیں بلکہ ان کی علمی شہرت کا ثبوت پیش کرنا مقصود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، کیونکہ علامہ کی چار دانگ عالم میں علمی شہرت خود ان کی توثیق و تعدیل کی ضامن و کفیل ہے، جن علماء کے اسماء گرامی ذکر کیۓ جائیں گے ان میں سے کوئی بھی علم و فضل میں علامہ البانی کا ہمسر نہیں کہ انھیں ان کا احتیاج ہو، بلکہ ان میں سے ہر ایک علامہ سے علم میں کمتر اور بالفعل ان کی کتابوں سے استفادہ کرنے پر مجبور ہے۔

علمائے مصطلح کا کہنا ہے کہ: جس عالم حدیث کی علمی شہرت آسمان کو چھو رہی ہو، علمائے حدیث اس کی کسی شخص کی زبانی توثیق و تعدیل کی ضرورت نہیں سمجھتے، بلکہ اس کی علمی شہرت ہی کو اس کی توثیق کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے، اس کی مثال میں امام مالک، سفیانان، اوزاعی، لیث بن سعد، ابن المبارک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جیسے حضرات کے اسماء گرامی پیش کئے جاتے ہیں[1]۔ چنانچہ امام احمد سے امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انھوں نے ارشاد فرمایا: اسحاق جیسے شخص کے بارے میں کیا پوچھتے ہو؟ وہ تو ہمارے نزدیک امام المسلمین ہیں[2]۔

امام یحیٰی بن معین سے امام ابو عبید القاسم بن سلام کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انھوں نے فرمایا کہ: مجھ جیسے انسان سے ابو عبید کے بارے میں پوچھا جانا کیا معنی رکھتا ہے، ابو عبید تو خود اس قابل ہیں کہ ان سے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جائے[3]۔ اور امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا کہ: ابو عبید کو ہم لوگوں کی حاجت نہیں، بلکہ ہم لوگوں کو ان کا احتیاج ہے[4]۔

یوں تو علامہ البانی کے معتقدین اور ان کی شان میں مدحیہ کلمات کہنے والوں کی بہت بڑی

۱ـ کتاب الإرشاد للنووی جلد۱/۲۷۶ میری تحقیق و تعلیق سے، فتح المغیث للسخاوی جلد۱/۲۷۴

۲ـ الکفایۃ ص:۸۷، تاریخ بغداد جلد۶/۳۵۰، کلا هما للخطیب، تهذیب الکمال للمزی جلد۲/۳۸۲

۳ـ الکفایۃ ص:۸۷، تاریخ بغداد جلد۱۲/۴۱۴، تهذیب الکمال جلد۲۳/۳۵۸

۴ـ تاریخ بغداد جلد۱۲/۴۱۱، تهذیب الکمال جلد۲۳/۳۵۷، تذکرۃ الحفاظ للذهبی جلد۲/۴۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعداد ہے، مگر تطویل کے خوف سے صرف چند مشاہیر کے اقوال پر اکتفاء کیا جارہا ہے:

(۱) علامہ محب الدین خطیب مصری رحمہ اللہ

ہمارے غیبی بھائی شیخ ابو عبد الرحمٰن محمد ناصر الدین نوح نجاتی البانی ان دعاۃِ سنت میں سے ہیں جنھوں نے احیاء سنت کے لئے اپنی زندگی وقف کررکھی ہے[1]۔

(۲) محدث کبیر علامہ ابو الحسن عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کا ایک عربی نوجوان کے سوال پر ارشاد

شیخ احمد محمد شاکر مصری رحمہ اللہ عالم متساہل تھے مگر شیخ البانی عالم محقق ہیں[2]۔

(۳) فضیلۃ الشیخ حمود بن عبد اللہ التویجری رحمہ اللہ تعالیٰ

عصر حاضر میں شیخ البانی سنت کے لئے سنگ میل کا درجہ رکھتے ہیں ان کے خلاف زبان طعن دراز کرنا سنت پر طعن و تشنیع کے لئے راہ ہموار کرتا ہے[3]۔

(۴) سعودیہ عربیہ کے مفتی اکبر اور دار الافتاء ریاض کے رئیس سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

الف- عصر حاضر میں اس لاجوردی سائبان آسمان تلے میرے علم میں علامہ محمد ناصر الدین البانی جیسا کوئی دوسرا عالم حدیث نہیں[4]۔

ب- خود مجھ سے میری جائے اقامت "مدینة الشهامة ابوظبی" میں جدہ کے ایک باوضع علم دوست اور ہم نشین علماء سعید باحاج نامی شخص نے بیان کیا کہ: سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز نے بارہا —— اس دور میں مجدد کون ہے؟ کے جواب میں —— فرمایا کہ: اس دور میں مجدد حدیث رسول، علامہ محمد ناصر الدین البانی ہیں۔

۱- حياة الألباني للشيباني جلد ۲/۵۴۱

۲- محدث شیخ الحدیث مبارکپوری نمبر ص: ۲۱۰، میرا مضمون بعنوان "آہ و استدراک"

۳- مقالة الدكتور عبدالسلام برجس في الرد على عبدالعزيز العسكر ص: ۲

۴- حياة الألباني للشيباني جلد ۱/۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) فضیلۃ الشیخ علامہ محمد صالح بن عثیمین حفظہ اللہ

محدث دیار شام فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی کو میں نے اپنی بڑی ہی قلیل ملاقات میں عمل بالسنۃ اور بدعات سے نبرد آزمائی پر بڑا حریص پایا، اور ان کی کتابیں پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حدیث رسول ﷺ کے از روئے روایت و درایت وہ بڑے ہی زبردست عالم ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کتابوں اور ان کے مسلک و علم حدیث کی طرف توجہ سے بیشمار لوگوں کو فائدہ پہنچایا، اور الحمد للہ مسلمانوں کے لئے یہ بڑی ہی کامیابی کی بات ہے، رہیں علمی تحقیقات تو وہ اس باب میں بے نظیر انسان ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ علم میں منتہائے کمال کو پہنچے ہوئے وسیع النظر عالم ہیں، اور اپنی بات کا قائل کرا دینے کی زبردست قوت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی اس امت میں بہتات فرمائے[1]

(۶) عالم مدینہ محدث اجل فضیلۃ الشیخ عبد القادر حبیب اللہ السندی رحمہ اللہ

محدث دوراں استاذ محترم علامہ محمد ناصر الدین البانی سے اپنی بے پایاں محبت کو میں تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور اس کے یہاں اس کا وسیلہ پکڑتا ہوں کہ یہ عمل صالح میں سے ہے[2]۔

(۷) مشہور زمانہ داعی فضیلۃ الشیخ عبد الرحمٰن عبد الخالق حفظہ اللہ

محمد ناصر الدین البانی میری معلومات کی حد تک

محمد ناصر الدین البانی ہمیشہ سے اس بارش کی مانند ہیں جسے اس کی پرواہ نہیں کہ وہ کس زمین پر گر رہی ہے۔ محمد ناصر الدین البانی کے نزدیک اپنے حق میں لوگوں کی مدح و ذم یکساں حیثیت رکھتی ہے۔

واضح رہے کہ میرے استاذ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ وبارک فی عمرہ، اسلام کے

۱ـ حیاۃ الألبانی لمحمد بن ابراهیم الشیبانی جلد ۲/ ۵۴۳

۲ـ مقالة الشیخ علی رضا بن عبداللہ "بل العدل أیها العسکر ص: ٦" التی أرسلها إلی الأخ فراج إسماعیل.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عالم، دعوت الی اللہ کے روشن منارے، اور دور حاضر میں محدثین کے استاذ اور امام ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ عصر حاضر میں دعوت الی اللہ سے دلچسپی رکھنے والا کوئی شخص بھی محمد ناصر الدین البانی سے بے خبر ہوگا، اور نہ ہی اس زمانہ میں کوئی طالب علم ان کی تحقیقات و تالیفات سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔

شیخ البانی نے نہ تو کوئی تنظیم سازی کی، اور نہ ہی انھوں نے کسی نئی جماعت کی داغ بیل ڈالی، یہ اس لئے نہیں کہ وہ اس کام سے عاجز و ناکارہ ہیں، بلکہ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ سلفی منہج ہی دینی فہم اور مسلمانوں کے عقائد و عبادات اور معاملات و اخلاق کی اصلاح کا ضامن و کفیل ہے۔

محمد ناصر الدین البانی کلمہ حق کہنے میں اپنی، اپنے مخلص دوستوں، اور ہمعصر سلفی علماء تک کی کوئی پرواہ نہیں کرتے، اسی طرح دنیا میں جتنی بھی اسلامی جماعتیں ہیں ان میں سے ہر ایک کی غلطی پر انھوں نے اسے ٹوکا ہے، ان کی اس کاوش پیہم سے آج دنیا میں ایک عظیم علمی بیداری پیدا ہو گئی ہے، اور آج سارے مکاتب فکر کے لوگوں میں حدیث صحیح اور ضعیف کی معلومات حاصل کرنے کا خاصا اہتمام پیدا ہو گیا ہے، مگر جہاں اس ناقدانہ علمی منہج نے یہ علمی انقلاب برپا کیا وہیں اس دنیا میں محمد ناصر الدین البانی کے حساد بھی بکثرت پیدا کر دئے، لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ قانون فطرت کے عین مطابق ہے، اسی وجہ سے محمد ناصر الدین اس کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتے، میں نے ان سے تین سالہ تعلیمی کورس پڑھنے کے درمیان دیکھا کہ ان کے نزدیک اپنے حق میں لوگوں کی مدح و ذم یکساں حیثیت رکھتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ وہ اپنے علم سے بلا تفریق ہر مکتب فکر کے لوگوں کو یکساں مستفید کرانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس باب میں وہ اس بارش کی مانند ہیں جسے اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس زمین پر گر رہی ہے۔ میں اپنے مولائے کریم سے دعاء گو ہوں کہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا درجہ اپنے یہاں نہایت ہی بلند وبالا رکھے[1]۔

(۸) اسد المنابر صاحب الفضیلۃ شیخ محمد ابراہیم شقرۃ، رئیس المسجد الاقصی حفظہ اللہ

اگر عصر حاضر کے سارے شیوخ سنت اور اعلام حدیث کی شہادتیں یکجا جمع کر دی جائیں، یا پھر ساری شہادتوں کو ایک مٹھی میں لے کر علماء کی تاریخ کی میز پر انھیں رکھ دیا جائے تو میرے خیال میں ان ساری شہادتوں کے تنہا مستحق عصر حاضر کے محدث بے مثل، استاذ علماء، شیخ فقہاء اور سر تاج مجتہدین شیخ محمد ناصر الدین البانی ٹھہریں گے۔

وہ امت مستحق مبارکباد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محمد ناصر الدین جیسا عالم پیدا کیا، اور ان کے لئے حدیث کو ایسا ہی نرم بنایا جیسا کہ داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم بنایا تھا، اور حدیث کے سارے گوشے ان کے لئے از سر نو ہموار ہوئے۔

شیخ کا رسوخ قدم، منتہائے علم، وسعت اطلاع، کثرت استدراک، دقت استقصاء، حسن ترتیب و تنظیم، ہجوم دلائل، علو برہان، قوت استحضار، شدت معارضت، نفوذ نظر، وضوح بصیرت اور شدت تمکن دیکھنے کے لئے ان کی کوئی ایک کتاب کا دیکھ لینا کافی ہوگا۔

جسے اللہ تعالیٰ کتاب و سنت میں بصیرت عطاء فرمائے وہی فقیہ ہے، وہی قائد امت ہے، وہی داعی و واعظ ہے، وہی عالم بصیر ہے، وہی ہے جو اگر مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں امت مسلمہ کے لئے بہت ساری خیرات انجام دلاتا ہے۔ جس نے شیخ البانی کو قریب سے دیکھا اور جانا ہے، اسے معلوم ہے کہ وہ ان نادرۂ روزگار ہستیوں میں سے ہیں جو دنیا میں کبھی کبھار پیدا ہوا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی زندگی دراز فرمائے اور اسے سارے مسلمانوں کے لئے مفید و نفع بخش بنائے، اور شیخ کو اسلام اور ہم سارے مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر سے نوازے[2]۔

۱۔ حیاۃ الألبانی للشیخ الشیبانی جلد ۲/۵۴۵-۵۴۸

۲۔ حیاۃ الألبانی للشیخ الشیبانی جلد ۲/۵۴۹-۵۵۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) محدث دیار یمن فضیلۃ الشیخ مقبل بن ہادی الوادعی حفظہ اللہ

مجھ سے شیخ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ کی منزلت ومقام کے بارے میں بارہا سوال کیا گیا؟

توجواباً ہی عرض ہے جو بہت سارے سلف نے اپنے سے برتر شخص کے بارے میں سوال کئے جانے پر ارشاد فرمایا تھا کہ: میں اس لائق نہیں کہ مجھ سے فلاں کے بارے میں پوچھا جائے، ہاں ان سے میرے بارے میں پوچھا جاسکتا ہے[۱]۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ کے بارے میں میرا دین واعتقاد ہے کہ شیخ موصوف ان مجددین اسلام میں سے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کے مصداق ہیں: ”إن اللہ یبعث لھذہ الأمة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لھا أمر دینھا“ یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے ختم ہونے پر ایک ایسا عالم پیدا کرتا ہے جو اس امت کے لئے دین کی تجدید واصلاح کرے۔ امام ابوداؤد نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور امام عراقی وغیرہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

چونکہ اس زمانے میں کوئی طالب علم بھی شیخ البانی حفظہ اللہ کی کتابوں سے مستغنی وبے نیاز نہیں ہوسکتا، اس لئے میں ہر طالب علم کو انھیں حاصل کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، کیونکہ شیخ البانی حفظہ اللہ نے ان میں اس قدر باتیں جمع کی ہیں کہ ان ساری باتوں پر واقفیت استطاعت سے باہر ہے، اور شیخ کو اس قدر زیادہ کتابوں پر اطلاع ارزانی ہے جنھیں بہت سے طلبۂ علم نے دیکھا تک نہیں ہے[۲]۔

(۱۰) فضیلۃ الشیخ محدث ومحقق ابواسحٰق حوینی اثری

ہم سب کے استاذ حافظ وقت اور نادرۂ روزگار شیخ محمد ناصر الدین البانی کے بارے میں اگر میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قسم کھاؤں کہ میں نے ان جیسا انسان نہیں

۱۔ ملاحظہ ہو ص: ۳۸ - کتاب ہذا

۲۔ حیاۃ الألبانی للشیخ الشیبانی جلد ۲/ ۵۵۴-۵۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا، اور نہ انھوں نے ہی اپنے جیسا انسان دیکھا، تو مجھے امید ہے کہ میں حانث نہ ہونگا[1]

علامہ البانی حفظہ اللہ کی مدح و منقبت میں چند شعراء نے قصائد بھی کہے ہیں جن میں سے بعض اشعار کا ذکر دلچسپی اور فوائد سے خالی نہ ہوگا

(۱) فضیلة الشیخ محمد المجذوب حفظه الله

فقــــلت فوق ثنــــائي مــــا يبلغه　　　محــــدث الشام عــن خير النبيين

تو میں نے کہا کہ محدث شام —— علامہ البانی —— کا حدیث کی تبلیغ کرنا میری مدح و ثناء سے برتر و بالا ہے۔

وردة الجيــل للــوحي الجليــل يد　　　مــــا إن يكابر فيهــا غيــر مفتون

علامہ البانی موجودہ نسل کے پھول اور وحی الٰہی کیلئے نصرت و قوت ہیں، اس امر میں مفتون انسان ہی مکابرہ کر سکتا ہے۔

وحسبه أنــه هــز العقـــول وقــد　　　باتت مــن الحجر والتقليد في هــون

علامہ البانی کے لئے یہی کافی ہے کہ انھوں نے ان عقول کو ہلا کر رکھ دیا جو تقلید و جمود کی ذلت میں زندگی بسر کر رہی تھیں۔

فــأصبحت ذات وعي ليس يعجــزه　　　التمييز مــابين مفــروض و مسنون

پس یہ عقلیں اس قدر فہم و ادراک رکھنے لگیں کہ ان کے لئے مفروضہ بات اور سنت رسول میں تمیز کوئی مشکل امر نہ رہا۔

فمــا عسى أن يقــول الشعر في رجل　　　يدعــوه حتى عــداه ناصــر الدين

پس ایسے شخص کے بارے میں شعر کا کیا کام باقی رہا، جسے اس کے دشمن بھی ناصر الدین —— دین کا حامی و مددگار —— کہہ کر پکارتے ہوں۔

وأي ضير إذا فــــرد تجــــاهلــه　　　وقــــد فشا فضـــله بين الملايين[2]

کسی ایک فرد کی علامہ سے لاعلمی کوئی مضر بات نہیں، کیونکہ ان کے فضائل سے تو لکھو کھہا لوگ واقف ہیں۔

۱۔ مقدمة غوث المكدود بتخريج منتقى ابن جارود جلد۱/۵ لأبي إسحاق الحويني

۲۔ علماء و مفكرون عرفتهم ص: ۲۹۹ - ۳۰۰ للشيخ محمد المجذوب، حياة الألباني للشيباني جلد ۱/۱۰۷ دفاع عن علم الأمة محمد ناصر الدين الألباني (۵۱) لعبد الرزاق الشايجي

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) فضیلۃ الاستاذ خیر الدین وانلی حفظہ اللہ

ضجت بصدری رنة علویة لما فهمت مقاصد القرآن

میرے سینے میں سخت قسم کی آسمانی آواز گونجنے لگی، جب میں نے قرآن کے مقاصد کو سمجھا۔

فنهلت من ینبوعه حتی ارتوی عقلی وضاء بنوره وجدانی

میں نے اس کے چشمے سے اتنا پیا کہ میری عقل سیراب ہو گئی، اور اس کے نور سے میرا وجدان روشن ہو گیا۔

وجمعت من علم الحدیث جواهرا نثرت بحلقة شیخنا الألبانی[1]

اور میں نے علم حدیث سے ایسے ہیرے و جواہرات جمع کیے جو ہمارے استاذ شیخ البانی کے حلقہ درس میں بکھیرے گئے۔

(۳) کسی عالم فاضل کا ارشاد

إن الذی ینصر شریعة ربنا ینصر کما قد قاله الوحیان

یقیناً جو ہمارے رب کی شریعت کی مدد کرتا ہے، قرآن وحدیث میں ہے کہ اس کی مدد کی جاتی ہے۔

ولقد رأینا من محقق عصرنا أعنی المحدث ناصر الألبانی

اور یقیناً ہم نے عصر حاضر کے محقق یعنی محدث ناصر الدین البانی کو دیکھا۔

نشر العلوم بعصرنا یاحبذا من ناشر لشریعة الرحمن

کہ وہ فی زمانناہذا علوم شریعت کی نشر واشاعت کر رہے ہیں، اور وہ بہت ہی اچھے ناشر شریعت ہیں۔

ترك التعصب للمذاهب کلها مدح الأئمة شیعة الرحمن

وہ کسی مذہب کے لئے بھی متعصب نہیں، ہاں وہ سارے ائمہ کرام جماعۃ الرحمٰن کے مداح ضرور ہیں۔

نفع الإله بعلمه رغم الذی قد قاله ذوالحقد والأضغان

اللہ تعالیٰ نے اہل حقد وحسد کے اقوال کے علی الرغم ان کے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔

قالوا: قریض الشعر؟ قلت أحبه لاسیما فی ناصر الألبانی

لوگوں نے کہا کہ یہ قصیدہ خوانی؟ تو میں نے جواب دیا کہ مجھے پسند ہے، خاص طور سے ناصر الدین البانی کی شان میں۔

---

[1] حیاۃ الألبانی للشیخ الشیبانی جلد۱/۱۰۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علـم الـزمان، فـلست أزرى حقــه　　　شيـــخ المشــــايخ ذوالنهى ربـانى

وہ اس زمانے کے جبل علم ہیں، اس لئے میں انکی حق تلفی نہیں کر سکتا، وہ استاذ العلماء، صاحب عقل و خرد اور عالم ربانی ہیں۔

فهو المجـــدد للـزمـــان وقـــدأتى　　　خبـــر صحيـــح ينتهي للــــداني

وہ عصر حاضر کے مجدد ہیں، اور اس بارے میں حدیث صحیح موجود ہے جو لوگوں کے علم میں ہے۔

فهـــو الإمـــام إذا الأئمـــة عـــددوا　　　لاشك عنـــدى والـــذى ســوانى

اگر ائمہ اسلام کے شمار کی بات آئے تو وہ ان میں سے ایک ہیں۔ اللہ کی قسم مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔

وهـــو الـــذى أضحى فـــريد زمـــانه　　　بالفقه والتحـــديث والقـــرآن[1]

علامہ البانی علوم کتاب و سنت اور مسائل فقہ میں منفرد و نادرۂ روزگار انسان ہیں۔

حق بحق دار رسید

۱۴- خدمت حدیث مصطفیٰ ﷺ کے صلہ میں "شاہ فیصل عالمی انعام"

ابھی سال رواں کے شروع میں ۱۵؍ تا ۱۷؍ رمضان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲؍ تا ۴؍ جنوری ۱۹۹۹ء بروز سنیچر تا سوموار کے درمیان کی نشستوں میں "شاہ فیصل عالمی انعام کمیٹی ریاض" نے علامہ البانی حفظہ اللہ کو حدیث نبوی کی بے مثال خدمت پر بڑے گرانقدر انعام سے نوازا ہے، اور اپنی قرارداد میں انھیں سو سے زائد کتابوں کا مولف بتایا ہے، اور ان تالیفات میں سے خاص طور سے:

(۱) إرواء الغليل فى تخريج أحاديث منار السبيل

(۲) سلسلة الأحاديث الصحيحة

(۳) سلسلة الأحاديث الضعيفة

(٤) تحقيق كتاب "مشكاة المصابيح" للتبريزى

[1] حياة الألبانى للشيخ الشيبانى جلد ۱/ ۱۱۱-۱۱۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) صحیح الجامع الصغیر و زیاداته

(٦) ضعیف الجامع الصغیر و زیاداته

چھ کتابوں کے نام بطور مثال پیش کیا ہے۔

قرار داد میں کہا گیا ہے کہ: شیخ محمد ناصر الدین البانی ایک علمی قائد و رہنما شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کے علمی مدرسہ کی ایک امتیازی شان ہے، ان کی خدمت حدیث نبوی کی پیش کش نے علمی میدان کو مالا مال اور بے نیاز کر دیا ہے، اور ان کی علمی کاوشیں اور اعمال، سنت نبوی سے متعلق لکھنے پڑھنے والوں کے لئے مشعل راہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ اھ

اس قرارداد کی انٹرنیٹ WWW.KFF.COM سے نشرواشاعت بھی کی گئی ہے۔

(دراصل یہ انعام علامہ البانی کو بہت پہلے ملنا چاہئے تھا، مگر دشمنان سلفیت کی وجہ سے یہ تاخیر ہوئی)

(۱۵) اہل حدیثان ہند کی محرومی اور اس کے اسباب

مگر بایں ہمہ اوصاف اور علمی مرتبت و مقام، ہندوستان کے اکثر اہل حدیث علامہ البانی سے ناواقف اور ان کی علمی خدمات سے استفادہ کرنے سے محروم ہیں، کیونکہ ماضی قریب میں یہاں دعوتی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھ لگی جن کے یہاں ہر قدم پر اپنی ذاتی منفعت سارے دیگر مصالح پر مقدم تھی، اس لئے ایسی ہی کتابوں کی ہندوستان میں نشرواشاعت کی گئی جس کے پیچھے گراں قدر نفع کی امید ہو، خواہ ان کتابوں سے دین کو کتنا بھی نقصان پہنچے، چنانچہ ایسی کتابوں کے تراجم کی اشاعت کی گئی جن میں انشورنس (بیمہ) جیسی حرام چیزوں کو مباح قرار دیا گیا، اور ایسی کتابوں کے تراجم بھی منظر عام پر لائے گئے جن میں گاجے باجے، راگ راگنی، اور ڈاڑھی ترشوانے جیسے جرائم کو جائز بتایا گیا، کیونکہ ان میں سے بعض کے مصنف بڑے سرکاری منصب پر فائز تھے، اور بعض عرب دنیا کی بعض غیر اہل حدیث جماعت کے چشم و چراغ تھے، اس لئے ان کتابوں کے پیچھے زر خطیر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول کی امید تھی، اسی مفاد پرستی کی کارفرمائی ہے کہ ان کے بک اسٹال پر "کلکتہ کا چلتا جادو"، "زندہ طلسمات" اور بریلوی علماء کی شرک و بدعات پر مشتمل کتابیں بحجت تجارت فروخت کی جاتی ہیں ؎

کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

ان مفاد پرستوں سے بعض ممالک میں کسی مقلد نے کہہ دیا کہ اگر اس ملک میں اپنا کاروبار چلانا چاہتے ہو تو اپنی قاموس سے لفظ "البانی" کو خارج کر دو، چنانچہ اس حکم کی تعمیل عملی طور پر فوراً کی گئی، اور علامہ کو اپنی تجارتی فہرست سے ہمیشہ کے لئے خارج قرار دیا گیا، اور جن ابواب میں علامہ البانی نے سب سے بہتر کتابیں تصنیف کیں ان میں بھی بغرض تجارت انھیں لوگوں کی کتابوں کے تراجم شائع کئے گئے جن سے زیادہ سے زیادہ حصول زر کی امید تھی، اور معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوا، بلکہ علامہ کے مخالفین کی رضاجوئی میں ان کی شان میں گستاخیاں بھی کی گئیں، بطور دلیل گستاخی کی ایک گھٹیا مثال ملاحظہ کیجئے، اپنے مجلّہ جنوری ۱۹۹۸ء کے صفحہ: ۲۹ پر —— چھوٹا منھ بڑی بات —— "البانی صاحب سے اختلاف" کا عنوان قائم کر کے، اس کے ذیل میں مولینا ابوالاشبال شاغف بہاری صاحب سے اپنی ملاقات کا ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: بیچارے (مولانا شاغف) کھانا بھی کھلاتے ہیں، اور علمی تواضع بھی فرماتے ہیں۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں: اس مرتبہ البانی صاحب کے شذوذ پر ان سے خوب باتیں ہوئیں۔ انھوں نے صاف کہا کہ البانی صاحب کی تحقیقی اور علمی خدمات کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے۔ لیکن افسوس انھوں نے جتنی جرأت سے بعض اہم مسائل پر قلم چلایا ہے اس سے جماعت اہل حدیث کو فائدے کے بجائے نقصان ہی زیادہ ہوا ہے۔ اھ

رہے مولانا شاغف صاحب تو لگتا ہے کہ وہ اس وقت سود و زیاں کے احساس سے بالکل عاری ہیں۔ علامہ البانی کی شان میں اس سے پہلے ۱۴/ ۱۰/ ۱۹۹۴م ہفت روزہ الاعتصام کے اپنے ایک مضمون میں بھی گستاخانہ کلمات استعمال کر چکے ہیں، شاید وہ سلفیت کا صحیح معنی و مطلب ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جانتے، یا پھر ہوش سے باہر ہو کر باتیں کرتے ہیں، اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں، کبھی فرصت ملنے پر انھیں دیکھا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں حیرت تو قائد ملت کی اخلاقی پستی اور دیوالیہ پن پر ہے کہ اپنے لئے تو مولانا، یا امیر جماعت اور اب مجتہد تک کے خطاب سے کم پر راضی نہیں، مگر ان کا قلم اس قدر حق تلف نکلا کہ علامہ البانی کو ''علامہ یا محدث عصر'' تو دور کی بات لفظ ''شیخ'' کا بھی مستحق نہ سمجھا، اور مزید بر آں ضمیر فروشی یہ کہ علامہ البانی کو ایک وقت کے کھانے اور مستقبل میں اپنی جاگیر برقرار رکھنے کے عوض فروخت کر دیا، اور اہل حدیث ہونے کے باوجود اس کی مطلق پرواہ نہ کی کہ اس سے مسلک وملت کو کیا نقصان پہنچے گا۔

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی　　　　بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر پائیں

آخر وہ کون سے مسائل ہیں جن پر علامہ البانی نے قلم چلا کر جماعت اہل حدیث کو نقصان پہنچایا ہے، کسی ایک مسئلے کو تو بطور مثال پیش کئے ہوتے تاکہ اسے دیکھا جاتا، کہیں آپ کی مراد ان مسائل سے تو نہیں ہے جن کی آپ لوگ تابوت اپنے کندھوں پر لئے بغیر یہ جانے پھر رہے ہیں کہ تابوت میں انسان ہے یا اور کوئی شئی ہے اور اس فکری جمود میں گرفتار ہیں کہ ان کے خلاف کسی بات پر کان دھرنے کے لئے تیار نہیں اور اسے مذہب اہل حدیث کی زبردست خدمت سمجھ رہے ہیں، حالانکہ اہل حدیثیت اس جمود و تقلید کا نام نہیں، بلکہ ''وہ ایک زندہ جاوید تحریک اور آزادیٔ فکر کی داعی و مناد ہے''، اسی نہج وطریق پر سلفیت کی خدمت کرنے کی وجہ سے آج علامہ البانی کو عالم اسلام میں سلفیت کا ''رہبر اعظم'' سمجھا جاتا ہے، سلفیت کی عصر حاضر میں جس طرح کھل کر انھوں نے خدمت کی ہے وہ انھیں کا حصہ ہے، وہ ہمیشہ ''یکے دروں یکے بروں'' کی دورخی پالیسی سے دور رہ کر سلفیت کی تجدید واحیاء میں لگے رہے جس کے نتیجے میں ''مجدد'' کے لقب سے نوازے گئے، اور مشرق ومغرب کے ہر ملک میں تقریباً آج ان کے پیرو اور محب پائے جاتے ہیں، جو ان کی علمی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں۔

علامہ البانی کو کسی نے معصوم نہیں کہا ہے، کیونکہ یہ انبیاء و رُسل علیہم السلام کا خاصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور نہ ہی اہل علم ان کی ہر بات آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیتے ہیں، بلکہ ان پر بھی اہل علم کی طرف سے ردود لکھے جاتے ہیں، بس فرق باطل کوش اور حق پسند کا ہوتا ہے، چنانچہ خود اس مقدمہ میں علامہ سے دو مسائل میں بکمال ادب دلائل کی روشنی میں اختلاف کیا گیا ہے، ان مسائل میں علامہ البانی کی رائے سے نہ مذہب اہل حدیث کی جڑ کھد گئی، اور نہ ہماری رائے سے اسے ثبات واستحکام ہی حاصل ہو گیا بلکہ ان دونوں رایوں میں حق سے مذہب اہل حدیث کو ثبات و استحکام حاصل ہوگا، فیصلہ قارئین پر ہے۔

آپ نے اسی مجلہ کے صفحہ: ۲۷ پر ایک امام سے اپنی ملاقات اور ان کی خوش الحانی، اور نماز تراویح میں ان کی طویل پر سوز دعاؤں کا ذکر کیا ہے، مگر چونکہ یہاں بھی مصلحت کوشی اور مفاد پرستی مد نظر تھی، اس لئے ان کی غیر مسنون و موضوع دعاؤں، اور ستائیسویں رمضان کی رات دعاء ختم قرآن کی بدعیت پر آپ نے کوئی روشنی نہ ڈالی، جب کہ بہت سے جید علماء نے ان کے افعال پر تنقید کی ہے، اور محقق شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید نے تو ان دونوں مسائل میں ''دعاء القنوت'' اور ''مرویات دعاء ختم قرآن'' نامی کتابیں لکھ کر ان جیسے لوگوں کے افعال کو غلط ثابت کیا ہے۔

اسی طرح آپ نے ان کی بیس رکعت نماز تراویح پر بھی کسی قسم کا نقد کرنے سے گریز کیا، جب کہ یہ فعل مذہب اہل حدیث کے بالکل خلاف اور سراسر بدعت ہے، بتایئے آپ ان کی اس موقع پر مدح وستائش کر کے سلفیت کی خدمت کر رہے ہیں یا اسے نقصان پہنچا رہے ہیں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

آیئے آپ کے بعض اعمال پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں، اور دیکھیں کہ آپ نے مذہب اہل حدیث کو کتنا نفع یا نقصان پہنچایا ہے۔

(۱) بلا شبہ مساجد کی تعمیر کا ملک کے طول عرض میں آپ نے ایک جال بچھا دیا جو بڑا ہی بہتر کارنامہ ہے، مگر سلفی دعوت اس کام سے کچھ زیادہ مستفید نہ ہو سکی۔ ہاں اس کام سے محتاجوں کا استحصال کر کے جو فساد فی الارض برپا کیا گیا وہ محتاج بیان نہیں، کسی کو کہیں نوکری سے برخاست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرلیا گیا، کہیں کسی کی تنخواہ بند کرادی گئی، کسی کی مقررہ وقت پر تقریر نہ ہونے دی گئی، اور کسی کو کہیں خطبہ جمعہ دینے سے روک دیا گیا، بلکہ قومیت جیسی بدبودار چیز کو کہیں اسلامی خدمات کی بنیاد بنایا گیا، غرضیکہ شیطان کو ننگاناچ نچایا گیا۔

مساجد کی آپ اپنے "دست مبارک" سے بنیاد رکھتے ہیں اور اپنے "جسم مبارک" سے ان کا افتتاح کرتے ہیں، اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ آپ سراپا برکت ہیں، جب کہ یہ کام شرک وبدعت دونوں ہی ہیں۔ بعض مساجد میں دوماہ تک نمازیں پڑھی جانے کے باوجود بھی آپ نے جاکر اس کا افتتاح کیا، خیر سے انھیں آپ نے گذشتہ بلاافتتاح پڑھی گئی نمازوں کے اعادہ کا فتوی نہ دیا، اس مسئلہ پر آپ سے میری بمبئ ایرپورٹ پر سالہا قبل مئوناتھ بھنجن کسی مسجد کے افتتاحی پروگرام میں جاتے وقت گفتگو ہوئی تھی، اس میں شرکت کی آپ نے مجھے بھی وہیں دعوت دی تھی، آپ سے میں نے جب اس کی شرعیت پر سوالات کیے تو جوابات میں آپ ایسے پھنستے اور بوکھلاتے گئے کہ آپ کی صورت دیدنی تھی، اس کے بعد میں نے ناصحانہ کلمات کہہ کر شرک وبدعات کے جن انجام بد سے آپ کو ڈرایا تھا شاید وہ آپ کو یاد ہوں۔

(۲) آپ نے ایسی کتابوں کی نشرواشاعت کی جن میں سے بعض میں انشورنس (بیمہ) کو جائز قرار دیا گیا، جو اسلام میں سراسر جوا ہے، اور بعض میں گانے بجانے، موسیقی جیسے کبائر، اور ڈاڑھی ترشوانے جیسے گناہ عظیم کو مباح قرار دیا گیا، جسے بہر حال آپ سلفیت کی خدمت سمجھ رہے ہوں گے؟ اور اس کام کو آپ کی غفلت پر محمول کرنا ناممکن امر ہے، کیونکہ ابھی آپ نے اپنے مجلّہ مارچ ۱۹۹۹ء میں "ڈاڑھی کی اہمیت" کے عنوان سے ایک مضمون زیب قرطاس کیا ہے، جس میں پوری جرأت اور ڈھٹائی کے ساتھ صفحہ: ۱۷ پر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "لیکن ڈاڑھی بہر حال واجب اور فرض تو نہیں ہے سنت رسول ہی ہے"؟؟!، دیکھئے چودہ سو سال سے زائد کی میراث سلف کو آپ نے کتنی آسانی سے گنوادیا، اور روشن خیالی کی آرزو میں روشن ضمیری سے بھی دست کش ہوگئے، میرے علم کی حد تک سلف سے خلف صالح تک کسی شخص نے ڈاڑھی ترشوانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جائز نہیں قرار دیا، مگر آپ کا انداز تحریر پکار کر کہہ رہا ہے کہ گویا ڈاڑھی کا عدم فرضیت و وجوب اور اس کی سنیت آپ کے نزدیک ایک امر مسلم ہے، اسی لئے آپ نے کوئی ایک دلیل بھی پیش نہ کی، مگر نہ معلوم آپ نے صحیح احادیث کے الفاظ "أعفوا، أرخوا، وفروا، أوفروا اللحی، وأمر باعفاء اللحية" کے کیا معنی لئے ہیں، اور حدیث رسول ﷺ: "لكنني أمرني، ربي عزوجل أن أعفي لحيتي إلخ" (ابن سعد ج۱/ق ۱۴۷/۲، ابن جریر طبری ج ۱۳۳/۲) کی کیا شرح و تفسیر کی ہے، اصول فقہ کی ساری کتابوں میں تو جمہور امت کی زبان پر یہی منقول ہے کہ: "إذا ور دت صيغة الأمر مجردة عن القرائن الدالة على المراد بها اقتضت الوجوب" یعنی صیغۂ امر جب قرائن سے خالی محض ہو تو وجوب و فرض پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم نہیں کہ حضرت نے مذکورہ بالا صیغ والفاظ امر کو کس پوشیدہ قرینہ کی بناء پر استحباب پر محمول کر کے "ڈاڑھی بڑھانے" کے وجوب و فرضیت کا انکار کر دیا، کاش اس قرینے کی طرف اشارہ ہی کر دیا ہوتا جو امت پر اب تک اس ساری مدت میں پوشیدہ رہا، اس مسئلہ کے وجوب میں بڑی وقیع کتابیں لکھی گئی ہیں، جن میں سے سب کا ذکر باعث تطویل ہو گا، اس لئے علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، اور انھیں کے مقدمہ کے ساتھ مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتابوں کی طرف اشارہ پر اکتفا کیا جا رہا ہے، کیمیا اثر جناب مولانا محمد اسماعیل محدث گوجرانوالہ پاکستان رحمہ اللہ کا بھی اس بارے میں ایک بڑا وقیع علمی مضمون ہے جو فتاویٰ سلفیہ میں چودہ صفحات پر مبسوط ہے جس میں مولانا نے ڈاڑھی کے حلق اور قصر فاحش کو معصیت اور کبیرہ گناہ بتایا ہے، چنانچہ وہ صفحہ: ۱۱۱ پر بعنوان "موجودہ فیشن" گویا آپ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرما رہے ہیں "جہاں تک آنحضرت ﷺ کے ارشادات کا تعلق ہے (ڈاڑھی کا) حلق اور قصر فاحش معصیت ہیں اور کبیرہ گناہ، اور آنحضرت ﷺ کے صریح احکام کی مخالفت، تعجب ہے کہ عوام کی بد عملی کے سبب اکثر پڑھے لکھے لوگوں نے بھی اس میں تاویل شروع کر دی، اور عوام کی خوشنودی کے لئے تاویل اور حیل کا افتتاح فرما دیا تا کہ عوام میں ان کی روشن خیالی کا چرچا ہو۔ اُھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق تو یہ تھا کہ آپ اپنے غیر دیندار دوستوں ——جن کی ایک پوری ٹیم ہے—— سے متاثر ہونے کے بجائے خود انھیں آپ اپنے سے متاثر کئے ہوتے، مگر سچ ہے انسان ماحول کا غلام ہے، ماحول سے بالا ہو کر سوچنا، ارباب تجدید کا وظیفہ ہے، ہر آدمی اس کا اہل نہیں ہو سکتا۔

گر نشیند فرشتہ با دیو   وحشت آموزد و خیانت و ریو

اس کے بعد آپ اسی مجلّہ کے صفحہ: ۱۷ پر ارشاد فرماتے ہیں: اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی بھی سنت محبان رسول کے لئے فرض سے کم نہیں، اس لئے ڈاڑھی دیندار مسلمانوں کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اھ

سبحان اللہ تناقض اور علمی بحران کی یہ عجیب مثال ہے، کوئی شی جب "سنت رسول ہی" ٹھہری، تو پھر فرض کیسے ہوئی، یہ بات معلوم ہے کہ جب سنت کا لفظ واجب و فرض کے بالمقابل بولا جاتا ہے تو اس کے معنی مستحب کے ہوتے ہیں، یعنی جس کے کرنے پر اجر و ثواب حاصل ہو اور اس کے ترک پر کوئی گناہ نہ ہو، مگر فرض و واجب کے معنی "جس کا کرنا باعث اجر و ثواب اور ترک موجب گناہ ہو" کے ہوتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

اسی لئے میں اپنے ملنے والوں سے یہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ اپنے مدارس میں اصول حدیث اور اصول فقہ پر کافی زور دیں، تاکہ دینی مصطلحات کے سمجھنے اور ان کے معانی و مقاصد کی تعیین میں طلبہ کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔

(۳) آپ نے ۱۴۱۹ھ کے ہلال عید کے موقع پر بمبئی میں جو گل کھلایا وہ بہت ہی مضحکہ خیز امر ہے، رویت ہلال عید کی ساری شہادتیں بہم پہنچنے کے بعد بھی آپ نے بعد نماز فجر اعلان کیا کہ: "آج روزہ نہیں رکھا جائے گا، مگر نماز عید کل ادا کی جائے گی کیونکہ رسول ﷺ نے اپنے زمانے میں ایسا بھی کیا ہے"۔ اس عجیب اور مضحکہ خیز فتوے پر جب لوگ آپ سے عرض گذار ہوئے کہ: حضرت! رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں طلوع ہلال عید کی خبر سورج ڈھلنے کے بعد لگی تھی، اور نماز عید کا وقت سورج ڈھلنے تک ختم ہو جاتا ہے، اس لئے نبی ﷺ نے اس دن روزہ تو توڑ دیا، مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبوراً نماز عید دوسرے دن ادا کی، لیکن ہمارے یہاں تو بروقت طلوع ہلال عید کی خبر پہنچی ہے، اس لئے ایسا کیوں کہ آج روزہ تو نہ رکھا جائے، مگر نماز عید کل ادا کی جائے۔ اس پر آپ نے یہ ارشاد فرما کر لوگوں کو خاموش کر دیا کہ: یہ میرا اجتھاد ہے، اگر مجھ سے اس میں غلطی بھی ہوئی تب بھی میں مستحق اجر و ثواب ہوں گا" ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے"۔ صرف اپنی ہٹ اور اغیار کی چاپلوسی کی وجہ سے سلف کے متفق علیہ قاعدہ "نص کے خلاف کوئی بھی اجتھاد و قیاس فاسد الاعتبار ہوتا ہے" کو آپ نے پامال کر دیا، مگر آپ کی سلفیت پر اس سے کوئی آنچ نہ آئی، کیونکہ وہ تو آپ کے گھر کی لونڈی ہے، آپ جسے چاہیں اس کے لئے مفید بتائیں، اور جسے چاہیں اس کے لئے مضر ثابت کر دکھائیں۔

پھر آپ نے اس واقعہ کی اپنے مجلہ فروری ۱۹۹۹ء میں بڑے آب و رنگ کے ساتھ اشاعت بھی کی، اور اپنے موقف کی تقویت یا اس پر پردہ پوشی میں صفحہ: ۱۳ پر نماز عید کو "نفل نماز" کہہ گئے، سنت بھی نہیں کہا، جب کہ نفل اور سنت میں فرق ایک واضح امر ہے، کسی مسئلہ کے رد و اثبات میں حد سے تجاوز کرنا اچھی بات نہیں، حق و ناحق کو مرض "لامساس" سے دور رہ کر ہمیشہ دلائل کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش ہونی چاہئے، صرف مخالف کی پسپائی ہی مد نظر رکھنی بہتر بات نہیں۔ اگر میں کہوں کہ علامہ البانی نماز عیدین کے وجوب کے قائل ہیں تو آپ کو اچھو لگ جائے گا اور سلفیت کو منہدم ہوتا دیکھ کر آپ بے قرار ہو جائیں گے، اس لئے میں آپ کے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ جن کا نام لینے پر بعض جگہوں پر آپ کی دال گلی ہوگی، اور نواب والا جاہ صدیق حسن خان جن کا نام لینے سے بعض جگہوں پر آپ کے دعوائے سلفیت کو تقویت پہنچی ہوگی، کے اسمائے گرامی ذکر کر رہا ہوں، یہ سارے بزرگان اس کے وجوب کے قائل ہیں، مجتہد وقت امام شوکانی کا مذہب بھی یہی ہے، شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ کا، اور ایک ایک قول امام شافعی واحمد کا بھی ہے۔ رحمہم اللہ الجمیع

نواب صاحب دلائل کا انبار لگانے کے بعد اخیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجوب کی یہ دلیل بھی ہے کہ اگر نماز عید جمعہ کے روز پڑے تو جمعہ کی فرضیت کو ساقط کر دیتی ہے، اور غیر واجب شیٔ، واجب شیٔ کو ساقط نہیں کر سکتی[1]۔

میری آپ سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ فتویٰ کے لئے آپ اپنے کو تکلیف نہ دیں، کیونکہ قیادت پیشہ حضرات اس کے لئے موزوں نہیں ہوا کرتے، اسے ارباب شان کے لئے چھوڑ دیں۔

(۴) مجھے آپ کے ایک چہیتے اور معتمد عالم نے بتایا کہ: آپ نے اپنے ذاتی مصالح کی خاطر حنفیت، صوفیت اور خانقاہیت کے رئیس کو اپنی کسی ملاقات میں ہندوستان کا امام تسلیم کر لیا، مگر اس سے آپ کی سلفیت پر کوئی حرف تک نہ آیا۔

مرا از شکستن چناں عار ناید   کہ از دیگراں خواستن مومیائی

(۵) سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جاہ و جلال اور مال و منال سب کچھ سے نوازا تھا، لیکن ان کی مجلسیں اور کانفرنسیں تصویر کشی، ویڈیو سازی اور دیگر ریاء و نمود سے بعید تر ہوا کرتی تھیں، مگر آپ کی مجالس اور جلسے تصویر کشی اور ویڈیو سازی جیسے جرائم اور کبیرہ گناہ سے اگر خالی ہوں تو نامکمل رہ جاتے ہیں، اسی لئے ان جلسوں اور مجالس میں عوام الناس مستفید ہونے کے بجائے اپنا رہا سہا سرمایۂ ایمان بھی گنوا کر واپس جاتے ہیں، مگر یہ ساری باتیں آپ کی سلفیت کے لئے قطعاً مضر نہیں۔ سماحۃ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصویر کی ساری قسموں کی حرمت پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں قائدین اور حکام کی تصاویر کو اور بھی زیادہ بشدت حرام قرار دیا ہے۔

(۶) آپ دنیا کے بہت سے بڑے بڑے سودی کاروبار کرنے والوں سے گرانقدر چندے لے کر مساجد و مدارس کی تعمیر کرتے ہیں جس سے ان بدکاروں کی اس کار حرام پر ہمت افزائی ہوتی ہے، ان پیسوں سے بنی مساجد و مدارس میں پڑھی جانے والی نمازوں اور دینی تعلیم کا اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا بنے گا، کیا اس قسم کے کام سلفیت کے لئے روحانی زوال کا باعث نہیں ہیں، حدیث صحیح میں ہے

"درهم ربا يأكله الرجل و هو يعلم، أشد عندالله من ست و ثلاثين زنية" (حم، طب)

---

[1] ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۳/۱۶۱، الروضة الندية لنواب صديق حسن خان جلد۱/۳۷۹، السيل الجرار للشوكاني جلد ۱/۳۱۵، تمام المنة فى التعليق على فقه السنة للألباني ص: ۳۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانستہ طور پر ایک درہم سود کھانا، اللہ تعالیٰ کے یہاں چھتیس بار زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ کا موجب ہے اور دوسری حدیث صحیح میں ہے: "الربا ثلاثة و سبعون بابا، أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه" سود کے تہتر درجے ہیں جن میں سب سے آسان درجہ اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔ کیا ان وعیدوں کا آپ کے یہاں کوئی اعتبار ہے، اور آپ اسے سلفیت کی راہ میں روڑا سمجھ رہے ہیں، یا عدم اعتبار کے باوجود بھی آپ اپنے کو سلفیت کا ٹھیکیدار، پیشوا اور غمخوار سمجھے بیٹھے ہیں؟؟!

مذکورہ باتیں "مشتے نمونہ از خروارے" کی حیثیت رکھتی ہیں ورنہ تفاصیل کے لئے دفاتر درکار ہیں، ضرورت پڑنے پر پھر کبھی دیکھا جائے گا۔

حق اور تقاضائے غیرت تو یہ تھا کہ ارباب جرائد و مجلّات اس گستاخی کا نوٹس لیں، اور اس قسم کی ملت فروشی کا معارضہ کریں، مگر اس طویل مدت میں کسی قلم نے بھی جنبش نہ لی، جب کہ ذاتی مصالح کے لئے بعض لوگوں کے دفاع میں معمولی معمولی باتوں سے متعلق ردود پڑھنے میں آتے رہتے ہیں۔ اس لئے مجھ جیسے مشغول اور نہ لکھنے والے انسان کو یہ بیڑا اٹھانا پڑا۔

ابھی سلفیت کے ٹھیکیدار قائد جماعت سے میدان اچھی طرح خالی بھی نہ ہوا تھا کہ اس میں چند سال قبل تین چار مداری اور شعبدہ باز اور بھی در آئے، جنھوں نے سلفیت فروشی کے میدان میں دوسروں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا، یہ اپنے ذاتی مفاد اور شخصی مصالح کی خاطر کسی کے بھی ہاتھ میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں، حرام، بدعات اور تشبہ بالکفار جیسے الفاظ ان کی قاموس سے تقریباً خارج کر دئے گئے ہیں، اس لئے ان سے کسی جگہ کے افتتاح میں فیتا کٹوالیں، کسی کی سالگرہ میں ان سے شرکت کرالیں، کسی شخصیت یا ملک کے صد سالہ جشن کے موقع پر ان سے لچھے دار تحریر لکھوالیں، نئے سال ہجری کی آمد پر لوگوں کو ان سے مبارکبادی کے خطوط بھیجوالیں مساجد وغیرہ میں ان کی تصویریں لے لیں، چندے کے لالچ میں ان سے جس نظریہ کی بھی حمایت کرالیں، انھیں کسی چیز سے بھی عار و انکار نہیں، ان میں سے ایک صاحب نے تو جريدة الخليج ۹ر رمضان ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹ر ۲ر ۱۹۹۴ء شمارہ نمبر: ۷ میں اپنے چہرے کے فوٹو کے ساتھ بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ارشاد فرمایا کہ: "ہندوستان میں مسلمانوں میں جو باہمی اختلاف ہے وہ صرف لفظی ہے"۔ سبحان اللہ صرف تھوڑی سی عزت و تکریم حاصل کرنے کے لئے سلف کے سارے جہود و مساعی پر پانی پھیر دیا، اور اغیار سے ان کی سنت و عقیدے کی صدیوں کی جنگ کو حماقت و بے عقلی کا نتیجہ قرار دے دیا، مگر بایں ہمہ سلفیت کی مردم شماری کے میدان میں ان سے کوئی سبقت و بازی بھی نہیں لے جاسکتا۔

"میرے آنسو نکل رہے ہیں، میں غم سے نڈھال ہوں، اور ملت کے حالات پر پریشان ہوں، دونوں طرف آنسوؤں کی لڑی ہے، کیا قوم کے ان تاجروں پر آپ کو رونا نہیں آتا"[1]۔

ایک صاحب اور ہیں جنھیں مدت تک سلفیت کا شیر اور داخل و خارج کا مرد میدان سمجھا جاتا تھا، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ سلفیت کے بالمقابل مصلحت کوشی اور مفاد پرستی کے یہ بھی شکار ہیں، اور خارج میں دشمنان سلفیت کو منصبی کامیابی پر اپنے مجلّہ / / کے ذریعہ پیغام تہنیت و مبارکبادی بھیجتے ہیں، اس وقت اپنی ناعاقبت اندیشیوں کے دلدل میں ان کے پاؤں الجھے ہوئے ہیں جس سے نکلنے کے لئے ان لوگوں سے بھی دستگیری طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، جن سے عام حالات میں سلام کرنا بھی گوارا نہ تھا بلکہ یہ کہہ کر انھیں دروازے سے رخصت کر دیا جاتا تھا کہ "کہہ دو اندر نہیں ہیں"۔

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری   غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری

سچ ہے احساس کہتری احساس برتری کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، یا احساس برتری احساس کہتری کا پیش خیمہ ہوا کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قدرت جس سیڑھی سے کسی کو اعلیٰ منصب و مقام پر پہنچاتی ہے، اگر وہ اس منصب و مقام کا صحیح استعمال نہ کرے تو پھر اسی سیڑھی سے اسے دوبارہ زمین پر دے مارتی ہے۔

ایک صاحب اور بھی ہیں جن کے ذاتی معاملات تقریباً صاف ستھرے ہیں، صاحب علم و ذوق بھی ہیں، مگر صد افسوس کہ ذو وجھین ہیں، بڑی روشن خیالی اور اپنائیت کی باتیں کرتے ہیں، لیکن ثقہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ وہ روشن ضمیری سے دور، اور ؎

در برابر چوں گوسفند سلیم   در قفا ہم چوں گرگ مردم در

کے مصداق ہیں۔

---

[1] نوائے اسلام / / "السلام علیکم" ابوالحیات اشرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی صلاحیت کا کچھ حصہ لوگوں سے انتقام لینے اور اپنی اکڑ فوں اور بداخلاقیوں کی تنفیذ میں صرف کرتے ہیں اور کچھ دیگر حصہ معاشرے میں جگہ بنانے کے لئے بلا تفریق عقیدہ و مذہب لوگوں سے دوستی کرنے اور اپنی تقریبات اور جلسوں میں انھیں شریک کرنے کرانے میں صرف کرتے ہیں، اور غیر اہل حدیث اصحاب فسق و فجور کو اصحاب صلاح و تقوی اہل حدیث لوگوں پر فضیلت و فوقیت دیتے ہیں، تاکہ بقول۔

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

انھیں بھی غیروں کی تقریبات اور جلسوں میں مدعو کیا جائے، چنانچہ اس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہیں، گو انھیں اس کی ادنیٰ پرواہ نہیں کہ جس ادارے میں وہ زندگی گذار رہے ہیں اس پر ان کے ان اعمال کے کیا مضر اثرات پڑیں گے۔

الہ العالمین تجھ سے میری بہ صمیم قلب دعا ہے کہ جماعت اہل حدیث[1] کی خدمت پر ایسے لوگوں کو مامور کر جن کے دل اخلاص وللہیت سے معمور ہوں، جو جماعت کی کرسی سے چمکنے اور مستفید[1] ہونے کے بجائے خود اس کے لئے مفید اور کار آمد ہوں، تاکہ اس وقت جو بد عملی لوگوں کی صفوں میں عام ہو رہی ہے اس کا سد باب ہو سکے، اور ہم سب کی اصلاح فرما، اور راہ حق پر چلنے کی توفیق ارزانی کر۔

---

[1] محترم ڈاکٹر عبد العلیم عبد العظیم صاحب بستوی اپنے ایک مضمون (نقوش نور ص: ۳۶۴) پر رقمطراز ہیں، اور کیمیا اثر مولانا عبد الرؤف رحمانی جھنڈانگری ان کی تائید فرما رہے ہیں:—

: ماضی قریب میں جن لوگوں نے اس کی قیادت و پاسبانی کا بیڑا اٹھایا ان میں اکثر "نیم درون نیمے بروں" ہی رہے۔ جماعت کے اندر وہ صرف ایک قدم سے داخل ہوئے، جب کہ دوسرا قدم اور سارا جسم ان کا جماعت سے باہر ہی رہا۔ وہ کسی نہ کسی ادارہ یا اپنے ذاتی مشاغل میں ایسا مصروف رہے کہ جماعت کو اپنی دلچسپی، توجہ اور محنت کا کوئی قابل ذکر حصہ نہ دے سکے۔ یا پھر ایسے لوگ رہے جنھوں نے جماعت کے اندر اپنی چند روزہ زندگی کو مستقبل کے لئے کسی پناہ گاہ کی ایجاد میں صرف کرنا مناسب سمجھا ایسی صورت میں کسی سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ مسلک و منہج کی بھی کوئی قابل ذکر خدمت کر سکے گا۔

بحوالہ نوائے اسلام جون ۱۹۹۹ء "مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کے کرنے کے لئے دس اہم کام" تیسری قسط، از قلم مولانا عبد الرؤف رحمانی۔

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم — جنید و شبلی و عطار شد مست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۶- علامہ البانی سے میرے تعلقات

ہم لوگوں کے ۱۹۷۸ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ پہنچنے سے بہت پہلے علامہ البانی جامعہ کو خیر باد کہہ چکے تھے، اس لئے مجھے علامہ سے براہ راست شرف تلمذ حاصل نہ ہو سکا، جس کا مجھے بڑا افسوس ہے، میرے کالج کے زمانۂ طالب علمی میں علامہ البانی جامعہ اسلامیہ کی مجلس اعلی کی میٹنگ میں تشریف لائے تھے، اس وقت پہلی بار مجھے انھیں دیکھنا نصیب ہوا، اس کے بعد جب میں درجہ ماجستیر (ایم۔اے) میں زیر تعلیم ہوا تو ڈاکٹر شمس الدین پاکستانی مرحوم کے مکان جرف میں علماء کی جھرمٹ میں علامہ البانی کو مجھے دوبارہ دیکھنے کا موقع ملا، اس مجلس کا منظر ہی عجیب تھا، علماء کرام اور ہم جیسے طلباء ایک صف میں بیٹھے علامہ البانی سے سوالات کرتے اور علامہ بعض سوالوں کے جواب صریحی طور پر اور کچھ کے جواب معارضانہ طور پر دیتے، اکثر سوال علماء ہی کرتے، طلباء نے تھوڑے ہی سوال کئے تھے، میں نے بھی ایک سوال کیا تھا جس کا جواب علامہ نے مجھے معارضانہ طور پر دیا جو میرے شرح صدر کے لئے کافی تھا، اس مجلس میں میرے اساتذہ میں سے کیمیا اثر شیخ عبدالمحسن العباد، اور ڈاکٹر ربیع بن ہادی المدخلی بھی تھے، آخرالذکر نے تو بہت سارے سوالات کئے، مگر شیخ عبدالمحسن حسب عادت پروقار انداز میں وہاں تشریف فرما خاموشی سے سارے جوابات بغور سن کر محظوظ و مستفید ہو رہے تھے، مجلس جب کافی لمبی ہو گئی تو ایک فقہی سوال تقریباً اخیر میں کسی نے پیش کیا، علامہ البانی نے ارشاد فرمایا کہ میں بہت دیر سے سوالوں کے جوابات دے رہا ہوں، یہ فقہی سوال ہے اس کا جواب شیخ عبدالمحسن بھی دے سکتے ہیں، اس لئے وہی دیں، شیخ عبدالمحسن نے ہلکی سی مسکراہٹ لینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ: "ہم جواب دینے نہیں بلکہ آپ کے جوابات سننے آئے ہیں"۔ اس لئے علامہ البانی نے اس سوال کا بھی جواب دیا۔

ایم۔اے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں ۱۹۸۶ء کے اواخر میں عرب امارات چلا آیا، یہاں کے عرب سلفی حضرات نے میری پذیرائی کی اور میرے ساتھ بڑا ہی محبت و احترام کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتاؤ کیا، میں اپنی دعوتی و تدریسی ذمہ داریوں میں لگا ہوا تھا کہ ۱۹۸۹ء میں یہاں بھی علامہ البانی کا ورود مسعود ہوا، دبی میں ان کے مسلسل دروس اور علمی مجالس کی خبر جب عام ہوئی، تو میں نے اپنے دروس بند کر دئے، اور طلبہ سمیت وہاں بغرض استفادہ علامہ کی خدمت میں حاضر ہوا، شاید میرے پہنچنے سے قبل ہی اصحاب "جمعیۃ دار البر الخیریۃ دبی" نے میرا ذکر خیر علامہ البانی سے کیا تھا، میں جب علامہ البانی سے سلام و تعارف کے بعد حسب سنت منتہائے مجلس پر بیٹھنا چاہا، تو علامہ البانی نے مجھے بلا کر بجبر اپنے پاس یہ فرماتے ہوئے بٹھایا کہ: "تمہاری جگہ یہ ہے"۔ یہاں سے علامہ البانی سے میرے تعلقات کا دور شروع ہوا۔ اہل مجلس نے علامہ سے سوالات کی بھرمار کر دی، اور علامہ بلا تکلف سارے سوالوں کے جوابات دیتے رہے، اسی اثناء میں کوئی ایک سوال ایسا بھی آیا جس پر علامہ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے اہل مجلس سے فرمایا کہ: "آپ لوگوں میں سے اس نوجوان کے علاوہ کوئی دوسرا اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا"، اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ: "تم اس سوال کا جواب دو"۔ میں عرض گذار ہوا کہ: "میں کیا جواب دوں؟ میرے جواب کو آپ کے جواب سے وہی نسبت ہو گی جو ذرے کو آفتاب سے اور قطرے کو سمندر سے ہوا کرتی ہے، پھر میں جواب دینے نہیں بلکہ آپ کے جوابات سننے آیا ہوں"۔ شاید علامہ البانی کو یہ پاس ادب پسند آیا، اور اس سوال کا جواب بھی مرحمت فرمایا۔

اس کے چند دنوں بعد ہمارے مخلص دوست ابو لقمان احمد مہدی الجریری رحمہ اللہ کی دعوت پر علامہ البانی میری جائے اقامت "مدینۃ الشہامۃ أبوظبی" تشریف لائے، میرے شاگردان اور دیگر مدعوین حضرات سے مجلس کھچا کھچ بھر گئی، ان میں سے تقریباً ہر ایک سوالات میں دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتا تھا، مگر میں نے ان لوگوں پر قدغن لگائی، اور عرض کیا کہ صرف لکھے ہوئے سوالات ہی پیش کئے جا سکتے ہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نوشتہ سوالات کا آن کی آن میں انبار لگ گیا، جن کے پڑھنے اور علامہ پر پیش کرنے کا بیڑا میں نے اٹھایا، جوابات کے بعد مجلس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی، اس مجلس میں علامہ البانی نے اپنے شامی رفقاء سے میرا بڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھے الفاظ میں تعارف بھی کرایا، اور رہ دعوت میں پیش آمدہ مصائب و مشکلات پر مجھے صبر کی تلقین کی، اور فرمایا کہ: "اگر دین کی کماحقہ خدمت کرنا چاہتے ہو تو نوکری ترک کر دو"۔ یہ نصیحت شاید علامہ اقبال مرحوم کے مندرجہ ذیل شعر کا ہم معنی تھی ؎

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں　　جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

علامہ البانی سے عرب امارات میں میری یہ ملاقاتیں بڑی خوش آئند رہیں، اس کے بعد حال یہ رہا کہ میرے اقامتی ایریے سے اگر کوئی شخص بغرض سوال ٹیلیفون کرتا تو سب سے پہلے علامہ اس سے میرے اور میرے دروس کے احوال سے مطمئن ہو لینے کے بعد ہی اس کا جواب دیتے، میرے بعض شاگرد اگر علامہ کو ٹیلیفون کرتے اور انھیں محسوس ہوتا کہ علامہ اپنی کثرت مشغولیات کی وجہ سے ابھی جواب دینا نہیں چاہتے ہیں، تو یہ کہہ کر کہ میں شیخ عبدالباری کا شاگرد ہوں فوراً انھیں رام کر لیتے، بسا اوقات میں بھی بذریعہ ٹیلیفون علامہ سے ہم کلام ہوتا، درمیان گفتگو مجھے دعائیں دیتے، اور یہ کہہ کر میری ہمت افزائی کرتے کہ تمہارے دروس و دعوت اور علماء سنت کی قدردانی سے متعلق مجھے برابر خوش کن خبریں ملتی رہتی ہیں، علامہ نے میری مشق و ممارست اور اپنی تصنیف و تالیف میں تعاون کے لئے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیدی تھی، مگر امارات کے سلفی اعیان نے مجھے یہ کہہ کر جانے سے روک دیا کہ اب جب دعوت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے، آپ یہاں سے چھوڑ کر جانے کی سوچ رہے ہیں ؟!

میں نے تقریباً آٹھ سال قبل علامہ البانی سے بہر صورت ہندوستان تشریف لے جانے کی پیش کش کی، اور کہا کہ آپ جس جہاز سے چلیں اور جس ہوٹل میں نزول فرمائیں، میں ساری باتوں کے لئے تیار ہوں، کیونکہ میرے اور آپ کے دوست ابولقمان سارے اخراجات برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں، اس پیش کش پر علامہ البانی بہت خوش ہوئے، مگر یہ کہہ کر معذرت خواہ ہوئے کہ اب میری صحت اتنے دور دراز سفر کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

شب و روز گذرتے رہے، زمانہ لیل و نہار کی کروٹیں بدلتا رہا، بعض اعیان اور بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے ہونہار طلباء مجھ سے علامہ البانی کی عمان اردن میں زیارت کا مطالبہ کرتے رہے، مگر میں اپنی کثرت مشغولیات کا عذر پیش کر کے ان کے مطالبات ٹالتا رہا، بالآخر وقت موعود آپہنچا ﴿قد جعل الله لکل شئی قدرا﴾ [الطلاق آیت: ۳] اور جم غفیر سے بچنے کے لئے میں نے نہایت خاموشی کے ساتھ آنا فانا اپنے چند شاگردان خاص محمد اسماعیل الفہیم، احمد عبداللہ ہنائی، احمد یوسف حوسنی، صالح محمد مشعری، ڈاکٹر نادر فرحات مصری اور علی سالمین کثیری کی معیت میں سفر زیارت کا عزم مصمم کرلیا، اور علامہ البانی کے معتمد علیہ شاگرد شیخ محمد الخطیب کو بذریعہ ٹیلیفون اپنے عزم سے باخبر کیا، کہ وہ علامہ کو اس سے مطلع کردیں، شدید علالت کے باوصف اس خبر سے علامہ بہت خوش ہوئے، اور شیخ محمد الخطیب سے ارشاد فرمایا کہ شیخ عبدالباری جب یہاں آئیں تو مجھے ان کی ملاقات کے پروگرام سے مطلع کرنا۔

ہم لوگوں نے غایت درجہ راز دارنہ انداز میں بروز جمعرات ۱۵/۱۰/۱۹۹۸ء دبی ایرپورٹ سے عمان اردن کے لئے پرواز کی، شام کے جھٹپٹے میں عمان ایرپورٹ سے شہر کے ممتاز ترین عمرہ ہوٹل میں اترے، جسے محمد اسماعیل الفہیم نے ابوظبی ہی سے بک کرا رکھا تھا، میری معیت اور علامہ البانی کی زیارت کی خوشی میں میرے شاگردوں کے قدم زمین پر نہیں پڑ رہے تھے، ہوٹل پہنچنے کے بعد برادرم محمد الخطیب کو اپنی آمد سے بذریعہ ٹیلیفون مطلع کیا گیا، جس سے انھوں نے علامہ کو باخبر کیا۔

الحمد للہ دوسرے روز ۱۶/۱۰/۱۹۹۸ام کو بعد نماز جمعہ شرف باریابی کی صرف پانچ منٹ کے لئے اجازت ملی، یہ سن کر شاگردان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں، اور حزن وملال کے عالم میں گویا ہوئے کہ شیخ! پانچ منٹ میں کیا بنے گا، میں نے جواب دیا کہ اللہ مالک ہے، داخل ہونے کے بعد دیکھا جائے گا، ہم لوگ بحمد اللہ علامہ کے آرام کمرے میں داخل ہوئے، اپنی شدت علالت اور صاحب فراش ہونے کے باوجود ہم لوگوں سے مل کر علامہ نے کافی سرور وانبساط کا اظہار کیا، اور ڈھائی گھنٹے تک سوال وجواب کی مجلس لگی رہی، بعض باتوں پر ہم لوگ روئے اور علامہ کو بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رلایا، پھر وعدۂ فردا پر مجلس برخاست ہوئی، اور ہم لوگ اپنی جائے اقامت پر لوٹ آئے۔

تیسرے دن بروز سنیچر ۱۷/۱۰/ ۱۹۹۸م بوقت شام دوبارہ علامہ کے دولت خانہ پر حاضری دی گئی، مگر اس دن علامہ کسی دوا کے استعمال کے سبب لوگوں کے درمیان دیر تک نہیں رہ سکتے تھے، اس لئے سوال جواب کی مجلس بڑی مختصر رہی۔ کسی مناسبت سے میری زبان پر امام بخاری رحمہ اللہ کا نام آگیا، جس پر علامہ "ھذا امامنا، ھذا امامنا" کہہ کر رو پڑے اور حاضرین کو بھی رلایا، چلتے چلاتے اخیر میں ہماری "اہل حدیث تعلیمی ورفاہی سوسائٹی" اور "جامعہ" کا ذکر بھی آیا، علامہ کتابچہ پہلے ہی پڑھ چکے تھے، جامعہ کے ظاہری کام کو باستثناء دو چیزیں بہت کافی سراہا، میں نے عرض کیا کہ اس جامعہ کا قیام خالص سلفیت کی خدمت کے لئے عمل میں آیا ہے، آپ اس کے لئے مجھے جو چاہیں نصیحت کریں، اس پر علامہ نے ارشاد فرمایا کہ: "جامعہ میں سارے کام کرنے والے اہل حدیث ہی رہیں، چاہے وہ ان پڑھ ہی کیوں نہ ہوں"۔ علامہ کی یہ بات میرے دل کو بہت بھائی، کیونکہ میں اس کا پہلے ہی سے قائل اور اس پر عامل بھی ہوں، علامہ البانی نے میری طلب پر جامعہ کے لئے ایک تزکیہ وتوصیہ بھی عطا کیا ہے جو دیار عرب میں عموماً اور دیار ہند میں خصوصاً شاید ہماری "جامعہ" کی خصوصیات میں شمار ہو۔

اس آخری زیارت میں شیخ علی حسن عبدالحمید ومحمد الخطیب کی معیت میں علامہ البانی کی بیش قیمت علمی لائبریری کو بھی دیکھا گیا، جس میں آپ کی قدیم تصانیف کو قلمی شکل میں پہلی بار دیکھنے کا موقع ملا، انھیں قلمی کتابوں میں "معجم الحدیث" بھی تھی جس کی تصنیف میں علامہ نے اپنے بقول تیس سال سے زائد کا عرصہ صرف کیا ہے، یہ انچاس جلدوں پر مشتمل سولہ ہزار مسند احادیث کا گرانقدر مجموعہ ہے، تخریج احادیث میں عموماً علامہ اسی کتاب پر اعتماد کرتے ہیں۔ کاش اس کتاب کی اپنی موجودہ شکل ہی میں نشر واشاعت کردی جاتی تو یہ امت اسلامیہ کے لئے ایک بے نظیر علمی سرمایہ ثابت ہوتی۔ علامہ البانی کے یہاں صفائی ستھرائی کا یہ عالم ہے کہ اپنی جن قلمی کتابوں کو وہ پچاس ساٹھ سالوں سے استعمال کر رہے ہیں، لگتا ہے کہ انھیں کسی نے کبھی ہاتھ تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لگایا ہے، علامہ کافی خوش خط انسان ہیں، اور اس طرح منظم انداز میں لکھتے ہیں کہ نہ تو سطور اپنی جگہوں سے ادھر ادھر ہوتی ہیں، اور نہ کوئی حرف ہی اپنے مرکز سے آگے پیچھے ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ منصب تجدید دین پر اللہ تعالیٰ کسی کو آسانی سے فائز نہیں کرتا۔

بعد ازاں رات ہوٹل میں گذار کر ۱۸/۱۰/۱۹۹۸ء صبح بروز اتوار یہ سات نفری قافلہ شہر عمان کے درو دیوار کو حسرت واندوہ بھری نگاہوں سے دیکھتا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھتا امارات کو روانہ ہوا ؎

گردش تاروں کا ہے مقدر   ہر ایک کی راہ ہے مقرر
ہے خواب ثبات آشنائی   انجام جہاں کا ہے جدائی

علامہ البانی جیسا عالم حدیث صدیوں سے اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا، بے شک وہ اس صدی کے مجدد علوم حدیث ہیں، جن سے اس زمانے کے لوگوں نے علوم حدیث سیکھا ہے، اور وہ سنت رسول کے بے نظیر عامل بھی ہیں۔ کسی شامی عالم کا یہ قول بجا ہے کہ: "اس دور میں کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا گیا جس نے کسی سنت کو کبھی کسی کی ہیبت یا ذاتی مصلحت کی بنا پر ترک نہ کیا ہو، مگر علامہ البانی نے کبھی کوئی سنت کسی کی ہیبت یا ذاتی مصلحت کی بنا پر ترک نہ کی"۔ علامہ چونکہ مناصب سے دور ہیں اس لئے ان کے سارے فتاوے اپنے ضمیر کی آواز ہوا کرتے ہیں، ان میں کسی کی رضاجوئی یا مزاج شناسی کا کوئی دخل نہیں ہوا کرتا۔ ان سارے اسباب کی بناء پر مجھے علامہ البانی سے بے پناہ محبت ہے، میں مدت دراز سے فجر میں شرعی اذکار کے بعد ان کے لئے درازئ عمر، صحت و عافیت اور خدمت علم حدیث کی توفیق ارزانی ہونے کی بارگاہ رب العزت میں دعائیں کرتا ہوں[1]۔

---

[1] علامہ البانی حفظہ اللہ کے تفصیلی حالات کے لئے "حیاة الألبانی و آثاره العلمیة و ثناء العلماء علیه" مجلدین محمد ابراهیم الشیبانی الکویتی. "ترجمة موجزة لفضیلة المحدث الشیخ الألبانی" د/عاصم بن عبدالله القریوتی. "رسالة مختصرة جامعة عن حیاة الشیخ الألبانی" لعلی خشان و محمد عید عباسی. "علماء ومفکرون عرفتهم جلد ۱/۲۸۷-۳۲۵" للشیخ محمد المجذوب. "کلمة حق فی الدفاع عن علم الأمة محمد ناصر الدین الألبانی" عبدالرزاق بن خلیفة الشایجی "مقدمة کتاب ردع الجانی المتعدی علی الألبانی ص:۱۵-۵٤" طارق بن عوض الله، کا مطالعہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷- اس کتاب کے تراجم

اس کتاب کا دنیا کی بہت ساری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے، جو اس کی غایت درجہ مقبولیت کی دلیل ہے۔ مولینا محمد صادق خلیل حفظہ اللہ فیصل آباد پاکستان نے بھی اس کتاب کے دسویں ایڈیشن کا سترہ سال قبل اپنے قلم سے بعنوان ''ترجمہ و تہذیب'' اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے، جس کی طباعت سے مولینا دس سال قبل ۳/۱/۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵/۸/۱۹۸۸ء کو فارغ ہوئے، دوران ترجمہ مجھے اس بات کی آرزو تھی کہ کاش اس کتاب کا کوئی نسخہ ہاتھ لگتا تو مشکل مقامات پر اس ترجمہ کی زبان وبیان سے استفادہ کیا جاتا، مگر مرضئ مولٰی سے یہ کتاب مجھے اس وقت ہاتھ لگی جب میں اس کے (۱۱۶) اور اپنی کتاب کے (۱۷۶) صفحات کے ترجمہ سے فارغ ہو چکا تھا، مگر دقت نظر سے اس کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ مولینا موصوف نے بہت سارے مقامات پر اس کتاب کے مفصل دلائل کو حذف کر کے اس کی امتیازی شان ختم کر دی، اور اسی طرح سے اس کے مبسوط حواشی کو اپنی جگہ سے اٹھا کر اصل کتاب میں رکھ کر کتاب کے رخ زیبا کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ کے یہ سارے تصرفات شاید لفظ ''تہذیب'' میں پنہاں ہیں۔

اور رہا ''ترجمہ'' تو میں اسے مقام مذکور سے کتاب کے اخیر (صفحہ:۱۹۶) تک جستہ جستہ اپنے ترجمے کے ساتھ دیکھتا اور اس میں واقع لغزشوں پر سوالیہ نشانات لگاتا رہا، شاید قاری کو یہ معلوم کر کے دہشت دامن گیر ہو جائے کہ فقط ان اکیاسی (۸۱) صفحات کے اندر مجھے مولینا کی چالیس سے زائد لغزشوں سے سابقہ پڑا، جن میں سے دس اہم لغزشیں باقاعدہ قارئین کو نظر نواز کر کے بقیہ کی طرف صرف اشارے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولینا محمد صادق خلیل

(۱) اگر ہمارے جیسا اس طرح نوافل ادا کرتا ہے تو ہمیں کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ ص: ۱۲۳

(۲) البتہ سفیان بن عیینہ جمہور علماء کے خلاف اس نظریہ کے حامل ہیں کہ قرآن پاک کو گانے کے انداز میں پڑھا جائے۔ ص: ۱۲۹

(۳) اس مقام پر رفع یدین کرنا حضرت انس، ابن عمر، نافع، طاوس، حسن بصری، ابن سیرین اور ایوب سختیانی سے مرفوعا ثابت ہے۔ ص: ۱۵۳

(۴) آپ بیٹھتے وقت اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔ ص: ۱۵۳

(۵) یہ دعائیہ کلمات آپ رات کے نوافل میں بھی پڑھا کرتے تھے۔ ص: ۱۵۵

(۶) عبداللہ بن عمر سے ابو یعلی میں مذکور ہے کہ انگلی کا اشارہ کرنا دراصل شیطان کو زخمی کرتا ہے اور ہر وہ انسان جس سے کبھی

عبدالباری فتح اللہ المدنی

(۱) اگر ہم میں سے کسی نے ایسا کیا ہوتا تو ہم لوگ اس پر ناراض ہو گئے ہوتے۔ ص: ۱۸۴

(۲) مگر سفیان بن عیینہ وغیرہ نے اس کا معنی قرآن کو غنائیت سے پڑھنے کے بجائے صرف قرآن پر اکتفا کرنا بتایا ہے۔ ص: ۱۹۱

(۳) اس مقام پر رفع یدین کرنا انس بن مالک، ابن عمر، نافع، طاوس، حسن بصری، ابن سیرین، اور ایوب سختیانی سے صحیح اسانید سے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۰۶) میں مروی ہے۔ ص: ۲۱۵

(۴) آپ اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھتے، اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرتے۔ ص: ۲۱۵

(۵) آپ ان دونوں دعاؤں کو نماز تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔ ص: ۲۱۷

(۶) مسند ابو یعلی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ منقول ہے: یہ شیطان کو بھگانے کا آلہ ہے ---امام حمیدی نے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولینا محمد صادق خلیل

سہو ہو جائے وہ اس طرح انگلی سے اشارہ کرے، چنانچہ امام حمیدی بھی اسی طرح شہادت کی انگلی کھڑی فرماتے تھے۔ ص: ۱۵۸

(۷) کیونکہ ان میں سے بعض حدیثیں ہماری شرط پر نہ تھیں، اس لئے ان کا متن میں نے ذکر نہیں کیا ہے، اگر چہ معنیً وہ حدیثیں ایک دوسرے کی تقویت کر رہی ہیں۔ اور جو لوگ پہلے تشہد کے بعد درود پڑھنے سے روکتے ہیں ان کے پاس کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ہے، اور نہ ہی کراہت کی کوئی دلیل ہے، جو کچھ پیش کیا جاتا ہے وہ بلا اثر ہے۔ ص: ۱۶۵

(۸) جس طرح نشاشیبی نے درود شریف میں "آل" کے لفظ کا انکار کیا ہے، اس ذہن کے لوگ نماز میں "تشہد" کا انکار کرتے ہیں، ان کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن پاک میں کہیں "تشہد" کا ذکر نہیں، صرف قیام، رکوع، سجود

عبد الباری فتح اللہ المدنی

انگلی گاڑ کر فرمایا کہ — اگر کوئی ایسا کرتا رہے تو اس سے سہو نہ ہوگا۔ ص: ۲۲۲

(۷) گو کہ یہ ساری حدیثیں باہم ایک دوسرے کے لئے قوت بخش ہیں، مگر چونکہ یہ ہماری شرط پر نہیں ہیں اس لئے ہم نے انھیں بجائے متن کتاب کے اصل کتاب کے حاشیہ میں درج کیا ہے، میں نے اصل کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا ہے کہ پہلے تشہد میں درود پڑھنے سے روکنے والوں کے پاس کوئی ایسی صحیح دلیل نہیں ہے جو حجت بن سکے، اسی طرح جو لوگ تشہد اول میں نبی ﷺ پر درود پڑھتے وقت "اللھم صل علی محمد" سے زیادہ کچھ کہنا مکروہ سمجھتے ہیں ان کے پاس بھی سنت رسول سے کوئی دلیل نہیں۔ ص: ۲۲۹

(۸) کاش مجھے معلوم ہوتا کہ نشاشیبی اور اس کے دام فریب میں پھنسنے والے لوگ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو نماز میں تشہد یا حائضہ عورت کے ترک صوم و صلاۃ ہی کا انکار کر بیٹھے، اور اس پر یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولینا محمد صادق خلیل

کا ذکر ہے، اسی طرح قرآن میں یہ بھی نہیں ہے کہ حائضہ حیض کی حالت میں نماز ادا نہ کرے اور روزہ نہ رکھے، بلکہ اسے نماز پڑھنی چاہئے اور روزہ رکھنا چاہئے، کیا ہم ان لوگوں کے نقطہ نظر کو صحیح کہہ سکتے ہیں، ہر گز نہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہوگئے اور ان کے گمراہ ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ص: ۱۷۲

عبدالباری فتح اللہ المدنی

دلیل لائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تشہد کا ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف قیام اور رکوع و سجود ہی کا ذکر کیا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حائضہ عورت سے صوم وصلاۃ کو ساقط قرار دیا ہے، اس لئے اس پر واجب ہے کہ بحالت حیض بھی صوم و صلاۃ کی پابند رہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ اس منکر کی تائید کریں گے، یا اس پر نکیر کریں گے؟ اگر ان لوگوں نے پہلی صورت اختیار کی تو بالکل ہی گمراہ اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہوگئے، اور اگر دوسری صورت اختیار کی تو اسے ان کی توفیق الٰہی اور اصابت رائے پر محمول کیا جائے گا۔ پس جو دلیل یہ لوگ اس منکر کے رد میں لائیں گے وہی دلیل ہماری بھی نشاشیبی کے رد میں ہوگی۔ ص: ۲۳۶

(۹) حافظ ابن حجر شافعیہ میں بہت بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں، جنھوں نے حدیث اور فقہ کو یکجا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ ص: ۱۷۳

(۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ شافعی مذہب کے ان بڑے علماء میں سے ہیں جنھیں حدیث و فقہ میں یکساں مہارت حاصل ہے۔ ص: ۲۳۷

(۱۰) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ دعاء قنوت کے آخر میں "صلی اللہ علی النبی الامی" کا اضافہ کرتے تھے، حافظ ابن حجر عسقلانی، قسطلانی اور

(۱۰) امام نسائی نے دعاء قنوت کے اخیر میں "صلی اللہ علی النبی محمد" کا اضافہ کیا ہے، مگر چونکہ اس کی سند ضعیف ہے، حافظ ابن حجر،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرقانی وغیرہ نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے اس لئے ہم نے ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔ ص: ۱۸۴	اور قسطلانی و زرقانی وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے، اس لئے میں نے اس زیادتی کو اصل کتاب میں جگہ نہ دی۔ ص: ۲۴۵

اسی طرح مولانا موصوف کی کتاب کے ص: ۱۱۶، سطر ۶، ص: ۱۲۲، سطر ۲۰، ص: ۱۲۴، سطر ۱۱، ص: ۱۲۵، سطر ۱۶، ص: ۱۲۶، سطر ۲، ۵، ۱۰، ۱۱، ص: ۱۲۸، سطر ۱، ۴، ۹، ۱۰، ص: ۱۴۲ فائدہ، ص: ۱۴۳، سطر ۱۵، ص: ۱۴۷، سطر ۵، ص: ۱۵۰، سطر ۱۸، ص: ۱۵۱، سطر ۵، ص: ۱۵۴، سطر ۷، ۲۲، ص: ۱۵۶، سطر ۱۴، ص: ۱۵۷، سطر ۹، ص: ۱۵۹، سطر ۳، ۱۱، ص: ۱۶۷، سطر ۵، ۸، ص: ۱۷۲، سطر ۲۱، ص: ۱۷۸، سطر ۹، ص: ۱۸۰، سطر ۱۷، ص: ۱۸۳، سطر ۱۳، ۱۴، ص: ۱۸۵، سطر ۱۶، ص: ۱۸۶، سطر ۱۴، ۱۵، ص: ۱۹۳، سطر ۱۴، ص: ۱۹۴، سطر ۷-۹، ص: ۱۹۶ کو اصل کتاب عربی اور میرے ترجمہ سے ملا کر دیکھا جائے۔

www.KitaboSunnat.com

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

یہ لغزشیں (۱۹۶) صفحات پر مشتمل کتاب کے صرف (۸۱) صفحات سے متعلق ہیں، اگر کہیں مجھے پوری کتاب دیکھنے کا موقع ملا ہوتا تو نہ معلوم ان کی گنتی کہاں تک پہنچتی۔

مولینا محمد صادق خلیل صاحب شاید اپنی سن رسیدگی کے اعتبار سے ہمارے بزرگوں کی فہرست میں آتے ہیں، مگر میں ان کی ذاتی سیرت سے ناواقف ہوں اس لئے اس بات کا فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل امر ہے کہ ان لغزشوں کا سبب مولینا کی عجلت و جلد بازی ہے، یا اس وقت عربی زبان میں ان کی ناپختہ کاری، بہر حال ان دونوں میں سے جو بات بھی ہو، تصنیف و تالیف اور ترجمہ کے باب میں نہایت ہی مضر ہے انسان تھوڑا لکھے مگر جو کچھ لکھے پختہ لکھے، اور امت کی خدمت میں صرف وہی چیزیں پیش کرے جسے اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنے لئے دلیل و حجت بنا سکے، گستاخی معاف، پرانا مقولہ ہے "خطائے بزرگاں گرفتن خطا است"۔ اسلئے حق تو یہ تھا کہ مولینا کی ان لغزشوں سے انگیز کیا جائے، مگر امت کی خیر خواہی اور بعض اہل علم کے دباؤ نے مجھے ان کے اظہار پر مجبور کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸- اس کتاب کے مصطلحات اور حدیث ''مسیٔ صلاۃ''

علامہ البانی حفظہ اللہ نے شاید قارئین کی سہولت کے پیش نظر متن کتاب میں سوائے لفظ ''المسیٔ صلاتہ'' کے کوئی اور دوسرا اصطلاحی لفظ استعمال نہیں کیا، دراصل اس لفظ سے ایک ایسی اہم حدیث کی طرف اشارہ ہے، جو ہمیشہ سے اثباتاً و نفیاً اور قبولاً و رداً امت مسلمہ کے نزدیک بڑی ہی معرکۃ الآراء اور میزان علم میں بڑی وقعت کی حامل رہی ہے، اس حدیث کو اہل علم کے یہاں حدیث ''المسیٔ صلاتہ'' کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے میں نے ہر جگہ اس کا ترجمہ لفظ ''مسیٔ صلاۃ'' سے کیا ہے، اس لفظ کا ذکر کتاب میں تقریباً چوبیس مقامات ص: ۱۳۶، ۱۴۷، ۱۵۳، ۱۶۱، ۱۶۱، ۱۷۶، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۸، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۰، ۲۴۳ پر آیا ہوا ہے۔ چونکہ یہ حدیث اپنی مکمل شکل میں کسی بھی روایت میں یکجا موجود نہیں، اس لئے افادۂ عام کے لئے اسے مکمل شکل میں سارے ضروری الفاظ و ترجمہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے تاکہ اس حدیث سے علماء کرام اور عوام سب کے سب یکساں طور پر مستفید ہو سکیں۔

حدیث ''المسئی صلاتہ'' اور اس کا ترجمہ

قال رفاعة بن رافع رضي الله عنه: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في المسجد يوما، ونحن معه جلوس حوله، اذ دخل رجل كالبدوي، فأتى فاستقبل القبلة، فصلى ركعتين قريبا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأخف صلاته، فصلى صلاة خفيفة لايتم ركوعاً ولاسجوداً.

رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے تھے اور ہم لوگ بھی آپ کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی جیسا انسان مسجد میں در آیا، اور قبلہ کا استقبال کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دو ہلکی رکعتیں بغیر رکوع اور سجود کے اتمام کے ادا کیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلمـــــا قضى صلاته، جاء فسلم على رسول ﷺ وعلى القوم.

فقـــال له رســـول الله صلى الله عليه وسلم: وعليك اذهب فصل فانك لم تصـــل.

فذهب فصـــلى بنحو ماصلى، فجعل رسول الله صلى الله عليه وســـلم يرمق صـــلاته، ولا يدرى مـــا يعيب منهـــا.

فلمـــا قضى صلاته جاء فسلم على رســـول الله صلى الله عليه وســلم وعلى القوم.

فقـــال لـــه رســـول الله صلى الله عليه وسلم: وعليك اذهب فصل فانك لم تصل. فأعادها ثلاثا. (الشيخين)

كل ذلك يأ تى النبى صـــلى الله عليه وسلم فيســلم عليه فيقول: وعليك، فـارجـــع فصـــل فانك لـــم تصـــل، فخـــاف الناس، وكبر عليهـم أن يكون مـــن أخف صـــلاته لم يصل.

اور نماز ادا کرنے کے بعد آکر نبی ﷺ اور بقیہ لوگوں سے سلام کیا۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "وعلیکم السلام" کے بعد اس سے فرمایا کہ جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں،

پس اس نے جاکر پہلے جیسی پھر نماز پڑھی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے بغور دیکھنے لگے، لیکن وہ نہیں جان سکا کہ اس سے نماز میں کیا خطا ہو رہی ہے۔

پس جب نماز پوری کر چکا تو اس نے پھر آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بقیہ لوگوں سے سلام کیا، تو نبی ﷺ نے "وعلیکم السلام" کہنے کے بعد پھر اس سے فرمایا کہ جاؤ پھر سے نماز پڑھو کیونکہ تمھاری نماز نہیں ہوئی، اس طرح اس شخص نے تین بار نماز کو دہرایا (بخاری و مسلم)۔

ہر بار آتا اور نبی ﷺ سے سلام کرتا، اور نبی ﷺ "وعلیکم السلام" کہنے کے بعد ارشاد فرماتے کہ جاؤ پھر سے نماز پڑھو، کیونکہ تمھاری نماز نہیں ہوئی، پس لوگ خوفزدہ ہوگئے اور ان پر یہ بات گراں گذری کہ جو ہلکی نماز پڑھے اس کی نماز ہی نہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال الرجل: ماأدرى ما عبت على من صلاتي والذى أنزل عليك الكتاب ماأحسن غيرهـذا، لقد جهـدت وحـرصت كيف أصنع، فعـلمني وأرني، فانما أنا بشر أصيب وأخطى.

تو اس شخص نے کہا کہ میں نہیں جان سکا کہ مجھ سے نماز میں کیا غلطی ہو رہی ہے. اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا، مجھے اس سے بہتر نماز پڑھنے کا ڈھنگ نہیں آتا، میں نے تو اپنی پوری کوشش صرف کردی اب آپ ہی مجھے بتائیں اور سکھائیں، کیونکہ میں انسان ہوں خطا اور صواب دونوں ہی کا مجھ سے امکان ہے۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أجـل اذا قمت تريد الصـلاة، فتـوضـأ فـأحسن وضـوئك، إنه لاتتم صـلاة لأحـد من الناس حتى يتـوضـأ فيسبـغ الـوضـوء، فيضـع الوضـوء يعني: مـواضعه. فيتوضـأ كمـا أمـره الله تعالىٰ، فيغسـل وجهـه ويديه إلى المـرفقين، ويمسـح برأسـه ورجليـه إلى الكعبين. ثـم تشهد فـأقـم.

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سنو جب نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو، کیونکہ جب تک حسب ارشاد باری تعالیٰ اچھی طرح وضو نہ کیا جائے تب تک کسی کی نماز نہیں ہوتی، یعنی وہ اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، اور سر کا مسح کرے، اور اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھوئے۔

إذا قمت فتوجهت إلى القبلة فكبرالله عـزوجل، ويحمدالله ويثنى عليه و يمجده. ثم اقـرأ بأم القـرآن، وبمـاشاء الله أن تقرأ.

آپ نے فرمایا: پھر اذان دے کر اقامت کہو، اور جب قبلہ رخ کھڑے ہو تو، "اللہ اکبر" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تمجید کرو، پھر سورۂ فاتحہ اور اسکے ساتھ کچھ اور پڑھو۔

وفي رواية عند أبي داؤد: ثم يقرأ

اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من القرآن ما أذن له فيه وتيسر.

فإن كان معك قرآن؛ فاقرأبه، وإلا فاحمد الله عز وجل وكبره وهلله.

ثم يقول: الله أكبر، ثم يركع حتى تطمئن مفاصله وتسترخي. وإذا ركعت فضع راحتيك على ركبتيك وامدد ظهرك. ثم يقول: سمع الله لمن حمده، فيستوي قائما، حتى ترجع العظام إلى مفاصلها.

ثم يكبر، يقول: الله أكبر.

ثم يسجد، فيمكن وجهه وجبهته من الأرض حتى تطمئن مفاصله و تسترخي.

ثم يكبر، يقول: الله اكبر. ثم يرفع رأسه حتى يستوي قاعداً على مقعده.

وفي رواية عند أبي داؤد: فإذا رفعت فاقعد على فخذك اليسرى.

ثم يقول: الله اكبر. ثم يسجد حتى يمكن وجهه، ويسترخي، حتى تطمئن مفاصله.

کہ پھر قرآن میں سے وہ پڑھے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو اور آسان ہو، اور اگر قرآن یاد نہ ہو تو "الحمدللہ"، "اللہ اکبر"، "لا الہ الا اللہ" کہا کرو۔

پھر "اللہ أکبر" کہتا ہوا اس طرح رکوع کرے کہ اس کے سارے جوڑوں کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے اور جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ دراز رکھو۔ پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتا ہوا اس طرح سیدھا کھڑا ہو کہ ساری ہڈیاں اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں۔

پھر "اللہ اکبر" کہہ کر سجدہ ریز ہو۔

اور اپنے چہرے اور پیشانی کو زمین پر اچھی طرح رکھے کہ اس کے جسم کے جوڑوں کو بالکل سکون و اطمینان حاصل ہو جائے۔ پھر "اللہ اکبر" کہتا ہوا اپنا سر سجدہ سے اٹھا کر اپنے مقعد پر ٹھیک طور سے بیٹھ جائے۔ اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ: جب تم اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔

پھر "اللہ اکبر" کہنے کے بعد سجدہ ریز ہو اور اپنا چہرہ اس طرح زمین پر رکھے کہ اس کے جسم کے ہر ہر جوڑ کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم يرفع رأسه، فيكبر. وفي رواية عند أبي داود: فإذا جلست في وسط الصــــلاة فــاطمئن وافترش فخــذك اليسرى، ثم تشهد، وفي رواية عند أبي داود: ثم إذا قمت فمثل ذلك حتى تفرغ من صلاتك، فوصف الصلاة هكذا أربع ركعات حتى فرغ، قال: لاتتم صلاة أحد كم حتى يفعل ذلك. فإذا فعل ذلك فقد تمت صلاته.

وفي رواية عنـــــــد أبي داؤد: وإن انتقصت منــه شيئــا انتقصت مـــن صـــلاتك[۱].

پھر اپنا سر اٹھائے اور "اللہ اکبر" کہے۔ اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے: جب تم درمیان نماز بیٹھو تو اطمینان سے اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر تشہد کیا کرو۔ اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے: پھر جب اس کے بعد کھڑے ہو تو ایسے ہی کرنا یہاں تک کہ تم اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔

اس طرح نبی ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا، اور فرمایا کہ: جس نے ایسا نہ کیا اس کی نماز کامل نہ ہوگی۔ اور جب ایسا کرے گا تو اسکی نماز کامل ہوگی۔

اور اگر اس میں کسی قسم کی کوئی کمی کروگے تو اسی کے بقدر تمہاری نماز میں کمی واقع ہوگی۔

۱- سنن النسائي (۲/۱۹۳، و ۳/۵۹ و ۲/۲۲۵ و ۳/۶۰)، سنن أبي داود ج ۱/۵۳۶-۵۳۸ حديث ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، و سنن الترمذي ج ۲/۱۰۰ حديث (۳۰۲) و سنن الدارمي ج ۱/۳۵۰ حديث (۱۳۲۹) و ابن حبان ج ۵/۸۸ حديث (۱۷۸۷) و مسندالشافعي ص: ۹٤ حديث (۱۳٦) و المصنف لابن أبي شيبه ج ۱/۲۸۷ و صحيح البخاري حديث (۷۵۷، ۷۹۳) و صحيح مسلم حديث (۳۹۷) و مسندالطيالسي ص: ۱۹٦ حديث (۱۳۷۲) و غوث المكدود بتخريج منتقى ابن الجارود ج ۱/۱۸۲ حديث (۱۹٤).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹- اس کتاب کے مشمولات سے اتفاق یا اختلاف

یہ کتاب اپنے باب میں بے نظیر ہے، سلف سے خلف تک کسی عالم نے میرے علم کی حد تک طریقۂ نماز کے بارے میں اتنی مدلل کتاب اب تک تحریر نہیں کی جیسا کہ علامہ البانی صاحب نے خود بھی اس کی وضاحت کی ہے[۱]۔ میں اس کتاب کے مشمولات سے —— باستثناء دو مسائل —— مکمل طور پر متفق ہوں:

(۱) پہلا مسئلہ: ''تشہد'' میں نبی ﷺ کی وفات کے بعد ''السلام علیك أیها النبی'' بصیغۂ حاضر کے بجائے ''السلام علی النبی'' بصیغۂ غائب کہنے کا ہے، علامہ البانی صاحب نبی ﷺ کی وفات کے بعد ''تشہد'' میں ''السلام علی النبی'' بصیغۂ غائب کہنے کے قائل ہیں، اور اپنے اس موقف کی تائید میں ابن مسعود و عائشہ رضی اللہ عنہما کی احادیث[۲] سے استدلال کیا ہے، نیز اپنی ہم نوائی میں امام سبکی، علامہ ابن حجر، قسطلانی، زرقانی اور عبدالحیٔ لکھنوی وغیرہ جیسے محققین حضرات کے نام پیش کئے ہیں[۳]۔ مگر اس موقف کا اپنانا میرے نزدیک بچند وجوہ ناقابل فہم ہے۔

پہلی وجہ یہ کہ علامہ البانی نے تشہد کے جن چھ[۴] صیغوں کا مختلف صحابہ کرام سے ذکر کیا ہے، ان میں سے چار صیغوں[۵] میں ''السلام علیك أیها النبی'' ''بصیغۂ حاضر'' وارد ہے، ظاہر ہے کہ چاروں صحابہ کرام اس ''صیغۂ حاضر'' کی روایت نبی ﷺ کی وفات کے بعد ہی کیا کرتے تھے۔

دوسری وجہ یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام وغیرہ کو اس ''صیغۂ حاضر'' کی تعلیم مسجد نبوی کے منبر سے دیا کرتے تھے، مگر کسی نے اس پر انکار نہ کیا۔

۱- کتاب کا ص ۹۵، ۹۷، ۲۳۰ ملاحظہ ہو۔

۲- حدیث ابن مسعود ص ۲۲۵-۲۲۶، اور حدیث عائشہ ص ۲۲۸ پر ملاحظہ ہو۔

۳- کتاب کا ص ۲۲۶ ملاحظہ ہو۔

۴- کتاب کا ص ۲۲۵-۲۲۸ ملاحظہ ہو۔

۵- یعنی دوسرا، تیسرا، چوتھا اور پانچواں صیغہ کتاب کے ص ۲۲۷-۲۲۸ پر ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری وجہ یہ کہ اس مسئلہ میں موت وحیات کے درمیان تفریق میرے نزدیک نا قابل فہم بات ہے کیونکہ نبی ﷺ اپنی زندگی میں بھی تو صرف ایک جگہ ہی پائے جاسکتے تھے ایک ہی وقت ساری جگہوں پر آپ کا پایا جانا محال تھا، چنانچہ آپ اگر مدینہ میں ہیں، تو مکہ، طائف اور تبوک وغیرہ آپ سے خالی ہیں، اسی طرح اس کے برعکس اگر آپ مکہ میں ہیں تو دیگر مواضع آپ کے وجود سے خالی ہیں۔

پس اگر اس مسئلہ میں غیبت وحضور کے درمیان شرعاً امتیاز مطلوب تھا تو یہ بات آپ کی زندگی میں بھی ہونی چاہئے تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ عمان اردن میں ۱۶/۱۰/۱۹۹۸م کی علامہ البانی سے ملاقات میں یہ مسئلہ زیر بحث لایا جائے گا، مگر ان کی ناسازیٔ صحت نے مجھے کسی مسئلہ میں ردوقدح کی اجازت نہ دی۔

(۲) دوسرا مسئلہ: قرأت فاتحہ[۱] "خلف الامام" کا ہے، علامہ البانی صاحب جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں بلکہ انھوں نے اس کتاب کے صفحہ: ۱۶۱ پر اسے منسوخ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور دلیل میں حدیث ابی ہریرۃ "إنی اقول مالی انازع القرآن" تبھی تو میں کہتا ہوں کہ کیا بات ہے کہ قرأت قرآن میں میری آواز سے آواز ٹکرائی جارہی ہے۔ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن لی تو جہری نمازوں میں آپ کے ساتھ قرأت کرنا چھوڑدیا لیکن سری نمازوں میں آہستہ آہستہ پڑھتے رہے، پیش کی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث ابوہریرہ کو علامہ البانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث "لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" "اس آدمی کی نماز نہیں ہوتی جو اپنی نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے" کا ناسخ قرار دیا ہے۔

تو عرض ہے کہ حدیث "منازعت" سے امام کے پیچھے مطلق قرأت کی نفی پر استدلال

---

[۱] کتاب کا ص: ۱۶۱-۱۶۲ ملاحظہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا صحیح نہیں بلکہ حدیث صرف اس بات پر دلیل ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے باآواز قرأت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ نبی ﷺ نے صرف منازعت یعنی امام کی آواز سے مقتدی کی آواز کو ٹکرانے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ علامہ ابن عبدالبر نے ارشاد فرمایا ہے کہ منازعت اور ٹکراؤ تبھی پیدا ہوگی جب مقتدی امام کے پیچھے باآواز قرأت کرے گا[1] اور یہی بات علامہ محمد طاہر حنفی صاحب مجمع البحار نے بھی کہی ہے[1]۔

رہا نسخ کا معاملہ تو اس کے لئے تاریخ اور پھر ناسخ کا منسوخ سے متاخر ہونے کا علم اور دونوں حدیثوں کے مابین جمع و توفیق سے عاجز ہونا شرط ہے[2]، مگر یہاں ان میں سے کوئی ایک چیز بھی موجود نہیں، کیونکہ حدیث ابی ہریرۃ کا حدیث عبادہ سے نہ تو متاخر ہونا ہی ثابت ہے۔ اور نہ ہی ان دونوں حدیثوں کے مابین جمع و توفیق ہی ناممکن امر ہے، جیسا کہ مولینا عبدالحئ لکھنوی حنفی نے فرمایا[3] کہ "لوگوں نے قرأت چھوڑ دی" کا معنی یہ ہے کہ "لوگوں نے باآواز قرأت چھوڑ دی" یا یہ کہا جائے کہ "لوگوں نے سورۂ فاتحہ کے علاوہ کی قرأت ترک کر دی"[3] اھ

یہ معنی لینا اس لئے بھی متعین ہے کہ راوی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جہری نماز میں جب قرأت فاتحہ خلف الامام سے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ "بلا آواز کے خفیہ طور پر پڑھ لیا کرو"[4]

۱۔ التمهيد جلد ۱۱/۵۲، مجمع بحار الأنوار جلد ۴/۶۸۴، تحقيق الكلام عربی ص: ۳۶۳

۲۔ شرح مسلم نووی جلد ۴/۲۲۷، الاعتبار للحازمی ص: ۵، شرح الكوكب المنير جلد ۳/۵۲۹، مذكرة أصول الفقه للشنقيطی ص: ۷۷، ۹۲

۳۔ امام الكلام للكنوی ص: ۲۹۴، تحقيق الكلام عربی ص: ۱۶۲

۴۔ جزء القرأة خلف الإمام للبخاری ص: ۴۲، ۱۰، ۴۴، مسند الحميدی ج ۲/۴۳۰ حديث (۹۷۴)، صحيح أبی عوانة ج ۱/۴۵۳ حديث (۱۶۸۰)، صحيح مسلم مع النووی ج ۴/۱۰۱، سنن أبوداود ج ۱/۵۱۲ حديث (۸۲۱)، سنن الترمذی ج ۵/۲۱۰ حديث (۲۹۵۳)، سنن النسائی ج ۲/۱۳۵، سنن ابن ماجه ج ۱/۲۷۳، إمام الكلام ص: ۵۸، ۱۸۳، التعليق الممجد ج ۱/۴۰۴، تحقيق الكلام عربی ص: ۲۰۹، تحفة الأحوذی ج ۱/۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح سے یہ کہنا بھی واجب ہوگا کہ آیت ﴿وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلکم ترحمون﴾[1] "جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی کے ساتھ اسے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"[1] میں لفظ "قرآن" اور احادیث "إنما جعل الإمام لیؤتم به، فإذ اکبر فکبروا، وإذ اقرأ فأنصتوا"[2] "امام بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس لئے جب وہ 'اللہ اکبر' کہے تو تم بھی 'اللہ اکبر' کہو، اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو"[2] اور "من کان له إمام فقراء ة الإمام له قراء ة"[3] جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت مانی جائے گی[3] میں لفظ "قرأت" سے غیر سورۂ فاتحہ مراد ہے، یعنی جب امام سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھے تو اسے خاموشی سے سننا ضروری ہے، کیونکہ مذکورہ بالا نصوص آیت واحادیث عام ہیں اور حدیث "لاصلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب" "جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی" خاص ہے، اور یہ متفقہ قاعدہ ہے کہ عام پر عمل خاص کو اس سے نکالنے کے بعد ہی کیا جائے گا[4]۔

اس پر مزید واضح دلیل یہ بھی کہ کسی صحیح مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت نہیں آئی ہے[5]۔ بلکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نبی ﷺ پر ایک بار نماز فجر میں مقتدیوں کی قرأت بھاری پڑی، تو آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ: امام کے پیچھے صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کرو، اس لئے کہ جو اسے نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی[6]

مولینا عبدالحئ لکھنوی حنفی مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: حدیث عبادہ بن صامت امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں "نص" ہے، مگر وہ

۱۔ سورة الأعراف آیت (۲۰۴)
۲۔ کتاب کا ص ۱۶۳ حاشیہ (۳)
۳۔ کتاب کا ص ۱۶۲ حاشیہ (۴)
۴۔ المسودة فی أصول الفقه لابن تیمیة ص ۱۰۹، إرشاد الفحول للشوکانی ص: ۱۳۹، فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت علی حاشیة المستصفی للغزالی ج ۱/ ۲۶۷، مذکرة اصول الفقه للشنقیطی ص ۲۲۲
۵۔ التعلیق الممجد ج ۱/ ۴۲۷، تحقیق الکلام عربی ص ۵۶
۶۔ کتاب کا ص ۱۶۱، حاشیہ (۵) ملاحظہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث جن میں سورۂ فاتحہ کے ترک یااس کی ممانعت کاذکر آیا ہے، توان کی اس مسئلہ پر دلالت "نصاً" نہیں بلکہ "ظاهراً" ہے،اور "نص"اور"ظاهر" کے درمیان تعارض کے وقت علماء اعلام نے اپنی کتابوں میں "نص"کو"ظاهر" پر مقدم اور راجح گردانا ہے[1]۔

اسی طرح کتاب کے صفحہ: ۲۲۰ پر بحوالہ موطا امام مالک رحمہ اللہ منقول ہے کہ: جس نے کسی بھی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی الایہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو[2]۔

تو یہ جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے حدیث رسول پر ترجیح دینا، یااس سے ٹکرانا قطعاً جائز نہیں، چنانچہ ائمہ حنفیہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ: صحابی کا قول ان لوگوں کے نزدیک صرف اس وقت دلیل و حجت ہے جب تک کوئی حدیث رسول اس کی مخالف نہ ہو، لیکن اگر کوئی حدیث قول صحابی کے خلاف ہوئی تو پھر وہ قول دلیل نہ رہ جائے گا[3]۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا قول سے قرأت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت و تحریم مقصود نہیں بلکہ مطلق نمازوں میں یا صرف جہری میں ترک "قرأت خلف الامام" کا جائز بتانا مقصود ہے، کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ "ہم امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی ایک اور سورت بھی پڑھتے تھے، اور آخر کی دونوں رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر بس کر لیا کرتے تھے"[4] اس لئے اس سے "قرأت فاتحہ خلف الامام" کی ممانعت و حرمت پر استدلال کرنا بڑی بے محل بات ہوگی۔ اور یہی مقصود و مطلب ان صحابہ کرام کے آثار کا بھی ہے جن سے اس قسم کے اقوال مروی ہیں، چنانچہ

۱؎ إمام الكلام ص:۳۰۱، ۲۹۵، تحقيق الكلام عربی ص:۲۴۲، شرح التلويح على التوضيح لمتن التنقيح في أصول الفقه ص:۱۲۶، نورا لأنوار ص:۸۸

۲؎ کتاب کا ص:۲۲۰، حاشیہ (۴) ملاحظہ ہو۔

۳؎ فتح القدير شرح الهداية ج ۲/ ۳۷، المرقاة شرح المشكاة للقارى الحنفى ج ۳/۵۰۵، إمام الكلام ص:۲۳۵، الأجوبة الفاضلة ص:۲۲۶، كلاهما لعبد الحئی اللكنوی، تحقيق الكلام ص:۲۹۵-۲۹۶

۴؎ کتاب کا ص ۱۶۳ حاشیہ (۱) ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولینا لکھنوی حنفی بیان فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام کے آثار "قرأت فاتحہ خلف الامام" کی حرمت پر دلالت نہیں کرتے کہ انھیں "قرأت فاتحہ خلف الامام" کو واجب قرار دینے والے نصوص پر ترجیح حاصل ہو، بلکہ یہ آثار صرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ "قرأت فاتحہ خلف الامام" کا ترک جائز اور امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے، اور جو آثار زجر و توبیخ اور وعید و تہدید پر مشتمل ہیں ان میں سے کسی ایک کی بھی سند صحیح نہیں[1]۔

خلاصہ کلام: مقتدی پر قرأت فاتحہ جہری اور سری دونوں نمازوں میں فرض ہے، اس کے بغیر نماز باطل مانی جائے گی، جہری نماز میں وہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کسی دوسری سورت کی تلاوت نہ کرے بلکہ امام کی قرأت کو سنے، مگر سری نماز میں اسے دوسری سورت پڑھنے کا اختیار ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے نماز فجر میں مقتدیوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرما کر دیگر سورت کے پڑھنے سے منع فرمایا[2]۔

مگر نماز ظہر میں سورۂ فاتحہ اور دیگر سورت کے پڑھنے سے نہیں روکا، بلکہ انھیں باآواز پڑھنے سے منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ: تم قرآن پڑھتے وقت اپنی آواز ایک دوسرے پر بلند نہ کرو[3]۔

اس مسئلہ کو میں نے بڑے ہی اختصار و احتیاط سے قلمبند کیا ہے، اگر اختصار سے کام نہ لیا گیا ہوتا تو بحث کافی طویل ہو گئی ہوتی، کیونکہ اس موضوع پر متعدد اور کافی طول طویل کتابیں تحریر کی گئی ہیں، اور احتیاط اس لئے ملحوظ نظر رہی کہ علامہ البانی صاحب جیسے لوگوں پر رد کرنا کسی عاقل انسان کے لئے آسان کام نہیں، مگر جو لوگ یہ محسوس ہی نہیں کر پاتے کہ ان کی زبان و قلم سے کیا صادر ہو رہا ہے، ان کے لئے کسی کو بھی چیلنج کرنا یا اس پر رد کرنا بازیچہ اطفال سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اس عالم ہست و بود میں اسی لئے آئے دن ایسے لوگوں کی گل افشانیاں نظروں سے گذرتی

۱ـ امام الکلام للکنوی ص: ۲۳۸، تحقیق الکلام عربی ص: ۴۹۹

۲ـ کتاب کا ص: ۱۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، اور محو حیرت ہو کر فقط تماشائی بن کر رہ جانا پڑتا ہے۔

"قرأت فاتحہ خلف الإمام" کے موضوع پر اب تک موافقین و مخالفین نے مستقل طور پر کم و بیش بائیس کتابیں لکھیں[1]، جن میں سلطان المحدثین امام بخاری (ت ۲۵۶) کی "جزء القرأة خلف الامام" شافعی زمانہ امام بیہقی (ت ۴۵۸) کی "کتاب القرأة خلف الامام" نادرۂ روزگار مولینا عبدالحئی لکھنوی حنفی (ت ۱۳۰۴) کی "إمام الکلام فیما یتعلق بالقرأة خلف الإمام" اور محدث زمانہ مولینا عبدالرحمٰن مبارکپوری (ت ۱۳۵۳) کی "تحقیق الکلام فی وجوب القرأة خلف الإمام" بڑی ہی اہمیت کی حامل کتابیں ہیں۔ مولینا لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے باوجودیکہ عام احناف کی رائے "تحریم قرأت فاتحہ خلف الإمام" کے دلائل کو اپنی کتاب میں بڑے ہی زبردست علمی انداز میں بالکل پاش پاش کر کے دعوائے مذکور کو بے بنیاد ثابت کر دکھایا ہے، مگر منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی خود ٹھوکر کھا گئے، اور صرف اس بات پر اکتفا کر بیٹھے کہ "قرأت فاتحہ خلف الإمام مقتدی پر کسی حال میں بھی فرض نہیں، البتہ صرف سری نمازوں میں مقتدی کے لئے اس کا پڑھنا مسنون و مستحب ہے"[2]

مگر مولینا مبارکپوری رحمہ اللہ کی کتاب کے کیا پوچھنا ہیں، یہ اپنے باب میں بے نظیر کتاب ہے، اور مسئلہ "قرأت فاتحہ خلف الإمام" سے متعلق اس میں محدثین اور فقہاء کے طرز پر اس طرح سیر حاصل بحث کی گئی ہے کہ شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ اس باب میں اس سے بہتر اب تک کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی۔ بالخصوص اس کتاب کے ۴۱، ۵۶، ۶۰، ۶۲، ۶۴، ۶۷، ۷۰، ۸۹، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۸۹، ۲۱۷-۲۲۳، ۲۲۵، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۴، ۳۵۱، ۳۶۳، ۳۷۲، ۴۴۶، ۴۶۶، ۴۷۳، ۴۹۵، ۴۹۷، ۵۱۷، ۵۲۵ صفحات کے مباحث خصوصی اہمیت کے حامل اور غایت درجہ مفید ہیں[3]

۱۔ مقدمہ تحقیق الکلام عربی ص: ۱۷-۱۹

۲۔ إمام الکلام للکنوی ص: ۳۳۵

۳۔ یہ صفحات تحقیق الکلام عربی کے ہیں جسے ڈاکٹر وصی اللہ صاحب نے اپنے قلم سے تیار کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰- اعتذار

۱- میں نے اصل کتاب کے پہلے مقدمہ صفحہ ۳۵ سے اپنے ترجمہ کا آغاز کیا ہے، کیونکہ ابتداء کتاب سے صفحہ ۳۴ تک علامہ البانی نے ایک خائن اور کسی مقلد اور چند اہل بدعات کی تردید و تادیب میں تحریر فرمایا ہے جس کے ترجمہ کی میں نے ضرورت نہیں سمجھی اس لئے کہ عوام الناس ان باتوں سے مستفید نہیں ہو سکتے۔

۲- میں نے آغاز ترجمہ میں کتاب میں مذکورہ دعاؤں کے تراجم کا التزام کیا تھا، اور کچھ حصے کی دعاؤں کے ترجمے کیا بھی، مگر بایں صورت کتاب کے کافی طویل ہو جانے کا خوف تھا، اس لئے میں نے اُن کے تراجم سے اعراض کیا، کیونکہ عوام الناس کو ان تراجم سے مستفید ہونے کی امید نہیں، اور علماء کرام کو عموماً ان کی حاجت وضرورت نہیں، اس لئے کہ وہ عربی عبارات کے معانی سمجھتے ہیں، لیکن اگر ان دعاؤں کے تراجم کا مطالبہ کیا گیا تو ان شاءاللہ تعالیٰ اگلے ایڈیشن میں اس کی تلافی کر دی جائے گی۔

۳- میں نے حسب مناسبت جگہ بہ جگہ نبی ﷺ کا ذکر آنے پر واضح طور پر بلفظ "صلی اللہ علیہ وسلم" درود وسلام تحریر کیا ہے، مگر بہت سارے مقامات پر جملوں میں ربط واستحکام برقرار رکھنے کے لئے صراحتاً یا اشارتاً کسی شکل میں بھی درود وسلام تحریر نہیں کیا، بلکہ صرف زبان سے کہہ کر گذر جانے پر اکتفاء کیا ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ کا نام نامی آنے پر قلم سے درود وسلام لکھنا نہیں بلکہ زبان سے کہنا فرض ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ثابت ہے[۱]

گو کہ درود وسلام پر زبان وقلم کا اجتماع لکھنے والے کے حق میں افضل ہے، البتہ علماء حدیث ومصطلح نے "صلی اللہ علیہ وسلم" کے بجائے "ص، صم، صلم، صلعم اور صلع" جیسے اشارات پر اکتفاء کرنے کو مکروہ وغلط اور طریق سلف کے خلاف بتایا ہے[۲]، اس لئے میں نے اس قسم کے اشارات کے استعمال سے قطعاً اجتناب کیا ہے۔

۱- الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع ج ۱/۲۷۱، مقدمة ابن الصلاح ص: ۱۶۷، فتح المغيث ج ۲/۱۶۲

۲- مقدمة ابن الصلاح ص: ۱۶۷، كتاب الإرشاد للنووی ج ۱/۴۳۵، تذكرة السامع والمتكلم لابن جماعة ص: ۱۷۶، القول البديع ص: ۲۵۰، فتح المغيث ج ۲/۱۶۳ كلا هما للسخاوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- میں نے یہ ترجمہ کسی عالم کو نظر ثانی کرنے کے لئے نہیں دیا کہ وہ اس میں واقع سہو و اغلاط کی نشاندہی کرے، کیونکہ اس بارے میں لوگوں کے تصرفات حیرت انگیز ہیں، کتاب کے صرف چند صفحات پڑھ کر اپنا تبصرہ یہ کہتے ہوئے حوالہ قلم فرمادیتے ہیں کہ "میں نے اس کتاب کو نظر ثانی کرنے کے بعد بہت ہی بہتر پایا"۔ جب کہ بدقت تمام نظر دوڑانے پر ان کتابوں میں ایسی عجیب عجیب غلطیاں دیکھنے میں آتی ہیں، جن کا باقی رہ جانا تبصرہ نگار کی جلالت قدر اور علمی منزلت کے بالکل منافی ہوتا ہے۔ شاید یہ لوگ کتاب کو چاول کی ہانڈی سے مشابہ سمجھتے ہیں کہ ہانڈی کے چند چاولوں کا پکا ہوا مل جانا سارے چاولوں کے پکے ہونے کی دلیل ہوا کرتا ہے، حالانکہ کتاب کا ہر ہر جملہ مستقل ہانڈی کی حیثیت رکھتا ہے جس میں غلطی کا وقوع ممکن ہے، اس لئے میں نے یہ پسند نہ کیا کہ میرے اس کام پر اس قسم کی "شہادت زور" کا گذر بھی ہو، کیونکہ اس کام سے دنیوی منافع نہیں، بلکہ محض رضائے الہی مقصود و مطلوب ہے۔ ہاں اب میں یہ کتاب بازار علم میں پیش کر کے اس میں واقع غلطیوں کی نشاندہی کا لوگوں سے منتظر ہوں۔ اگر آپ نے ہماری غلطیوں کی نشاندہی کی تو آپ مستحق شکر و اجر ہوں گے، خاموشی کی صورت میں ہم اپنے کام کو اصابت پر محمول کریں گے، اب آپ کو اختیار ہے کہ از راہ خیر خواہی ہماری غلطیوں پر ہمیں تنبیہ کر کے مستحق شکر و اجر بنیں، یا پھر دیدہ و دانستہ سکوت اختیار فرما کر ہمیں پندار خام میں مبتلا رکھیں۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ و صفات علی کے واسطے سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس کام کو اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، اور مصنف و مترجم اور محسنین کو اجر جزیل سے نوازے۔

وصلِّ اللّهم وسلِّم على عبدك ورسولك محمد وعلى آله وصحابته اجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

ابو عبد الفتاح عبد الباری فتح اللہ المدنی

مقيم مدينة الشهامة– أبوظبى

الإمارات، U.A.E.

۲/۴/۱۴۲۰ھجـ مطابق ۱۵/۷/۱۹۹۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات حسرت آیات

کتاب طباعت کے اپنے آخری مرحلے میں تھی کہ مصنف کتاب فقیہ عصر مجدد وقت شیخ الاسلام مفتی الانام محمد ناصر الدین البانی ۲۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ مطابق ۲/ اکتوبر ۱۹۹۹ء بروز سنیچر سوا پانچ بجے، نماز مغرب سے چند منٹ قبل اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ ((فإنا لله و إنا إليه راجعون)).

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ـــــ لِلشَّيْخ محمد ناصر الدين الألباني ـــــ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَافْسَحْ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ وَنَوِّرْلَهُ فِيْهِ. (رواہ مسلم وغیرہ)

علامہ البانی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات سے علمی دنیا سونی ہوگئی، امت مسلمہ ایک ایسے مجدد سے محرومی پر سوگوار ہے جو صدیوں بعد اس دنیا میں آیا تھا، اس صدی کے علماء میں علامہ سب سے زیادہ قد آور شخصیت کے مالک تھے، وہ سب کے استاذ تھے، ہر انصاف پسند عالم ان کے علوم سے استفادہ کرنے پر مجبور تھا۔ چوں کہ علامہ البانی سے لوگوں کے سیاسی و معاشی مصالح وابستہ نہ تھے اس لئے ان کی وفات پر وہ ہنگامہ آرائی نہ ہوئی جس کے لوگ ایسے مواقع پر خوگر ہیں۔ شاید اس میں ان کا اخلاص کار فرما رہا ہو، کیوں کہ ان کی وصیت تھی کہ میرے انتقال کی خبر کسی کو نہ دی جائے، دور دراز ممالک میں مقیم میری اولاد کو میرے انتقال کی خبر دفن کے بعد ہی دی جائے، اور میرے دفن میں صرف اسی قدر تاخیر کی جائے جتنے میں میری تجہیز و تکفین ممکن ہو سکے۔ چنانچہ علامہ کو انتقال کے تین گھنٹہ بعد سوا آٹھ بجے رات میں بعد نماز عشاء پانچ چھ ہزار افراد کی مشایعت میں دفن کر دیا گیا۔

علامہ کی وصیت ثابت تھی، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ انھیں ممنوع اوقات، یا ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فتویٰ کے خلاف رات میں ان کی تدفین و تکفین کی جائے۔ میں نے تجہیز و تکفین کے ذمہ دار اعلیٰ شیخ محمد ابراہیم شقرہ سے اس کے متعلق بذریعہ ٹیلیفون دریافت کیا، مگر وہ لاجواب سے تھے، اور ایسے عذرہائے لنگ لائے جو عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرادف تھے، چوں کہ معاملہ ختم ہو چکا تھا اس لئے میں نے اس پر ان سے مزید ردو قدح کی ضرورت نہ سمجھی، مجھے لگا کہ شاید انھیں اس فتوے کی خبر ہی نہیں، کیوں کہ میں نے اپنے گھر میں علامہ البانی کے تلمیذ خاص شیخ علی حسن علی عبدالحمید حلبی سے اواخر رمضان میں دریافت کیا کہ آخر ایسا کیوں ہوا، تو اولاً انھوں نے عذر کیا کہ وہ اس موقع پر وہاں تھے ہی نہیں، ثانیاً انھوں نے کہا کہ علامہ کا کوئی ایسا فتویٰ نہیں جس میں انھوں نے رات میں نماز جنازہ اور دفن کو بغیر عذر شرعی کے حرام قرار دیا ہو، مگر میں نے جب انھیں فتوی دکھایا تو وہ ہکا بکارہ گئے، اور فتوی کی علمی شان پر عش عش کرتے رہے، اور علامہ البانی کی اعلی فقاہت کے گن گارہے تھے۔

موت اس کی ہے کرے جس پر زمانہ افسوس ورنہ دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کیلئے

علامہ البانی رحمہ اللہ کا فراق تشنگان علوم نبوت کے دلوں پر جس قدر شاق ہے وہ بیان سے باہر ہے، مگر وہ نبی ﷺ کی اس حدیث صحیح سے تسلی لینے پر مجبور ہیں ((إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَذْكُرْ مُصِيبَتَهُ بِيْ، فَإِنَّهَا مِنْ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ)) (سلسلة الأحاديث الصحيحة حدیث نمبر ۱۱۰٦).

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمۃ الکتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمة الكتاب

سب تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی، اور انہیں اسے باجماعت اور بحسن و خوبی ادا کرنے کا حکم دیا، اور کامیابی و کامرانی کو نماز میں خشوع و خضوع پر منحصر کیا، اور نماز کو ایمان اور کفر کے درمیان فاصل اور بدکاری و بے حیائی سے روکنے والی قرار دیا۔

اور درود و سلام پہنچے ہمارے نبی محمد ﷺ پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾[1] "ہم نے آپ پر قرآن اس لئے اتارا ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کیلئے اتارا جائے اسے آپ واضح کر کے انھیں بتادیں"[1]

پس رسول اللہ ﷺ نے اس ذمہ داری کو مکمل طور پر ادا کیا، اور سب سے زیادہ جسے آپ نے قول و فعل کے ذریعہ واضح کیا وہ نماز ہی تھی، یہاں تک کہ آپ نے ایک بار منبر پر نماز پڑھی یعنی اسی پر قیام اور رکوع کیا، اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:-

: میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ تم لوگ میری اقتداء کرو اور میری نماز کو سیکھ لو[2]۔

اور ہمارے اوپر نماز میں اپنے طریقہ پر چلنے کو واجب قرار دیا اور فرمایا:-

: جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو ویسے ہی نماز پڑھو[3]۔

اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھی آپ نے اسے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ کا

۱۔ سورۃ النحل [آیت: ۴۴]

۲۔ بخاری و مسلم، اور یہ حدیث مکمل طور پر نماز میں قیام کے باب میں آئے گی۔

۳۔ بخاری و مسلم و احمد، اور اس کی تخریج ارواء الغلیل حدیث نمبر (۲۱۳) میں ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا پس فرمایا۔

: اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں، جس نے ان کے لئے صحیح طور پر وضوء کیا، اور انھیں وقت پر ادا کیا، اور نماز میں رکوع و سجود اور خشوع کو مکمل طور پر بجالایا، تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا وعدہ کیا ہے، اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے[1]۔

اور ان کے پارسا آل اور اصحاب پر درود و سلام پہنچے جنھوں نے نبی ﷺ کی عبادت، نماز اور قول و فعل کو ہم تک پہنچایا اور انھوں نے صرف انھیں چیزوں کو اپنے لئے نمونہ اور مذہب بنایا۔

اور ان سارے لوگوں پر تا قیامت درود و سلام پہنچتا رہے جو نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کی اتباع کریں اور ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔

چار سال پہلے کی بات ہے جب میں حافظ منذری رحمہ اللہ کی کتاب "ترغیب و ترھیب" کی ــــ کتاب الصلاۃ ــــ سے اپنے بعض سلفی بھائیوں کو پڑھا کر فارغ ہوا، تو ہم سب پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ نماز کا اسلام میں کیا مقام و منزلت ہے، اور جس نے اسے باجماعت اور بحسن و خوبی ادا کیا اس کے لئے کتنا زیادہ اجر و ثواب، اور اللہ کے یہاں اس کا کتنا بڑا درجہ ہے، البتہ انسان کی نماز جس قدر نبی ﷺ کی نماز سے قریب تر ہو گی اسی قدر اجر و ثواب اور درجہ و منزلت میں زیادتی ہو گی، اور جتنا ہی نبی ﷺ کے اسوہ و نمونہ سے ہٹ کر رہے گی اسی قدر اجر و ثواب میں کمی ہو گی، جیسا کہ نبی ﷺ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا۔

: بندہ نماز پڑھتا ہے مگر کبھی تو اس کے ثواب کے دسویں حصے کا مستحق ہوتا ہے، اور کبھی نویں کا اور کبھی آٹھویں کا اور کبھی ساتویں کا اور کبھی چھٹے کا اور کبھی پانچویں کا اور کبھی چوتھے کا اور کبھی تیسرے کا

---

[1] میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اسے بہت سارے ائمہ نے صحیح کہا ہے، اور میں نے اسکی تخریج صحیح ابوداؤد میں حدیث نمبر (۴۵۱) اور (۱۲۷۶) کے تحت کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کبھی آدھے ثواب کا مستحق ہوتا ہے[1]۔

اس لئے میں نے اپنے بھائیوں کو تنبیہ کی کہ ہمارے لئے نماز کی صحیح طور پر ادائیگی اسی وقت ممکن ہے جب ہم نبی ﷺ کی نماز کا تفصیلی طریقہ اور اس کے واجبات و آداب اور اسکے کوائف اور اسکے اندر وارد دعاؤں کو جانیں، اور پھر ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی حرص ہو، اس وقت ہمیں امید ہے کہ ہماری نماز ہمیں بدکاری اور برائی سے روکے گی اور ہمیں وہ اجر و ثواب ملے گا جسکا ذکر نماز میں آیا ہے۔

اور جب اس کی تفصیلی معلومات اکثر لوگوں ہی کیلئے نہیں بلکہ بہت سارے علماء کیلئے بھی مشکل تھی کیونکہ انھوں نے اپنے کو کسی نہ کسی مذہب سے باندھ رکھا ہے، حالانکہ جس نے بھی حدیث پاک کی سمجھ کر خدمت کی ہے اسے معلوم ہے کہ ہر مذہب میں ایسی سنتیں موجود ہیں جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتیں، اور ان سارے مذاہب میں ایسی حدیثیں موجود ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت نہیں ہیں، اور اغلب طور پر یہ غیر ثابت شدہ حدیثیں بعد کے علماء کی کتابوں میں موجود ہیں[2]۔ اور بسا اوقات ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ یہ متأخرین علماء ان

---

[1] یہ حدیث صحیح ہے، اسے عبداللہ بن مبارک نے زھد (۱۰/۲۱/۱-۲) میں، اور ابوداؤد و نسائی نے بسند جید روایت کیا ہے، اور میں نے اس کی تخریج صحیح ابوداؤد حدیث نمبر (۷۶۱) میں کی ہے۔

[2] ابوالحسنات لکھنوی اپنی کتاب "النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر" میں فقہ حنفی کی کتابوں کے مراتب و مدارج اور ان میں معتمد علیہ اور غیر معتمد علیہ کے ذکر کے بعد ص ۲۱ پر فرماتے ہیں-

: جو کچھ ہم نے کتابوں کے مراتب کا ذکر کیا وہ صرف فقہی مسائل کے اعتبار سے ہیں، نہ کہ احادیث رسول ﷺ کے اعتبار سے، کیونکہ کتنی ایسی کتابیں ہیں جن پر فقہاء نے اعتماد کیا ہے مگر وہ جھوٹی حدیثوں سے پُر ہیں، خاص طور سے فتاویٰ کی کتابوں پر غائر نظر ڈالنے سے یہ بات ہم پر واضح ہوئی کہ ان کے لکھنے والے گو کہ علم میں کامل تھے مگر حدیثوں کے نقل کرنے میں تساہل سے کام لیتے تھے۔ اھ

میں کہتا ہوں کہ انہیں موضوع اور باطل حدیثوں میں سے ——— جو ان بزرگوں کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں ——— یہ حدیث ہے:

جس نے رمضان کے آخری جمعہ کو چند فرض نمازوں کی قضاء کی تو اس کی یہ قضاء اس کی زندگی کی ستر سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کا کفارہ بنے گی۔

حاشیہ جاری............

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

لکھنوی صاحبؒ نے "الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة" کے ص ۳۱۵ پر اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد فرمایا:

ملا علی قاری اپنی "موضوعات صغری" اور "موضوعات کبری" میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل باطل ہے، اور اس اجماع کے خلاف بھی ہے کہ کوئی عبادت سالہا سال چھوٹی عبادتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی پھر "نهاية" کے مصنف اسی طرح دیگر شراح "هداية" کے نقل حدیث کا کوئی اعتبار بھی نہیں کیونکہ ان کا شمار نہ تو محدثین میں ہے، اور نہ ہی انہوں نے اس حدیث کی کسی حدیث کی کتاب کی طرف نسبت ہی کی ہے۔

اس حدیث کا ذکر شوکانی نے "الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة" میں اسی قسم کے الفاظ میں کر کے فرمایا:

یہ حدیث بیشک موضوع ہے، یہ حدیث مجھے موضوعات کی کسی کتاب میں نہ ملی، البتہ صنعاء شہر میں میرے ہم عصر فقہاء کی ایک جماعت کے یہاں اس حدیث نے شہرت پائی ہے، اور ان میں سے بہتیرے اس حدیث پر عمل پیرا بھی ہیں، نہ معلوم کس نے اس حدیث کو ان کے واسطے گھڑ دیا ہے، اللہ تعالیٰ جھوٹوں کا برا کرے۔ اھ ص ۵۴۔

پھر لکھنوی صاحب فرماتے ہیں:

میں نے اس حدیث کو —— جس کا ذکر اوراد و وظائف کی کتابوں میں مختلف قسم کے مختصر اور لمبے الفاظ میں ملتا ہے —— عقلی اور نقلی دلائل سے موضوع و من گھڑت ثابت کرنے کیلئے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "ردع الإخوان عن محدثات آخر جمعة رمضان" رکھا ہے، اور اس میں میں نے ایسے ایسے فائدے کی باتیں درج کی ہیں جن سے ذہن کو چست بنایا اور کان کو ان کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے، پس چاہئے کہ اس رسالہ کا مطالعہ کیا جائے کیونکہ اپنے باب میں یہ رسالہ بہت عمدہ اور عالی شان ہے۔

میں کہتا ہوں کہ فقہ کی کتابوں میں اس قسم کی باطل حدیثوں کا وجود ان ساری حدیثوں کے اعتبار کو گھٹا دیتا ہے جو ان کتابوں کے اندر بغیر کسی معتبر حوالے کے موجود ہیں، ملا علی قاری کی بات میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے، اس لئے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حدیث صرف ماہرین فن حدیث سے لے، کیونکہ بہت پہلے لوگوں نے کہا ہے "مکہ والے اس کے پہاڑی راستوں سے زیادہ واقف ہیں اور گھر کا مالک اس کے اندر کی چیزوں سے زیادہ واقف ہے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر ثابت شدہ باتوں کو نبی ﷺ کی طرف قطعی طور پر منسوب[1] بھی کرتے ہیں، اسی لئے علماء حدیث نے ——— اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ——— ان میں سے بعض مشہور کتابوں کی احادیث کی تخریج میں کتابیں لکھی ہیں جن میں ہر وارد حدیث کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ صحیح ہے یا ضعیف، یا موضوع اور جھوٹی ہے، مثلاً شیخ عبدالقادر بن محمد قرشی حنفی کی "العناية بمعرفة أحاديث الهداية" اور "الطرق والوسائل في تخريج أحاديث خلاصة الدلائل" اور حافظ زیلعی کی "نصب الراية لأحاديث الهداية" اور اس کا مختصر حافظ ابن حجر عسقلانی کی "الدراية" اور انھیں کی کتاب "التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير"، اور ان کے علاوہ اور دیگر کتابیں بھی ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ چونکہ اسکی تفصیلی معلومات اکثر لوگوں کیلئے مشکل تھی اس لئے میں نے ان کے لئے یہ کتاب لکھی تاکہ وے نبی ﷺ کی نماز کو سیکھ لیں، اور نمازوں میں آپ ہی کے طریقے کو اپنائیں۔

---

[1] امام نوویؒ نے "المجموع شرح المهذب (۱/ ۶۰)" میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے:

اہل حدیث اور غیر اہل حدیث محقق علماء نے فرمایا: اگر حدیث ضعیف ہو تو اس میں رسول اللہ ﷺ نے کہا یا کیا، یا حکم دیا، یا منع فرمایا، اور اس کے علاوہ دیگر قطعی اور یقینی الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ایسے موقع پر، نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے، یا نقل کیا گیا، یا روایت کیا جاتا ہے، یا پھر اسی قسم کے دیگر غیر یقینی الفاظ استعمال کرنے چاہئے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یقینی اور قطعی کلمات والفاظ صحیح اور حسن حدیثوں کیلئے بنائے گئے ہیں اور غیر قطعی و یقینی الفاظ کی وضع صحیح اور حسن حدیثوں کے علاوہ کیلئے ہے، اور یہ اس لئے کہ قطعی اور یقینی الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ منسوب الیہ کی طرف اس بات کی نسبت صحیح ہے، اس لئے ان کلمات کا استعمال صرف انہیں چیزوں میں ہونا چاہئے جو صحیح ہوں، ورنہ ایسے انسان کا شمار نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے والوں میں ہوگا، مگر مصنف کتاب اور جمہور فقہاء شوافع اور غیر شوافع بلکہ باستثناء ماہر محدثین جمہور اہل علم نے اس ادب کو ملحوظ نہ رکھا، اور یہ قبیح تسامح ہے، کیونکہ بہت ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ حدیث صحیح کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: آپ سے روایت کیا جاتا ہے، اور جب حدیث ضعیف کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا ہے، یا فلاں نے روایت کیا ہے، اور یہ راہ صواب سے دوری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مولائے پاک سے اس چیز کی امید رکھتا ہوں جس کا اس نے ہم سے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر وعدہ کیا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا۔

جس نے راہ ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو اسے اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ اس کی اتباع کرنے والے کو ملے گا، بغیر اس کے کہ کسی کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو۔ اس حدیث کی روایت امام مسلم وغیرہ نے کی ہے، اور اسکی تخریج "أحاديث صحيحة" کے نمبر (۸۶۳) میں ہو چکی ہے۔

☆☆☆

13093

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کی تالیف کا سبب

جب میری نظر سے کوئی ایسی کتاب نہیں گذری جو مسائل نماز کے موضوع پر جامع ہو، تو میں نے اپنے اوپر واجب سمجھا کہ اپنے ان مسلمان بھائیوں کے لئے جن کا مقصد اپنی عبادات میں صرف نبی ﷺ کے طور طریقے کی اتباع ہے، ان کے لئے امکان کی حد تک ایک ایسی کتاب لکھوں جو نبی ﷺ کے طریقۂ نماز کو تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک اس طرح محیط و مستوعب ہو کہ نبی ﷺ کے سچے جان نثاروں میں سے جو بھی اسے پڑھے اس کیلئے آپ ﷺ کے اس حکم: "میری طرح نماز پڑھو" کی بجا آوری ممکن ہو، اس لئے میں نے اس کے لئے بڑی جد و جہد کی اور نماز سے متعلق حدیثوں کی متعدد حدیث کی کتابوں سے چھان بین کی، اور یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے اسی جد و جہد اور چھان بین کا نتیجہ ہے۔

میں نے اس کتاب میں اس بات کی پابندی کی ہے کہ اس میں صرف وہی حدیثیں درج کروں گا جن کی سندیں حدیث اور اصول حدیث کے قواعد سے ثابت ہوں گی، اور ان حدیثوں سے کنارہ کش رہا جن کی روایت میں کوئی مجہول یا ضعیف راوی منفرد ہو، چاہے اس حدیث کا تعلق ہیئت نماز سے ہو یا اس کے اندر کی دعاؤں سے یا فضائل نماز، یا ان کے علاوہ اور دیگر چیزوں سے ہو، کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ سے ثابت[1] حدیثیں ضعیف حدیثوں سے بے نیاز کرنے کیلئے کافی ہیں، کیونکہ ضعیف حدیثیں متفقہ طور پر صرف ظن و گمان کا فائدہ دیتی ہیں، اور کمزور گمان۔

---

[1] حدیث ثابت، حدیث صحیح اور حدیث حسن کی دونوں قسموں صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کو شامل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے ﴿لاَ يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً﴾[1] راہ حق میں کچھ بھی فائدہ بخش نہیں ہے[1]۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: تم گمان سے بچ بچا کر رہو کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے[2]۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہم سے اپنی عبادت حدیث ضعیف پر عمل پیرا ہو کر طلب نہیں کی ہے، بلکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے روکا ہے، پس فرمایا۔

مجھ سے غیر جانی پہچانی حدیث کی روایت سے پرہیز کرو[3]۔

پس جب نبی ﷺ نے ضعیف حدیث کی روایت سے منع فرمایا تو آپ کا اس پر عمل کرنے سے روکنا لائق تر ہے۔

میں نے اس کتاب کو نیچے اوپر دو حصوں میں تقسیم کیا تھا:

۱۔ سورۃ النجم [آیت:۲۸]

۲۔ بخاری و مسلم، اور اس حدیث کی تخریج میری کتاب "غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام" میں بھی ہو چکی ہے

۳۔ یہ حدیث صحیح ہے، اسے ترمذی، احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے، اور شیخ محمد سعید حلبی نے اپنی مسلسلات (۱/۲) میں اس حدیث کی نسبت بخاری کی طرف کی ہے اور یہ ان کا وہم ہے۔

پھر مجھ پر واضح ہوا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اور میں نے یہ غلطی مناوی کی اتباع میں کی تھی کیونکہ انھوں نے ابن ابی شیبہ کی سند کی تصحیح کی تھی، بعد ازاں مجھے ابن ابی شیبہ کو بذات خود دیکھنے کا موقع ملا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ سند واضح طور پر ضعیف ہے کیونکہ یہ سند بعینہ ترمذی وغیرہ والی سند ہے، آپ اس حدیث کے لئے میری کتاب "سلسلة الأحاديث الضعيفة (۱۷۸۳)" کی طرف رجوع کریں۔ اور اس حدیث کے قائم مقام نبی ﷺ کا یہ قول ہو سکتا ہے: "جس کسی نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی اور اسے گمان ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے تو اس کا شمار جھوٹے لوگوں میں ہے۔" اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ آپ اس کے لئے میری کتاب "سلسلة الأحاديث الضعيفة" جلد اول کے مقدمہ کی طرف رجوع کریں بلکہ گذشتہ حدیث سے نبی ﷺ کا یہ قول بے نیاز کر دیتا ہے۔

تم مجھ سے بکثرت حدیث کی روایت سے پرہیز کرو، اور جو مجھ سے حدیث روایت کرے تو صرف حق یا سچ بات بیان کرے، کیونکہ جس نے مجھ سے ایسی بات کی روایت کی جسے میں نے نہیں کہا ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔

اس حدیث کی روایت ابن ابی شیبہ (۸/۷۶۰) اور امام احمد وغیرہ نے کی ہے، اور اس کی تخریج "صحيحة" حدیث نمبر (۱۷۵۳) میں ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا پہلا حصہ تو وہ کتاب کی اصل عبارت کی طرح تھا، جس کے اندر میں نے احادیث کی اصل عبارت یا پھر ان میں سے ضروری جملوں کو درج کیا تھا، اور انہیں میں نے ان کے مناسب مقامات پر رکھ کر انہیں باہم اس طرح جوڑا ہے کہ کتاب ابتداء سے انتہاء تک مکمل طور پر مربوط نظر آتی ہے۔ اور حدیث کی اصل عبارت کا جو حدیث کی کتابوں میں وارد ہے میں نے پورا پورا لحاظ کیا ہے۔ اور کبھی کبھار ایک حدیث کے کئی کئی لفظ ہوتے ہیں مگر میں نے ان میں سے صرف اسی لفظ کو ترجیح دی ہے جو تالیف وغیرہ کے لئے مناسب و مفید ہو۔ اور کبھی میں اس پر بعض دیگر الفاظ کا اضافہ کر کے اس پر اس طرح تنبیہ کرتا ہوں کہ ''ایک دوسرے لفظ میں اس اس طرح آیا ہے'' یا ''ایک دوسری روایت میں اس اس طرح آیا ہے'' اور مطالعہ و مراجعہ کی آسانی کی خاطر میں نے اس پہلے حصے میں غالباً نہ تو حدیث کی نسبت ان صحابہ کرام کی طرف کی ہے جو اس کے راوی ہیں اور نہ ہی ان ائمہ حدیث کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

رہا دوسرا حصہ تو وہ اوپر والے پہلے حصے کی شرح کے مانند ہے، اس کے اندر میں نے اوپر والے حصے میں وارد حدیثوں کی تخریج ان کے الفاظ اور اسانید کے احاطہ کے ساتھ کی ہے، نیز اصول و قواعد حدیث کی روشنی میں میں نے حدیثوں کی اسانید اور ان کے شواہد پر از روئے جرح و تعدیل اور صحت و ضعف کے کلام بھی کیا ہے، اور بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض طرق روایت میں ایسے الفاظ اور اضافے ہوتے ہیں جن کا وجود دیگر طرق و روایات میں نہیں ہوتا، ایسی صورت میں اس زیادتی کو میں اوپر والی قسم میں وارد حدیث میں جوڑ دیتا ہوں بشرطیکہ اصل سے اس کا ربط ممکن ہو، اور اس زیادتی کی طرف میں اشارہ اسے اس طرح کی دو [ ] لمبی کمان کے درمیان رکھ کر کرتا ہوں، بغیر اس محدث کی تعیین کئے جو اس زیادتی کی روایت میں دوسروں سے منفرد ہوا ہے، اور ایسا اس وقت کرتا ہوں جب اس حدیث کی روایت ایک ہی صحابی نے کی ہو، البتہ اگر اس حدیث کی روایت متعدد صحابہ نے کی ہو تو اس کے اضافات کے ذکر کا میں نے دوسرا ہی طریقہ اختیار کیا ہے جیسا کہ ''دعاء ثناء وغیرہ کے باب'' میں تم خود اس بات کو دیکھو گے، اور یہ نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی عمدہ اور کمیاب چیز ہے، جو اس کتاب کے علاوہ بآسانی کسی اور دوسری کتاب میں نہیں پائی جاسکتی، پس اللہ کا شکر ہے کہ جس کی نعمت سے اعمال صالحہ کی تکمیل ہوتی ہے۔

پھر میں نے اس قسم ثانی میں وارد حدیث سے متعلق علماء کے مذاہب کا بیان اور ان میں سے ہر ایک کی دلیل کا ذکر اس پر ماله وما عليه تنقید کے ساتھ کیا ہے، پھر اس بحث و تنقید سے بطور خلاصہ کے اس حق کو ہم نے ثابت کیا ہے جسے ہم نے اوپر کی قسم میں درج کیا ہے، اور کبھی کبھار میں ایسے مسائل کا ذکر بھی کرتا ہوں جس کی صراحت سنت رسول ﷺ میں نہیں ہوتی بلکہ ان کا تعلق اجتہاد سے ہوتا ہے، لیکن یہ مسائل میری کتاب کے اصل مضمون میں داخل نہیں سمجھے جائیں گے۔

اور جب اس کتاب کی طباعت اس کے نیچے اوپر کے دونوں حصوں کے ساتھ چند سخت اسباب کی بنا پر مشکل ہوئی، تو ہم نے مناسب سمجھا کہ انشاء اللہ پہلے حصے کو دوسرے سے الگ کر کے ہی چھاپ دیں، اور میں نے اس کتاب کا نام "صفة صلاة النبی ﷺ من التكبير إلى التسليم كأنك تراها" رکھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کتاب کو محض اپنی ذات کیلئے بنائے، اور اس سے ہمارے مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے، کیونکہ وہ دعاؤں کا سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کا طرز تصنیف

اور جب موضوع کتاب نماز میں نبی ﷺ کے طریق کار کا بیان ٹھہرا، تو یہ بات بدیہی اور ظاہر ہے کہ میں اس میں کسی خاص مذہب کا پابند ہو کر نہیں رہ سکتا۔ جس کا سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بلکہ اس کتاب میں صرف وہی باتیں زیر تحریر لاؤں گا جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں، جیسا کہ محدثین[1] کا پہلے اور آج[2] بھی طریقہ ہے اور کسی کہنے والے نے بہت بہتر کہا ہے:

---

[1] عبدالحیٔ لکھنوی نے "إمام الكلام فيما يتعلق بالقراء ة خلف الإمام" کے ص ۱۵۶ پر فرمایا۔
: جس نے انصاف کی نظر ڈالی، اور فقہ واصول کے سمندر میں ظلم وزیادتی کی راہ سے ہٹ کر غوطہ زنی کی، اسے یقینی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ بیشتر وہ اصولی اور فروعی مسائل جن میں علماء نے باہم اختلاف کیا ہے، ان میں اہلحدیث کا مذہب دوسروں کے مذہب سے زیادہ قوی ہے، اور میں جب بھی اختلاف کی گھاٹی میں سیر کرتا ہوں تو مجھے اس میں اہلحدیثوں کا قول ہی قرین انصاف ملتا ہے۔ پس ان کی خوبی وکمال اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے، اور اسی پر ان کا اجر وثواب ہے (اصل کتاب میں اسی طرح ہے) کیوں نہیں جب کہ وہی واقعی طور پر نبی ﷺ کے وارث ہیں، اور شریعت میں آپ کے سچے جانشین ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمارا حشر قیامت میں انہیں کے زمرے میں کرے، اور ہمارا خاتمہ ان کی محبت اور انہیں کی سیرت وکردار پر فرمائے۔

[2] امام سبکی نے فتاویٰ (۱/۱۴۸) میں فرمایا۔
مسلمانوں کا سب سے اہم معاملہ نماز ہے، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس کا اہتمام کرے اور اس کی ادائیگی اور اس کے شعائر کے قائم کرنے پر محافظت کرے، نماز میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جن پر علماء کا اجماع واتفاق ہے اس لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور بعض ایسے مسائل بھی ہیں جن کے واجب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، ان میں راہ ہدایت پانے کے دو طریقے ہیں: پہلی صورت یہ کہ اختلاف سے حتی الامکان دور رہا جائے، اور دوسری صورت یہ کہ نبی ﷺ سے جو چیز صحیح نظر آئے اسی پر عمل کیا جائے، جب نمازی ایسا کرے گا تو اس کی نماز درست اور ٹھیک ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: ﴿فَمَن كَانَ يَرْجُوْ لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً﴾ ـــــ جسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خوف ہو وہ عمل صالح کرے ـــــ کا مصداق ہوگی۔ اھ
میں کہتا ہوں دوسری صورت اولیٰ وبہتر ہے، بلکہ وہی واجب ہے، کیونکہ پہلی صورت بہت سارے مسائل میں ناممکن ہونے کے ساتھ اس سے نبی ﷺ کے حکم: تم ویسے ہی نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو ـــــ کا تحقق بھی نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں اس کی نماز یقیناً نبی ﷺ کی نماز کے خلاف ہوگی۔ پس غور وفکر سے کام لو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أهـــلُ الحديثِ هُـــم أهـــلُ النَّبِي وَ إنْ

اہل حدیث لوگ ہی نبی ﷺ سے صحیح معنوں میں متعلق ہیں۔

لَـمْ يَصْحَبُوا نَفْسه أنْفاسهُ صحبوا [1]

گو کہ ان لوگوں کو آپ کی صحبت ورفاقت نصیب نہ ہوئی مگر وہ آپ کی سنت کے مصاحب ہیں۔

اس لئے انشاءاللہ تعالیٰ یہ کتاب نماز سے متعلق ان سارے مسائل کی جامع ہوگی جو حدیث اور مختلف مذاہب کی فقہ کی کتابوں میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں، جب کہ یہ سارے صحیح مسائل کسی کتاب یا کسی مذہب میں یکجا نہیں پائے جاتے، اور ان صحیح مسائل پر انشاءاللہ وہ لوگ عمل پیرا ہوں گے جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے ——— ﴿لِمَا اخْتَلَفُوا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ إِلىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾[2] مختلف فیہ مسائل میں اپنے امر سے حق پر عمل کرنے کی، اور اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت فرماتا ہے ——— پھر مجھے یہ معلوم تھا کہ میں نے صحیح حدیث پر عمل پیرا ہونے کا یہ طور وطریق جو اپنایا ہے اور اسی طریق پر اپنی اس کتاب اور اس کے علاوہ اپنی دیگر کتابوں میں ——— جو عنقریب شائع ہوں گی ——— گامزن ہوں یہ ساری جماعتوں اور سارے مذاہب کیلئے خوش کن نہ ہوگا، بلکہ ان میں سے بعض یا بہت سارے لوگ مجھ پر زبان طعن وتشنیع دراز کریں گے اور اپنے قلم ملامت کا مجھے نشانہ بنائیں گے، لیکن میرے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لوگوں کی رضاجوئی وہ منتہاء کار ہے جہاں تک رسائی ناممکن ہے، اور یقیناً "جس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کیا، تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں پر ڈال دیتا ہے" جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے[3]۔

---

[1] یہ شعر حسن بن محمد نسوی کا ہے جیسا کہ حافظ ضیاءالدین مقدسی نے اپنے جزء "فضل الحديث و أهله" میں اسے روایت کیا ہے۔

[2] سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۱۳۔

[3] ترمذی، قضاعی اور ابن بشران وغیرہ ملاحظہ فرمائیں، اس حدیث اور اس کے طرق پر میں نے "شرح العقيدة الطحاوية" کی احادیث کی تخریج میں کلام کیا ہے پھر اس کے بعد "احاديث صحيحه" میں حدیث نمبر (۲۳۱۱) میں، اور وہاں میں نے یہ واضح کیا ہے کہ بعض لوگوں کا اسے موقوفاً روایت کرنا اس کے لئے مضر نہیں ہے، اور یہ کہ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ تعالیٰ ہی کی خوبی و کمال ہے شاعر کے قول میں:

وَلَسْتُ بِنَاجٍ مِنْ مَقَالَةِ طَاعِنٍ
میں طعن و تشنیع کرنے والے کی بات سے نجات نہیں پا سکتا۔

وَلَوْ كُنْتُ فِي غَارٍ عَلَى جَبَلٍ وَعِرٍ
چاہے میں کسی دشوار گذار پہاڑ کی کھوہ ہی میں کیوں نہ رہوں۔

وَمَنْ ذَا الذِي يَنْجُوْ مِنَ النَّاسِ سَالِماً
اور وہ کون ہے جو لوگوں سے بسلامت نجات پا سکتا ہے۔

وَلَوْ غَابَ عَنْهُم بَيْنَ خَافِيَتِي نِسْرٍ[1]
چاہے وہ لوگوں سے دور گدھ کے دونوں پروں ہی میں کیوں نہ جا رہے۔

پس میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں اس بات کا اعتقاد رکھتا ہوں کہ یہی وہ راہ مستقیم ہے جس پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کو چلنے کا حکم دیا ہے اور نبی ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی، اور اسی راستے پر سلف صالحین صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے لوگ بھی چلے، انہیں میں سے ائمہ اربعہ بھی ہیں —— جن کے مذاہب کی طرف اکثر مسلمان اپنی نسبت کرتے ہیں —— ان سارے حضرات کا سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے اور اسی کی طرف رجوع کرنے اور اس کے مخالف قول کے ترک کردینے پر اتفاق ہے، چاہے اس مخالف قول کا کہنے والا کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، کیونکہ نبی ﷺ کی شان سب سے برتر و بالا، اور آپ کا راستہ سب سے بہتر ہے۔

اسی لئے میں نے ان بزرگوں کی اقتداء کی اور انہیں کے نقش قدم پر چلا اور حدیث رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے میں انہیں کے حکم کی اتباع کی، چاہے حدیث ان کے قول کی مخالف ہی کیوں نہ ہو، اور ان چیزوں کا میرے اس طریق مستقیم پر چلنے اور اندھی تقلید کے ترک کرنے میں زبردست اثر رہا، پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو میری جانب سے جزائے خیر دے۔

☆☆☆

---

۱ – الخوافی: یہ وہ پر ہیں کہ چڑیا جب دونوں بازوؤں کو سمیٹتی ہے تو یہ ان میں چھپ جاتے ہیں، اور یہ اگلے بڑے پروں کے پیچھے ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتباع سنت اور مخالف سنت اقوال کے ترک کرنے کے بارے میں ائمہ کرام کے اقوال

ہم مفید سمجھتے ہیں کہ یہاں ائمہ کے ان سارے اقوال یا بعض کو جس سے ہمیں واقفیت ہے درج کردیں، شاید ان میں ان لوگوں کیلئے کچھ پند و موعظت ہو جو صرف انہیں کی نہیں بلکہ ان سے بدرجہا کمتر لوگوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں، اور ان کے مذاہب و اقوال سے اس قدر وابستگی رکھتے ہیں گویا وہ آسمان سے نازل ہوئے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلاَ تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيْلاً مَّاتَذَكَّرُوْنَ﴾[1]

لوگو تم اس بات کی پیروی کرو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے، اور اپنے رب سے روگرداں ہو کر دوسرے بزرگوں کی پیروی نہ کرو، مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔

(۱) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال

ائمہ میں سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ ہیں، ان کے شاگردوں نے ان سے متفرق اقوال مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے، جن کا ماحصل حدیث صحیح پر عمل کرنے کو واجب قرار دینا، اور ائمہ کرام کے جو قول سنت کے مخالف ہیں انہیں چھوڑ دینا ہے:

(۱) پہلا قول: جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔[2]

---

[1] سورۃ الاعراف آیت نمبر (۳)

[2] اس قول کو ابن عابدین نے اپنے حاشیہ (۱/ ۶۳) میں اور اپنے رسالہ رسم المفتی (۱/ ۴) مجموعہ رسائل ابن عابدین میں، اور شیخ صالح فلانی نے إیقاظ الھمم ص ۶۲ میں اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے نقل فرمایا ہے، اور ابن عابدین نے ابن الھمام کے شیخ ابن الشحنۃ الکبیر کی "شرح ھدایۃ" سے یہ قول نقل کیا ہے۔

حاشیہ جاری.........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسرا قول: کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ میرے قول پر عمل کرے جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ قول میں نے کہاں سے لیا ہے[۱]۔

اور ایک روایت میں ہے: جسے میری دلیل کا علم نہ ہو اس کے لئے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے، اور ایک روایت میں یہ زیادتی ہے: کیونکہ ہم بشر ہیں، ایک فتویٰ آج دیتے ہیں اور کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے: اے یعقوب (امام

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

جب حدیث صحیح امام ابو حنیفہ کے مذہب کی مخالف ہو تو حدیث پر عمل کیا جائے گا اور یہی حدیث صحیح امام ابو حنیفہ کا مذہب بنے گی اور امام صاحب کا مقلد اس حدیث پر عمل کرنے سے مذہب حنفی سے خارج نہ ہوگا، کیونکہ امام صاحب سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔ اس قول کو ابن عبدالبر نے امام ابو حنیفہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ان حضرات کے کمال علم و تقویٰ کی دلیل ہے کہ انہوں نے اس سے اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ ساری کی ساری حدیثیں ان کے دائرۂ علم میں نہ تھیں، اور یہی بات بصراحت امام شافعی نے بھی کہی ہے —— جیسا کہ آگے آئے گا —— کیونکہ ممکن ہے کہ انہیں کوئی حدیث نہ پہنچی ہو اور وہ اس کے خلاف کوئی بات کہہ بیٹھے ہوں، اس لئے ہمیں اس حدیث پر عمل پیرا ہونے اور اسے ان کا مذہب قرار دینے کا حکم دیا۔ رحمهم الله تعالى أجمعين.

۱۔ اس قول کو بسند صحیح ابن عبدالبر نے "الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ص ۱٤٥" اور ابن القیم نے "إعلام الموقعين (۲/۳۰۹)" اور ابن عابدین نے "حاشیہ البحر الرائق (٦/۲۹۳)" اور "رسم المفتی ص ۲۹، ۳۲" اور شعرانی نے "المیزان (۱/۵۵)" بروایت ثانیہ، اور تیسری روایت کو عباس دوری نے "تاریخ یحيي بن معين (٦/۷/۱)" میں نیز اسی طرح کا قول امام ابو حنیفہ کے شاگردان امام زفر اور امام ابو یوسف اور عافیہ بن یزید سے "الإيقاظ ص ۵۲" میں منقول ہے، اور ابن القیم نے (۲/۳۴۴) میں اس قول کی ابو یوسف سے صحت پر یقین کا اظہار فرمایا ہے، اور "کیونکہ ہم بشر ہیں الخ" والی زیادتی "الإيقاظ ص ٦۵" کے حاشیہ پر ابن عبدالبر اور ابن القیم وغیرہ سے منقول ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ جب ائمہ نے ایسی باتیں اس شخص کے بارے میں کہیں جو ان کی دلیل کو نہ جانے، تو بھلا بتاؤ کہ یہ حضرات اس شخص کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو یہ جاننے کے باوجود کہ دلیل ائمہ کے قول کے خلاف ہے پھر بھی انہیں کے قول کے مطابق فتویٰ دیتا ہے۔ غور کرو تو یہی ایک بات اندھی تقلید کو پاش پاش کرنے کیلئے کافی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب میں نے بعض مقلد علماء پر نکیر کی کہ وہ امام ابو حنیفہ کے اس قول پر فتویٰ کیونکر دیتے ہیں جس کی انہیں دلیل نہیں معلوم، تو انہوں نے کہا کہ یہ اقوال امام ابو حنیفہ کے ہیں ہی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو یوسف) اللہ تم پر رحم کرے، جو کچھ مجھ سے سنتے ہو سب مت لکھ لیا کرو، کیونکہ میں آج ایک فتویٰ دیتا ہوں اور کل اس سے رجوع کر لیتا ہوں، اور کل ایک فتویٰ دیتا ہوں اور پرسوں اس سے رجوع کر لیتا ہوں[1]۔

(۳) تیسرا قول: جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہو، تو میری

---

[1] میں کہتا ہوں کہ: امام ابو حنیفہ نے یہ بات اس لئے کہی کہ بہت ایسا ہوتا تھا کہ وہ اپنے قول کی بنیاد قیاس پر رکھتے تھے، مگر پھر انہیں اس سے کوئی زیادہ قوی قیاس مل جاتا، یا نبی ﷺ کی کوئی حدیث مل جاتی، تو وہ اسے لے لیتے اور اپنے پہلے قیاس کو ترک کر دیتے۔

امام شعرانی نے "میزان (۱/۶۲)" میں ایک بات کہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ہمارا اور ہر منصف کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر وہ احادیث کی جمع و تدوین اور حفاظ حدیث کے جمع حدیث کیلئے عالم اسلام کے مامون اور غیر مامون شہروں کے سفر کئے جانے کے بعد تک زندہ رہے ہوتے اور یہ حدیثیں انہیں مل ہوتیں تو یقیناً انہیں کو لئے ہوتے اور اپنے سارے قیاس کو ترک کر دیے ہوتے، اور ان کے مذہب میں قیاس کم ہوا ہوتا جیسا کہ دیگر ائمہ کے مذاہب میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مقابل قیاس کم ہے، مگر چونکہ امام ابو حنیفہ کے زمانے میں احادیث تابعین اور اتباع تابعین کے ساتھ شہروں، دیہاتوں اور دور دراز علاقوں میں بکھری اور پھیلی ہوئی تھیں، اس لئے ان کے مذہب میں دیگر ائمہ کے مذاہب کی بہ نسبت حاجت و ضرورت کے تحت قیاس سے زیادہ کام لیا گیا، کیونکہ وہ مسائل جن میں امام صاحب نے قیاس سے کام لیا ان میں انہیں قرآن اور حدیث سے واضح دلائل نہ مل سکے، بخلاف دیگر ائمہ کے کہ ان کے زمانے میں محدثین نے طلب حدیث اور اس کے جمع و تدوین کے لئے شہروں اور دیہاتوں کا سفر کر کے انہیں مرتب کیا، اس طرح احادیث کی باہم مل جل کر تکمیل ہوئی۔ یہ ہے سبب امام ابو حنیفہ کے مذہب میں قیاس کی کثرت و زیادتی کا اور دیگر ائمہ کے مذاہب میں قیاس کی قلت اور کمی کا۔

امام شعرانی کی مذکورہ بات کا اکثر حصہ مولانا عبدالحئی نے "النافع الکبیر ص ۳۲" میں نقل فرمایا ہے اور پھر اس کی شرح کر کے تائید بھی کی ہے، جس کی خواہش ہو اسے اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

میں کہتا ہوں کہ: جب امام ابو حنیفہ کی احادیث صحیحہ کی بلا قصد و عمد مخالفت کا یہ عذر ٹھہرا —— اور یہ عذر بالکل صحیح بھی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلّف نہیں کرتا —— تو امام صاحب پر طعن و تشنیع کرنا —— جیسا کہ بعض نادان کرتے ہیں —— جائز نہیں، بلکہ ان کا ادب و احترام کرنا واجب ہے، کیونکہ ان کا شمار ان ائمہ اسلام میں ہے جن کے ذریعہ اس دین کی حفاظت کی گئی، اور ہم تک دین کے فروعی مسائل انہیں کے ذریعہ پہنچے، امام ابو حنیفہ بہر حال مستحق اجر و ثواب ہیں چاہے ان سے مسائل میں غلطی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

حاشیہ جاری..........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کو چھوڑ دینا[۱]۔

(۲) امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال

اور رہے امام مالک رحمہ اللہ تو انھوں نے فرمایا:

(۱) **پہلا قول:** میں انسان ہی ہوں، مجھ سے خطا اور صواب دونوں کا امکان ہے، اس لئے تم میری رائے اور فتویٰ میں غور و تامل سے کام لو، جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو اسے قبول کر لو،

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ امام صاحب کی تعظیم کرنے والے ان کے ان اقوال سے چپٹے رہیں جو صحیح احادیث کے خلاف ہیں، کیونکہ وہ اقوال امام صاحب کا مذہب نہیں ہیں، جیسا کہ ان کے صریح اقوال کو آپ دیکھ چکے، پس دونوں فریق افراط و تفریط میں مبتلا ہیں، حالانکہ حق ان دونوں کے درمیان ہے۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ. وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ پروردگار! ہمیں اور ہم سے پہلے گذرنے والے مسلمانوں کو بخش دے، اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کسی طرح کا کینہ نہ پیدا کر، پروردگار! یقیناً تو بڑا ہی رأفت و رحمت والا ہے۔

[۱] فلانی نے یہ قول "الإیقاظ ص ۵۰" میں نقل فرمایا ہے، نیز اسکی نسبت امام محمد کی طرف کی ہے، پھر اسکے بعد فرماتے ہیں: "یہ اور اس کے ہم مثل دیگر اقوال مجتہد کے حق میں نہیں ہیں، کیونکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہدین کے اقوال کا محتاج نہیں ہوا کرتا، بلکہ یہ اقوال مقلد کے حق میں کہے گئے ہیں"۔

میں کہتا ہوں کہ اسی بنا پر امام شعرانی "المیزان (۱/۲۶)" پر رقمطراز ہیں۔

اگر تم کہتے ہو کہ میں ان احادیث کے بارے میں کیا کروں جو میرے امام کی وفات کے بعد صحیح ثابت ہوئیں اور امام نے ان پر عمل نہیں کیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ: "تم پر واجب ہے کہ تم ان حدیثوں پر عمل کرو، کیونکہ تمہارے امام اگر ان حدیثوں کو پاتے، اور وہ ان کے نزدیک صحیح ہوتیں، تو بہت ممکن ہے کہ تمہیں ان احادیث پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتے، کیونکہ سارے ائمہ شریعت کے غلام تھے، اور جس نے ان کے طریقہ کو اپنایا، وہ خیر کا اپنے دونوں ہاتھوں مالک بن گیا، اور جس نے کہا کہ میں صرف اسی حدیث پر عمل پیرا ہوں گا جسے میرے امام نے لیا ہے، تو وہ بہت ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا، جیسا کہ اکثر ائمہ مذاہب کی تقلید کرنے والوں کا حال ہے، حالانکہ ان پر واجب تھا کہ ائمہ کرام کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ہر اس حدیث پر عمل پیرا ہوتے جو ان کے امام کے بعد صحیح ثابت ہوئیں، کیونکہ ائمہ کرام کے بارے میں ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے اور ان احادیث کو پاتے جو ان کی وفات کے بعد صحیح ثابت ہوئیں، تو یقیناً وہ انہیں قبول کرتے، اور اپنے سارے قیاس اور قول کو ترک کر دیتے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو قرآن وحدیث کے مطابق نہ ہو اسے ترک کردو[1]۔

(۲) دوسرا قول: نبی ﷺ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی بات لی اور چھوڑی نہ جاسکتی ہو، صرف نبی ﷺ ہی ایسے ہیں جن کی ہر بات کا قبول کرنا فرض ہے[2]۔

(۳) تیسرا قول: ابن وہب کا بیان ہے کہ امام مالک سے وضوء میں پیر کی انگلیوں کے خلال کرنے کی بابت پوچھا گیا، تو میں نے انھیں کہتے سنا کہ: لوگوں پر اس کا کرنا ضروری نہیں ہے۔ میں خاموش رہا تا آنکہ حاضرین مجلس کم ہو گئے پھر میں نے عرض کیا، ہمارے یہاں مصر میں اس مسئلہ میں ایک حدیث پائی جاتی ہے، امام مالکؒ نے فرمایا، وہ کون سی حدیث ہے، میں نے کہا: لیث بن سعد اور ابن لہیعہ اور عمرو بن الحارث نے ہمیں حدیث سنائی یزید بن عمرو المعافری سے، انھوں نے روایت کیا ابو عبد الرحمٰن الحبلی سے، انھوں نے روایت کیا مستورد بن شداد القرشی سے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی چھوٹی انگلی سے اپنے پیروں کی انگلیوں کے درمیان رگڑتے دیکھا، امام مالک نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، میں نے اس سے پہلے یہ حدیث کبھی نہ سنی، ابن وہب کا بیان ہے کہ پھر اس کے بعد امام مالک سے وضوء میں انگلیوں کے خلال کا مسئلہ دریافت کیا

۱۔ ابن عبد البر نے اس قول کو "الجامع (۳۲/۲)" میں روایت کیا ہے اور ان سے ابن حزم نے "اصول الأحكام (۱۴۹/۶)" میں روایت کیا ہے، اور فلانی نے "الإيقاظ ص ۷۲" میں نقل کیا ہے۔

۲۔ متاخرین کے یہاں اس قول کی نسبت امام مالک ہی کی طرف مشہور و معروف ہے، اور ابن عبد الہادی نے "إرشاد السالك (۲۲۷/۱)" میں اس قول کو امام مالک سے صحیح قرار دیا ہے، لیکن ابن عبد البر نے "الجامع (۹۱/۲)" میں اور ابن حزم نے "اصول الأحكام (۱۴۵/۶، ۱۷۹)" میں اسے حکم بن عتیبہ اور مجاہد کے قول کی حیثیت سے روایت کیا ہے۔ اور اسے تقی الدین سبکی نے "فتاویٰ (۱۴۸/۱)" میں ابن عباس کا قول قرار دیا ہے، اور اس قول کی خوبی و حسن پر اظہار تعجب کیا ہے، اور پھر فرمایا کہ: اس قول کو ابن عباس سے مجاہد نے لیا اور ان دونوں سے امام مالک نے لیا اور پھر انہیں سے مشہور ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ: پھر اس قول کو ان لوگوں سے امام احمد نے لیا، چنانچہ امام ابوداؤد نے "مسائل الإمام احمد ص: ۲۷۶" میں کہا ہے کہ میں نے امام احمد کو یہ فرماتے سنا کہ: نبی ﷺ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جس کی رائے قبول اور ترک نہ کی جاسکتی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، تو میں نے سنا کہ وہ اس کے کرنے کا حکم دے رہے ہیں[۱]۔

(۳) امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال

اور رہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تو ان سے ترک تقلید کے بارے میں بکثرت اور انتہائی عمدہ اقوال منقول ہیں[۲]۔ اور ان اقوال پر ان کے متبعین کو دوسروں سے زیادہ عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) **پہلا قول:** کوئی شخص ایسا نہیں جو بعض حدیثیں بھول نہ گیا ہو، یا بعض حدیثیں اس پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہی ہوں، اس لئے اگر میں نے کوئی بات کہی ہو یا کوئی اصولی قاعدہ بیان کیا ہو لیکن اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میری بات کے خلاف منقول ہو، تو بات وہی مانی جائے گی جو

۱۔ ملاحظہ ہو ابن ابی حاتم کا "مقدمة الجرح والتعديل ص ۳۱-۳۲" اور اس روایت کو مکمل طور پر بیہقی نے سنن (۸۱/۱) میں روایت کیا ہے۔

۲۔ ابن حزم أصول الأحكام (۱۱۸/۶) میں فرماتے ہیں۔

: جن فقہاء کی تقلید کی جاری ہے انہوں نے تقلید کو باطل قرار دیا ہے اور اپنے اصحاب کو اپنی تقلید سے منع فرمایا ہے، امام شافعی اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے، انہوں نے صحیح احادیث کی اتباع اور انہیں دلیل و حجت بنانے کی جو تاکید کی ہے کسی اور نے نہیں کی، نیز انہوں نے اپنی تقلید کئے جانے سے بالکل برأت ظاہر کی اور اس کا اعلان کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان سے لوگوں کو نفع پہنچائے اور ان کے اجر کو بڑھائے، کیونکہ وہ یقیناً بہت ساری بھلائیوں کا سبب تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ نے کہی، اور وہی میرا قول ہو گا[1]۔

(۲) **دوسرا قول:** تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث مل جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ حدیث کو چھوڑ کر کسی اور کے قول پر عمل کرے[2]۔

(۳) **تیسرا قول:** جب تمہیں میری کتاب میں حدیث کے خلاف کوئی بات ملے تو تم حدیث کو لو اور میری بات کو ترک کر دو۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: تم حدیث کی اتباع کرو اور کسی دوسرے کے قول کی طرف التفات بھی نہ کرنا[3]۔

(۴) **چوتھا قول:** جب صحیح حدیث ملے تو وہی میرا مذہب ہے[4]۔

۱۔ اس قول کو حاکم نے امام شافعی سے بسند متصل روایت کیا ہے جیسا کہ ابن عساکر کی تاریخ دمشق (۱۵/۱/۳) میں ہے، نیز ملاحظہ ہو اعلام الموقعین (۳۶۳/۲ و ۳۶٤) اور الإیقاظ (ص ۱۰۰)۔

۲۔ ابن القیم (۳۶۱/۲) اور الفلانی (ص ۶۸)

۳۔ ملاحظہ ہو ہروی کی ذم الکلام (۱/۴۷/۳) خطیب کی الاحتجاج بالشافعی (۲/۸)، ابن عساکر (۱/۹/۱۵)، نووی کی المجموع (۶۳/۱) ابن القیم (۳۶۱/۲)، فلانی (ص ۱۰۰) اور دوسری والی روایت ابونعیم کی حلیۃ (۱۰۷/۹) میں، اور ابن حبان کی صحیح (۲۸٤/۳ الإحسان) میں امام شافعی سے بسند صحیح اسی جیسا قول مروی ہے۔

۴۔ امام نووی کی مذکورہ بالا کتاب، اور الشعرانی (۵۷/۱) امام حاکم اور بیہقی سے نقل کر کے، اور فلانی (ص ۱۰۷) شعرانی فرماتے ہیں کہ ابن حزم نے فرمایا کہ: حدیث خود امام شافعی کے نزدیک صحیح ہو یا دیگر ائمہ کے نزدیک۔

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی کا اس کے بعد آنے والا قول اس معنی میں زیادہ واضح ہے، چنانچہ امام نووی تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

ہمارے علماء شافعیہ نے مسئلہ تثویب اور بعذر مرض احرام سے آزاد ہونے کی شرط لگانے اور ان کے علاوہ دیگر بہت سارے مسائل میں —— جو مذہب شافعی کی کتابوں میں معروف ہیں —— اسی قول پر عمل کیا ہے۔ وہ علماء شافعیہ جن سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے قول امام کو ترک کر کے حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے ان میں سے ابو یعقوب بویطی اور ابو القاسم دارکی ہیں۔ اور محدثین شافعیہ میں سے جن لوگوں نے اس طریقۂ کار کو اپنایا ہے۔ وہ امام بیہقی وغیرہ ہیں۔ متقدمین

حاشیہ جاری.........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

علماء شافعیہ میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا تھا کہ اگر انہیں کسی مسئلہ میں کوئی حدیث ملتی مگر امام شافعی کا مذہب اس حدیث کے خلاف ہوتا تو وہ حدیث پر عمل کرتے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیتے اور فرماتے کہ امام شافعی کا مذہب وہ ہے جو حدیث کے موافق ہو۔

شیخ ابو عمرو ابن الصلاح نے فرمایا کہ: جب کسی شافعی کو کوئی حدیث ملے جو اس کے مذہب کے خلاف ہو تو وہ دیکھے، اگر وہ مجتہد مطلق ہے یا کہ صرف اس باب یا صرف اس مسئلہ میں اسے تحقیق حاصل ہے تو وہ بطور خود اس حدیث پر عمل کرے، اور اگر وہ اجتہاد و تحقیق سے دور ہے لیکن حدیث کی مخالفت اس پر گراں گذر رہی ہے اور بحث و کرید کے باوجود اسے اپنے مخالف پر رد کے لئے حدیث کا کوئی کافی و شافی جواب بھی نہ ملا، تو ایسی صورت میں اسے حدیث پر عمل کرنا چاہئے بشرطیکہ اس حدیث پر امام شافعی کے علاوہ کسی دوسرے امام نے عمل کیا ہو، اور وہ اس مقام پر اپنے امام کا مذہب ترک کرنے میں معذور سمجھا جائے گا۔ امام ابن الصلاح کی یہ بات بہت بہتر اور متعین ہے۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں کہ: یہاں مسئلہ کی ایک اور صورت باقی رہ گئی جسے ابن الصلاح نے چھیڑا ہی نہیں، وہ یہ کہ اگر اس شخص نے اس حدیث پر کسی امام کو بھی عمل پیرا نہ پایا، پھر وہ کیا کرے۔ اس سوال کا جواب تقی الدین سبکی نے اپنے رسالہ "معنی قول الشافعی...... إذ اصح الحديث (ج: ١٠٢/٢) میں دیا ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک حدیث کی اتباع ضروری ہے، چاہئے کہ انسان اپنے کو یہ تصور کرے کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے کھڑا اس حدیث کو سن رہا ہے، تو کیا اس صورت میں اس کے لئے حدیث پر عمل کرنے کے سوا کوئی اور بھی چارہ ہوگا؟ واللہ ہر گز نہیں، کیونکہ ہر شخص اپنی فہم کے مطابق مکلف ہے۔

اس موضوع کی تفصیل و تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو اعلام الموقعین (ج ٣٠٢/٢، و ٣٧٠) اور فلانی کی کتاب "إيقاظ همم أولي الابصار، للاقتداء بسيد المهاجرين والانصار وتحذيرهم عن الابتداع الشائع في القرى والأمصار، من تقليد المذاهب مع الحمية والعصبية بين فقهاء الأعصار" یہ اپنے باب میں ایک نادر کتاب ہے، ہر حق پسند انسان کو اس کا فہم و تدبر کیساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) **پانچواں قول:** تمہیں[1] حدیث اور رواۃ کا علم مجھ سے زیادہ ہے، پس جب بھی کوئی صحیح حدیث ملے تو مجھے اسے بتاؤ، وہ حدیث کوفی بصری یا شامی چاہے جو بھی ہو، تاکہ جب وہ صحیح ہو تو میں اسے اپنا مذہب قرار دوں۔

(۶) **چھٹا قول:** جس مسئلہ میں محدثین کے نزدیک نبی ﷺ کی کوئی صحیح حدیث میرے قول کے خلاف ہو تو میں اپنے اس قول سے اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی رجوع کرتا ہوں[2]۔

(۷) **ساتواں قول:** جب مجھے کوئی ایسی بات کہتے دیکھو جو صحیح حدیث کے خلاف ہو، تو جان لو کہ میری عقل کھو گئی ہے[3]۔

---

[1] روئے سخن امام احمد بن حنبل کی طرف تھا جس کی روایت ابن ابی حاتم نے "آداب الشافعی ص ۹۴-۹۵" میں، اور ابونعیم الأصبهانی نے حلیة (۹/۱۰۶) میں، اور خطیب نے الاحتجاج بالشافعی (۱/۸) میں اور خطیب سے ابن عساکر نے تاریخ دمشق (۱۵/۹/۱) میں، اور ابن عبد البر نے "الانتقاء ص ۷۵" میں اور ابن الجوزی نے "مناقب الإمام احمد ص ۴۹۹" میں اور ہروی نے ذم الکلام و أهله (۲/۴۷/۲) میں تین طرق سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ امام احمد سے روایت کی کہ امام شافعی نے ان سے یہ بات کہی ہے، پس یہ قول امام شافعی سے سنداً صحیح ہے، اسی لئے ابن القیم نے اعلام الموقعین (۲/۳۲۵) میں اور فلانی نے "الایقاظ ص ۱۵۲" میں اس قول کی نسبت امام شافعی کی طرف جزم کے ساتھ کی ہے پھر اس کے بعد فلانی رقمطراز ہیں:
امام بیہقی نے فرمایا: اور اسی سبب سے امام شافعی کے یہاں عمل بالحدیث زیادہ پایا جاتا ہے، کیونکہ انہوں نے اہل حجاز و شام و یمن اور اہل عراق کے علم کو جمع کیا، اور جتنی حدیثیں بھی ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں ان پر بغیر کسی جانبداری کے عمل کیا، اور حق واضح ہو جانے کے بعد اپنے اہل شہر کے پسندیدہ مذہب کی انہوں نے کوئی پروانہ کی، جب کہ ان سے پہلے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے اہل شہر کے مذہب پر قانع رہے، اور مخالف کی صحیح بات معلوم کرنے کی کوشش نہ کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور ان کی مغفرت فرمائے۔

[2] ملاحظہ فرمائیں ابونعیم کی حلیة (۹/۱۰۷) اور ہروی کی ذم الکلام (۱/۴۷) اور ابن القیم کی إعلام الموقعین (۲/۳۶۳) اور فلانی کی إیقاظ الهمم (ص ۱۰۴)۔

[3] اس قول کو ابن ابی حاتم نے "آداب الشافعی ص ۹۳" میں اور ابوالقاسم سمرقندی نے أمالی میں ——— جیسا کہ ابو حفص المؤدب نے منتقی الأمالی (۱/۲۳۴) میں نقل کیا ہے ——— اور ابو نعیم اصبہانی نے حلیہ (۹/۱۰۶) میں اور ابن عساکر نے تاریخ (۱۵/۱۰/۱) میں صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) آٹھواں قول: میرا قول جو بھی ہو لیکن اگر نبی ﷺ سے اس کے خلاف ثابت ہو تو اس صورت میں حدیث واجب الاتباع ہو گی اور میری تقلید کرنا ناروا ہو گا[۱]۔

(۹) نواں قول: نبی ﷺ کی ہر حدیث میرا قول ہے، چاہے تم نے اسے مجھ سے نہ بھی سنا ہو[۲]۔

۴- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اقوال

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ائمہ کرام میں حدیث کے سب سے بڑے عالم اور سب سے زیادہ عامل بالحدیث تھے حتیٰ کہ قیاس و رائی پر مشتمل کتابوں کی تصنیف و تالیف کو ناپسند کرتے تھے[۳]، اسی لئے انھوں نے فرمایا:

(۱) پہلا قول: میری تقلید نہ کرو اور نہ مالک شافعی اوزاعی اور ثوری کی تقلید کرو بلکہ تم وہاں سے مسائل اخذ کرو جہاں سے انھوں نے اخذ کیا ہے[۴]۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہو اسے قبول کرو، رہے تابعین عظام تو تمھیں ان کے اقوال کے لینے نہ لینے کا اختیار ہے۔

اور ایک مرتبہ انھوں نے فرمایا: اتباع یہ ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے جو ثابت ہو آدمی اسکی اتباع کرے، پھر اسکے بعد اسے تابعین کے اقوال کی اتباع کرنے نہ کرنے کا اختیار حاصل ہے[۵]۔

۱- اس قول کو بسند صحیح ابن ابی حاتم نے "آداب الشافعی ص ۹۳" میں اور ابو نعیم اصبھانی اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق (۲/۹/۱۵) میں نقل کیا ہے۔

۲- ملاحظہ ہو ابن ابی حاتم کی "آداب الشافعی ص ۹۳-۹٤"

۳- ملاحظہ ہو ابن الجوزی کی "مناقب الامام احمد ص ۱۹۲"

۴- دیکھو فلانی کی "إیقاظ الھمم ص ۱۱۳" اور ابن القیم کی اعلام الموقعین (۳۰۲/۲)

۵- مسائل الإمام أحمد برواية أبی داؤد ص۲۷۶، ۲۷۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دوسرا قول: اوزاعی مالک اور ابو حنیفہ کی رائیں رائیں ہی ہیں، میرے نزدیک ان کا درجہ ـــــ حجت نہ ہونے میں ـــــ یکساں ہے، دلیل وحجت تو صرف احادیث اور آثار ہیں[۱]۔

(۳) تیسرا قول: جس نے نبی ﷺ کی حدیث ٹھکرا دی وہ ہلاکت کے دہانے پر ہے[۲]۔

یہ ہیں ائمہ اربعہ کے اقوال حدیث پر عمل پیرا ہونے کی تاکید اور ان کی اندھی تقلید سے ممانعت کے بارے میں، یہ اقوال اتنے واضح اور بین ہیں کہ ان میں کسی جدال اور تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس بنا پر اگر کسی نے ائمہ کے بعض اقوال کی مخالفت ہی کر کے ساری صحیح حدیثوں پر عمل کیا تو وہ انکے مذہب سے الگ اور انکے طریقے سے خارج نہیں ہے، بلکہ حقیقت میں وہ سارے ائمہ کا پیروکار اور ایسی مضبوط رسی کو تھامے ہوئے ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی، ہاں ائمہ کا نافرمان اور ان کے اقوال کا مخالف وہ ہے جس نے حدیث صحیح کو صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ ان کے اقوال کے خلاف ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ لَايَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾[۳]

اے محمد تمہارے رب کی قسم جب تک لوگ اختلافی امور میں تمہیں فیصل نہ مان لیں مومن نہیں ہو سکتے، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، اور مکمل طور پر اسے تسلیم کر لیں۔ اور فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْيُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[۴]

جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، یا ان پر کوئی دردناک عذاب نہ آجائے۔

۱ـ جامع بیان العلم لابن عبدالبر (۲/۱۴۹)

۲ـ ابن الجوزی کی "مناقب الامام احمد ص: ۱۸۲"

۳ـ سورۃ النساء [آیت: ۶۵]

۴ـ سورۃ النور [آیت: ۶۳]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

: جس کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث ملے اس پر واجب ہے کہ اسے امت کو بتائے، امت کا خیر خواہ ہو اور اسے رسول اللہ ﷺ کے امر کی اتباع کا حکم دے، چاہے یہ امت کے کسی بڑے امام کی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تعظیم واقتداء کا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت کسی امام عظیم کی رائے کے جس سے نادانستہ طور پر رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بعض چیزوں میں مخالفت ثابت ہو چکی ہے، اسی لئے صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں نے ہر صحیح حدیث کی مخالفت کرنے والے شخص پر رد کیا ہے، اور بسا اوقات تو اس رد[1] میں بڑی شدت سے کام لیا ہے، جس کا سبب کوئی ذاتی بغض نہ تھا بلکہ ان کے دلوں میں مردود علیہ کی محبت اور عظمت موجود تھی،

۱- میں کہتا ہوں: چاہے وہ اپنے آباء اور علماء ہی کیوں نہ رہے ہوں جیسا کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار (۱/ ۳۷۲) میں اور ابو یعلی نے اپنی مسند (۳/ ۱۳۱۷) میں بسند صحیح سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شامی آدمی نے آکر ان سے حج تمتع کا مسئلہ دریافت کیا، تو عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ بہت بہتر ہے، اس شخص نے کہا کہ مگر آپ کے والد تو اس سے منع فرمایا کرتے تھے، اس پر عبداللہ بن عمر نے کہا: تیرا برا ہو! اگر میرے والد نے اس سے منع کیا ہو حالانکہ رسول ﷺ نے اسے کیا ہو اور اس کا حکم دیا ہو تو تم آیا میرے والد کی بات مانو گے یا رسول اللہ ﷺ کا حکم۔ سائل نے کہا رسول اللہ ﷺ کا حکم مانوں گا، عبداللہ بن عمر نے کہا کہ تم میرے پاس سے دور ہٹ جاؤ یہ واقعہ تقریباً اسی طرح امام احمد نے مسند (حدیث نمبر ۵۷۰۰) میں اور امام ترمذی نے سنن (۲/ ۸۲- تحفہ) میں روایت کیا ہے۔

اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ (۷/ ۵۱/ ۱) میں محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب سے ایک واقعہ روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ سعد بن ابراہیم یعنی ابن عبدالرحمٰن بن عوف نے ربیعۃ بن ابی عبدالرحمٰن کے فتویٰ کے مطابق ایک آدمی کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا، میں نے ان کے فیصلہ کے خلاف انہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنائی، تو سعد نے ربیعہ سے کہا یہ ابن ابی ذئب ہیں جو میرے نزدیک ثقہ ہیں نبی ﷺ سے یہ ایک حدیث روایت کر رہے ہیں جو میرے فیصلہ کے خلاف ہے، ربیعہ نے فرمایا میں نے اجتہاد کیا اور آپ کا فیصلہ اب نافذ ہو چکا ہے۔ اس پر سعد نے فرمایا کہ بڑی عجیب بات ہے کہ میں سعد کے فیصلے کو تو نافذ کروں مگر رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نافذ نہ کروں؟ میں تو سعد ابن ام سعد کا فیصلہ رد کر کے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نافذ کروں گا، چنانچہ سعد نے اپنے فیصلہ نامہ کو منگا کر پھاڑ دیا، اور پہلے مقدمہ ہار جانے والے کے حق میں فیصلہ کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے نزدیک ان سے بھی زیادہ محبوب تھے اور آپ کا حکم ہر مخلوق کے حکم پر بالا ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے اگر کسی کا قول ٹکراتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہی مقدم ہوگا اور اسی کی اتباع کی جائے گی، اور اس میں امام مخالف کی عظمت رکاوٹ نہیں بن سکتی چاہے وہ عند اللہ مغفور لہ[1] ہی کیوں نہ ہو بلکہ وہ امام اپنی اس بات کے ترک کرنے کو ناپسند نہیں کرے گا جو رسول اللہ کے فرمان کیخلاف ہو[2]۔

میں کہتا ہوں: ائمہ کرام اسے ناپسند کیوں کریں گے جبکہ انھوں نے —— جیسا کہ گذر چکا ہے —— خود اپنے متبعین کو سنت کی اتباع کا حکم دیا ہے اور ان پر واجب قرار دیا کہ انکے مخالف سنت اقوال کو ترک کردیں؟ بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے اتباع کو حکم دیا ہے کہ وہ صحیح حدیثوں کو ان کی طرف منسوب کریں چاہے انھوں نے ان پر عمل نہ بھی کیا ہو، یا اس کے خلاف کیا ہو، یہی وجہ ہے کہ جب محقق تقی الدین ابن دقیق العید نے ایک ضخیم اور موٹی جلد میں ان مسائل کو جمع کیا جن میں سارے یا بعض ائمہ کا مذہب حدیث صحیح کے خلاف ہے تو اس کتاب کی ابتداء میں انھوں نے کہا: ''ان مسائل کی نسبت ائمہ مجتہدین کی طرف کرنا حرام ہے، ان ائمہ کے مقلد فقہاء پر ان کی معلومات رکھنا واجب ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ ان مسائل کو ائمہ کی طرف منسوب کرکے غلط بیانی میں مبتلا ہو جائیں''[3]۔

---

[1] میں کہتا ہوں: بلکہ وہ مستحق اجر وثواب ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے ''اگر حاکم اپنے اجتہاد رائے سے کوئی فیصلہ کرتا ہے، پس اگر اس کا فیصلہ درست اور صحیح ہے تو اسے دو اجر ملے گا اور اگر غلط ہے تو اسے ایک اجر ملے گا''۔

[2] یہ ایقاظ الھمم میں ص: ۹۳ کے حاشیہ پر منقول ہے۔

[3] ملاحظہ ہو فلانی کی ''ایقاظ الھمم ص: ۹۹''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ کے بعض اقوال کو ان کے متبعین کا سنت کی اتباع میں ترک کرنا

انھیں اسباب ووجوہ کی بناء پر ائمہ کے متبعین ——ثُلَّةٌ مِـــنَ الْأَوَّلِيْنَ. وَقَلِيْلٌ مِنَ الْآخِرِيْنَ[1] پہلے لوگوں میں ایک جماعت اور بعد کے لوگوں میں کم—— نے اپنے ائمہ کی ساری باتوں کو قبول نہ کیا، بلکہ ان کی بہت ساری باتوں کو مخالف سنت ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا، حتی کہ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے استاذ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثلث (تہائی) مذہب میں مخالفت کی ہے[2]، فقہ کی کتابوں میں اسکا مکمل طور پر بیان موجود ہے، اسی جیسی بات امام شافعی وغیرہ کے متبعین امام مزنی[3] وغیرہ کے بارے میں بھی کہی جاتی ہے، اگر ہم اس دعویٰ پر مثالیں پیش کریں تو بات بہت لمبی ہو جائے گی، اور ہم اس اختصار کی حد سے باہر نکل جائیں گے جو اس کتاب میں ملحوظ و مقصود ہے اس لئے ہم فقط دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

(ا) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی "موطا[4] ص ۱۵۸" میں فرماتے ہیں: کہ امام ابو حنیفہ نماز استسقاء کے قائل نہیں تھے مگر ہم کہتے ہیں کہ لوگوں کو امام دو رکعت نماز پڑھائے پھر اسکے بعد دعاء کرے اور اپنی چادر الٹے، الخ

۱۔ سورۃ الواقعۃ [آیت: ۱۳-۱۴]

۲۔ ملاحظہ ہو ابن عابدین کا حاشیہ (۱/ ۶۲) اور لکھنوی صاحب نے اسے "النافع الکبیر ص ۹۳" میں امام غزالی کی طرف منسوب کیا ہے۔

۳۔ انہیں نے اپنی المختصر —— جو امام شافعی کی الأم کے حاشیہ پر مطبوع ہے —— میں فرمایا ہے: اس کتاب کو میں نے امام شافعی کے علم و فقہ سے تلخیص و اختصار کر کے اسے ان کے علم کے متلاشی کے قریب کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اپنے دینی مسائل کے لئے اس کا مطالعہ کرے اور اپنے تئیں احتیاط سے کام لے، ساتھ ہی اسے یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ امام شافعی نے اپنی اور دیگر ائمہ کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔

۴۔ امام محمد نے اس کتاب میں اپنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بیس مسائل میں کھلم کھلا مخالفت کی ہے، یہ مسائل "التعلیق الممجد علی موطأ امام محمد" کے ان صفحات ۴۲، ۴۴، ۱۰۳، ۱۰۳، ۱۲۰، ۱۶۹، ۱۸۵، ۱۷۲، ۱۷۲، ۱۷۳، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۴۰، ۲۴۴، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۸۴، ۳۱۴، ۳۳۱، ۳۳۸، ۳۵۵، ۳۵۶ پر موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) امام محمد کے شاگرد[1] عصام بن یوسف جن کا شمار امام ابو یوسف کے شاگردان[2] خاص میں تھا، یہ بکثرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے خلاف فتویٰ دیا کرتے تھے کیونکہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ان مسائل میں انھیں دلیل نہ مل سکی ہاں دیگر ائمہ کے مذہب کی دلیل ان کے سامنے تھی اس لئے انھوں نے اسی کے مطابق فتوے دیئے[3]، اسی لئے وہ رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے[4]، جیسا کہ اس کا ثبوت نبی ﷺ سے متواتر حدیث میں موجود ہے، پس ائمہ ثلاثہ ابو حنیفہ وابو یوسف و محمد کی اس متواتر حدیث کی مخالفت امام عصام بن یوسف کے اس پر عمل پیرا ہونے میں مانع نہ ہوئی، اور یہی ہر مسلمان کا طریقۂ کار ہونا چاہئے کیونکہ ائمہ اربعہ نے اسی کی وصیت کی ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

۱۔ ابن عابدین نے حاشیہ (۱/ ۷۴) اور رسم المفتی (۱/ ۱۷) میں ان کا ذکر امام محمد کے شاگردوں میں کیا ہے، اور ان کا ذکر قرشی نے "الجواهر المضية في طبقات الحنفية ص ۳۴۷" میں کیا اور فرمایا کہ حدیث کے عالم اور ثقہ تھے اور وہ اور ان کے بھائی ابراہیم اپنے وقت میں بلخ کے شیخ تھے۔

۲۔ ملاحظہ ہو "الفوائد البهية في تراجم الحنفية ص ۱۱۶"

۳۔ دیکھئے البحر الرائق (۶/ ۹۳) اور رسم المفتی (۱/ ۲۸)۔

۴۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو "الفوائد البهية ص ۱۱۶" پھر اس پر مصنف کتاب نے نہایت عمدہ حاشیہ لگایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ سے مکحول کی وہ روایت باطل ہے جس میں آیا ہے کہ: جس نے نماز میں رفع یدین کیا اس کی نماز باطل ہو گئی۔ یہی روایت ہے جس سے امیر کاتب اتقانی کو دھوکہ ہوا جیسا کہ ان کے تذکرہ میں گذر چکا ہے، کیونکہ عصام ابن یوسف امام ابو یوسف کے شاگردان خاص میں سے تھے اور رفع یدین کرتے تھے، پس اگر اس روایت کی کوئی حقیقت ہوتی تو اس کا علم ابو یوسف اور عصام کو ضرور ہوتا۔ مصنف فرماتے ہیں: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی حنفی کسی مسئلہ میں اپنے امام کا مذہب ان کے مخالف کی دلیل قوی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دے تو وہ اس کی وجہ سے تقلید کے پھندہ سے نکلے گا نہیں، بلکہ یہ تو ترک تقلید کی صورت میں بھی عین تقلید ہے۔ تم دیکھتے نہیں کہ عصام بن یوسف نے رفع یدین کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ دیا، اس کے باوجود ان کا شمار حنفیہ ہی میں کیا جاتا ہے؟ مولینا اس کے بعد فرماتے ہیں: میں اپنے زمانے کے جاہلوں کی شکایت اللہ تعالیٰ ہی سے کرتا ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص دلیل کی قوت کی بنا پر کسی مسئلہ میں اپنے امام کی تقلید ترک کر دے تو یہ لوگ اسے اس کے امام کے مقلدین کے دائرے ہی سے خارج قرار دیتے ہیں۔ جاہلوں پر تو اتنا تعجب نہیں کیونکہ وہ عوام ہیں، ہاں تعجب تو صرف ان پر ہے جو علماء کی مشابہت اختیار کرتے ہیں حالانکہ ان کا طور و طریق حیوانوں جیسا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصۂ کلام

مجھے توقع ہے کہ کوئی بھی مقلد اس کتاب کے طور وطرز نگارش پر طعن و تنقید میں جلد بازی سے کام نہ لے گا، اور نہ ہی اس کتاب میں ذکر کردہ حدیثوں کو محض اس لئے ترک کردے گا کہ یہ اس کے مذہب کے خلاف ہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ وہ ائمہ کرام کے ان گذشتہ اقوال کو پیش نظر رکھے گا جن میں انھوں نے احادیث پر عمل کرنے اور انکے خلافِ سنت اقوال کو ترک کردینے کو واجب قرار دیا ہے۔ اور وہ یاد رکھے کہ اس کتاب کے طرز نگارش پر طعن و تنقید خود اس امام پر طعن و تنقید ہے جس کا وہ مقلد ہے، وہ امام چاہے جو بھی ہو کیونکہ —— جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں —— یہ طور وطریقہ ہم نے ان ائمہ کرام ہی سے لیا ہے، پس جس نے اس راہ میں ائمہ سے ہدایت نہ لی تو اس کا معاملہ خطرناک ہے، کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ سنت سے روگردانی ہے حالانکہ ہمیں اختلاف کی صورت میں سنت ہی کی طرف رجوع کرنے اور اسی پر اعتماد کرنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[1].

اے محمد تمہارے رب کی قسم جب تک لوگ اختلافی امور میں تمہیں فیصل نہ مان لیں مومن نہیں ہو سکتے، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، اور مکمل طور پر اسے تسلیم کرلیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں ان میں سے بنائے جنکے بارے میں اس کا کہنا ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا

---

[1] سورۃ النساء [آیت: ۶۵]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَأَطَعْنَا وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ﴾[1]

مومنوں کی بات تو یہ ہے کہ جب انھیں اللہ اور رسول کی طرف انکے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اور وہی لوگ کامران ہیں، اور جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی اور اللہ سے ڈرتے رہے اور اس سے تقوی کی راہ اختیار کی تو وہی لوگ بامراد ہیں۔

دمشق ۱۳/جمادی الآخرۃ ۱۳۷۰ھ

☆☆☆

---

[1] سورۃ النور (آیت: ۵۱-۵۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند شبہات اور ان کے جوابات

گزشتہ باتیں میں نے دس سال قبل اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر کی تھیں، اور اس دس سالہ مدت میں میں نے یہ محسوس کیا کہ اس تحریر کا مسلم نوجوانوں پر بہت اچھا اثر رہا، کیونکہ انھیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ اپنے دین و عبادت کے معاملے میں اسلام کے چشمۂ صافی قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہے، چنانچہ مسلم نوجوانوں میں ——— بحمداللہ تعالیٰ ——— حدیث رسول پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا حتی کہ وہ لوگ عمل بالحدیث سے لوگوں میں پہچانے جانے لگے، ہاں میں نے یہ محسوس کیا کہ بعض نوجوان حدیث پر بانہماک عمل پیرا ہونے سے توقف کر رہے ہیں، اس لئے نہیں کہ اس سے پہلے جو قرآنی آیات اور ائمہ کے اقوال حدیث کی طرف رجوع کرنے کو واجب قرار دینے کے باب میں پیش کئے گئے انھیں اس میں کوئی شک ہے، بلکہ اس کا سبب وہ شبہات ہیں جو مقلد علماء سے وہ سنتے رہتے ہیں، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان شبہات کا ذکر کر کے ان کے جوابات دیے جائیں، ممکن ہے کہ وہ بعض توقف کرنے والے نوجوان عاملین بالسنہ کے ساتھ بانہماک سنت پر عمل پیرا ہو جائیں، اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انکا شمار ناجی گروہ میں ہو جائے۔

(۱) پہلا شبہ: بعض نوجوانوں نے کہا کہ بلاشک ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم اپنے سارے دینی امور میں نبی ﷺ کے طور و طریق ہی کی طرف رجوع کریں، خصوصاً ان میں وہ باتیں جنکا تعلق صرف عبادات سے ہے کہ ان میں رائے اور اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ وہ تمام تر توقیفی ہیں، مثلاً نماز کو لے لیجئے، لیکن ہم تو مقلد علماء میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھتے جو اس بات کی دعوت دیتا ہو، بلکہ ہم تو انھیں دیکھ رہے ہیں کہ وہ دینی مسائل میں اختلاف وافتراق کو برقرار رکھے ہوئے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انکا گمان ہے کہ یہ امت کے حق میں وسعت پیدا کرنا ہے، اور وہ اپنے اس دعوی کے ثبوت میں حدیث "اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ" پیش کرتے ہیں (یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے) اور اہل حدیث لوگوں کا رد کرتے ہوئے اس حدیث کا بار بار وہ ورد کرتے ہیں، پس ہمیں تو لگتا ہے کہ یہ حدیث آپ کے اس منہج دعوت کی مخالف ہے جس کی خاطر آپ نے اپنی یہ کتاب اور اسکے علاوہ دیگر کتابیں تالیف فرمائی ہیں، تو آپ اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

اس سوال کا دو طریقے سے جواب دیا جا سکتا ہے:

(۱) پہلا جواب:

"اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ" والی حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ وہ باطل اور بے بنیاد و بے اصل ہے، علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی نہ کوئی صحیح سند ملی اور نہ ضعیف و موضوع ہی۔

میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث "اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ لَکُمْ رَحْمَةٌ" کے لفظ سے وارد ہے، (ترجمہ: میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے)۔ اور ایک دوسری حدیث "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ، فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ" کے لفظ سے وارد ہے (ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس ان میں سے تم جس کی بھی اقتدا اور پیروی کرو گے ہدایت یاب ہو گے)۔

مگر یہ دونوں حدیثیں بھی صحیح نہیں ہیں، پہلی تو غایت درجہ ضعیف ہے اور رہی دوسری تو وہ موضوع ہے۔ میں نے ان حدیثوں پر تحقیقی بات "سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة" کی احادیث نمبر ۵۸، ۵۹، ۶۱ میں کی ہے۔

(۲) دوسرا جواب:

"اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ" والی حدیث ضعیف ہونے کے ساتھ قرآن کریم کے بھی مخالف ہے، کیونکہ قرآن کریم کی وہ آیتیں جن میں دین میں اختلاف کرنے کی ممانعت اور اتفاق واتحاد کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے وہ اتنی مشہور و معروف ہیں کہ انھیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، لیکن پھر بھی بعض آیتوں کو بطور مثال پیش کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾[1] تم آپس میں اختلاف نہ کرو کہ بزدل ہو جاؤ اور تمہاری قوت و سلطنت چلی جائے۔

(۲) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴾[2] اور ان مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اپنے الگ الگ دین بنا لئے اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہیں، جس گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ﴾[3] اور لوگ اختلاف کرتے ہی رہیں گے الا وہ لوگ جن پر تیرے رب کا رحم ہو جائے۔

پس اگر جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اختلاف نہیں کرتے، بلکہ اختلاف اہل باطل ہی کرتے ہیں، تو پھر یہ بات کیسے معقول ہو سکتی ہے کہ امت کا اختلاف رحمت ہے؟!

پس ثابت ہو گیا کہ: "اِخْتِلَافُ اُمَّتِيْ رَحْمَةٌ" والی حدیث سند اور متن کسی اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے[4] پھر تو یہ بات اب مکمل طور پر واضح ہو گئی کہ اس باطل حدیث کو کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے کی راہ میں رکاوٹ بنانا جائز نہیں ہے، اور ائمہ کرام نے کتاب و سنت ہی پر عمل کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

(۲) دوسرا شبہ: اور کچھ دیگر نوجوانوں نے کہا کہ جب دین میں اختلاف کرنے کی ممانعت آئی ہے تو صحابہ کرام اور ان کے بعد کے ائمہ دین کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا اس کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ کیا صحابہ کے درمیان واقع اختلاف اور انکے بعد آنے والوں کے باہمی اختلاف

---

[1] سورۃ الأنفال [آیت ۴۶]

[2] سورۃ الروم [آیت ۳۱-۳۲]

[3] سورۃ هود [آیت ۱۱۸-۱۱۹]

[4] تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة" حدیث ۵۸، ۵۹، ۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی فرق ہے؟

جواب: ہاں دونوں اختلاف میں بڑا فرق ہے، اور یہ فرق دو اعتبار سے ظاہر ہوگا:

(۱) پہلا تو سبب اختلاف کے اعتبار سے۔

(۲) دوسرا اس اختلاف کے آثار ونتائج کے اعتبار سے۔

چنانچہ صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا وہ اختیاری وارادی نہیں بلکہ اضطراری تھا کیونکہ ان کی سمجھ میں اختلاف واقع ہونا ایک فطری بات تھی اور اس امر فطری کے علاوہ ان کے زمانے میں اور بھی دیگر چیزیں تھیں جو انکے درمیان اختلاف کا سبب بنیں مگر وہ چیزیں صحابہ کے بعد کے زمانوں میں ختم ہو گئیں[۱] اور صحابہ کرام کے جیسے اختلاف سے مکمل طور پر چھٹکارا ممکن بھی نہیں۔ اور اس قسم کا اختلاف کرنے والا اس مذمت وملامت کا مستحق نہیں ہے جس کا گذشتہ آیات اور ان جیسی دیگر آیات میں ذکر آیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اختلاف کرنے پر مواخذہ اور گرفت کی شرط یہ ہے کہ انسان قصداً اختلاف کر کے اس پر اڑا رہے۔

لیکن غالبًا جو اختلاف مقلدین کے درمیان پایا جاتا ہے اس کا ان کے پاس کوئی عذر نہیں، کیونکہ ان میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ قرآن وحدیث سے واضح طور پر دلیل ملنے اور یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ یہ دلیل تو ان کے مذہب کے علاوہ دوسرے مذہب کی تائید کرتی ہے، اس دلیل کو محض اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ یہ ان کے مذہب کے خلاف ہے، گویا ان کا مذہب ہی ان کے نزدیک اصل ہے، یا ان کا مذہب ہی وہ دین ہے جسے محمد ﷺ لے کر آئے؛ اور رہا دوسرے کا مذہب تو وہ دوسرا دین ہے جو منسوخ ہو چکا ہے۔

اور بعض مقلدین کا طریق کار اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ ان کی رائے وخیال میں یہ سارے مذاہب اپنے وسیع تر اختلافات کے باوجود متعدد شریعتوں کی مانند ہیں، چنانچہ علماء مقلدین میں سے بعض متأخرین[۲] نے بصراحت کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ مسلمان ان مذاہب

---

[۱] دیکھئے ابن حزم کی الإحکام فی أصول الأحکام اور شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغۃ، یا اس موضوع سے متعلق ان کا خاص رسالہ عقد الجید فی أحکام الاجتہاد و التقلید۔

[۲] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (۱/ ۲۰۹) یا پھر سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ (۱/ ۷۶، ۷۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے جسے چاہیں اختیار کریں اور جسے چاہیں ترک کریں کیونکہ یہ سب الگ الگ شریعتیں ہیں۔

مقلدین کے یہ دونوں گروہ خود کو اختلاف پر باقی رکھنے کے لئے اسی باطل حدیث "اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ" کو دلیل میں پیش کرتے ہیں، ہم نے انھیں بارہا اس حدیث سے استدلال کرتے سنا ہے۔

اور بعض لوگ مذکورہ بالا حدیث کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ مسائل میں اختلاف اس لئے رحمت ہے کہ اس میں امت کے لئے آسانی اور وسعت ہے، مگر یہ معنی گذشتہ آیات کی صراحت اور ائمہ کرام کے سابق اقوال کے مقصد و مضمون کے خلاف ہے اسی لئے بعض ائمہ سے کھلے بندوں اس معنی کی تردید منقول ہے، چنانچہ ابن القاسم نے فرمایا کہ میں نے امام مالک اور امام لیث کو یہ کہتے سنا ہے کہ صحابہ کرام کا دینی مسائل میں اختلاف آسانی اور وسعت کا سبب نہیں ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں، بلکہ ان کے اختلافات غلط ہیں یا صحیح[1]۔

اور اشہب کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص کو صحابہ کرام کے اقوال ثقہ آدمی کی روایت سے ملیں تو کیا اس کے لئے یہ گنجائش ہے کہ جس قول پر چاہے عمل کرے؟ تو امام مالک نے فرمایا: اللہ کی قسم نہیں! الا یہ کہ وہ حق ہو، حق ایک ہی ہوگا، کیا دو مختلف اور متضاد قول حق ہو سکتے ہیں؟ حق و صواب تو ایک ہی ہوگا[2]۔

امام شافعی کے شاگرد امام مزنی نے فرمایا-

: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مسائل میں اختلافات ہوئے اور بعض نے بعض پر تعاقب و تنقید سے کام لے کر ایک دوسرے کی تردید کی حالانکہ اگر انکی ہر بات حق و صواب ہی ہوتی تو انھوں نے ہرگز آپس میں ایک دوسرے کا رد نہ کیا ہوتا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے میں اختلاف کرنے پر برہم ہو گئے، ابی

۱۔ جامع بیان العلم وفضله (۲/۸۱،۸۲)

۲۔ جامع بیان العلم وفضله (۲/۸۲،۸۸،۸۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن کعب کا کہنا تھا کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور ابن مسعود کہتے تھے کہ یہ اس وقت کی بات تھی جب کپڑوں کی کمی تھی، عمر فاروق غصہ میں باہر آئے اور فرمایا: صحابہ کرام میں دو ایسے شخص نے آپس میں جھگڑا کیا ہے جنھیں لوگ بنظر احترام دیکھتے اور ان سے دینی مسائل اخذ کرتے ہیں، ابی بن کعب کا کہنا صحیح ہے، اور ابن مسعود نے بھی کوئی تقصیر نہیں کی، لیکن آج کے بعد اگر میں نے پھر کسی کو اس بارے میں اختلاف کرتے پایا تو اسے سخت سزا دوں گا[1]۔

اور امام مزنی نے یہ بھی فرمایا۔

: جو شخص اختلاف کو جائز سمجھے اور یہ کہے کہ دو عالم جب کسی واقعہ میں اجتہاد سے کام لیں، اور ان دونوں میں سے ایک اسے حلال کہے اور دوسرا حرام تو وہ دونوں اس اجتہاد میں حق پر سمجھے جائیں گے، تو اس سے یہ پوچھا جائیگا کہ تم یہ بات کسی شرعی بنیاد پر کہہ رہے ہو یا کسی قیاس کی بنا پر، اگر وہ کہے کہ میں یہ بات شرعی بنیاد پر کہہ رہا ہوں، تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ کیسے شرعی بنیاد ہو سکتی ہے جب کہ قرآن کریم اختلاف کرنے سے روکتا ہے، اور اگر کہے کہ میں نے یہ بات قیاس کی بنیاد پر کہی ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اصول شریعت تو اختلاف کی تردید کریں، اور تم انھیں اصول پر اختلاف کے جواز کا قیاس کرو۔ اس بات کو عالم کیا کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی جائز نہیں کہے گا[2]۔

اگر کوئی کہے کہ آپ نے امام مالک سے جو یہ نقل کیا ہے کہ: حق ایک ہی ہو گا متعدد نہیں ہو سکتا۔ تو اسکے خلاف بھی امام مالک کا ایک قول استاذ زرقاء کی کتاب المدخل الفقھی (۸۹/۱) میں یہ منقول ہے کہ:

ابو جعفر منصور اور اسکے بعد ہارون رشید نے قصد کیا کہ مذہب امام مالک اور ان کی کتاب موطا کو عباسی حکومت کا عدالتی قانون قرار دیں، تو امام مالک نے ان دونوں کو اس قصد و ارادہ سے

۱۔ جامع بیان العلم وفضلہ (۲/۸۳-۸۴)

۲۔ جامع بیان العلم وفضلہ (۸۹/۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منع فرمایا، اور کہا کہ صحابہ کرام نے فروعی مسائل میں اختلاف کیا، اور وہ مختلف ممالک اور شہروں میں پھیل گئے اور وہ سب حق پر ہیں۔

تو میں کہوں گا کہ امام مالک کا یہ بڑا معروف و مشہور قصہ ہے، لیکن اس کے اخیر میں انکی اس بات کو کہ "سارے صحابہ حق پر ہیں" میں نے اپنے علم کی حد تک کسی کتاب میں نہیں پایا[۱]۔ ہاں البتہ ایک روایت ابو نعیم اصبہانی نے حلیۃ الأولیاء (۳۳۲/۶) میں اپنی سند سے نقل کی ہے مگر اس سند میں مقدام بن داؤد نامی شخص ہے جسے امام ذہبی نے اپنی "ضعفاء" میں ذکر کیا ہے، مزید بر آں یہ کہ اس روایت میں "سارے صحابہ حق پر ہیں" کے بجائے "سارے صحابہ اپنے خیال و گمان میں حق پر ہیں" ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کتاب المدخل کی روایت خانہ ساز و من گھڑت ہے، اور ایسا اس لئے بھی ہے کہ یہ روایت امام مالک سے اس روایت کہ: "حق ایک ہی ہے متعدد نہیں ہو سکتا" کے خلاف ہے جسے ثقات نے ان سے روایت کی ہے جیسا کہ اس کا بیان اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ اور یہی سارے ائمہ یعنی صحابہ و تابعین، ائمہ اربعہ اور دیگر مجتہدین کا مذہب ہے۔

علامہ ابن عبد البر (۸۸/۲) نے فرمایا۔

: اگر دو مختلف اور متضاد اقوال درست ہوتے تو سلف باہم ایک دوسرے کے اجتہاد اور فیصلے و فتاوٰی کی تردید نہ کیے ہوتے۔ اور عقل بھی اسے گوارہ نہیں کرتی کہ ایک چیز اور اسکی ضد دونوں ہی درست ہوں، کسی شاعر نے سچ کہا ہے:

إِثْبَاتُ ضِدَّيْنِ مَعًا فِي حَالٍ　　أَقْبَحُ مَا يَأْتِي مِنَ الْمُحَالِ

دو متضاد چیزوں کو بیک وقت ثابت کرنا محالات کے پیش کرنے کی قبیح ترصورت ہے۔

اگر کہا جائے کہ جب مذکورہ بالا روایت کی نسبت کا امام مالک کی طرف باطل ہونا ثابت ہو گیا تو پھر آخر امام مالک نے ابو جعفر منصور کو موطا پر لوگوں کو جمع کرنے سے منع کیوں کر دیا

---

[۱] ملاحظہ ہو ابن عبد البر کی الانتقاء (۴۱) اور ابن عساکر کی کشف المغطا فی فضل الموطأ ص ۶-۷، اور ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ (۱۹۵/۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انکی پیش کش کو قبول کیوں نہ فرمایا۔

تو میں کہوں گا کہ سب سے اچھی مجھے جو روایت ملی ہے اس کا ذکر حافظ ابن کثیر نے "اختصار علوم الحدیث" ص ۳۱ میں کیا ہے کہ امام مالک نے ابو جعفر منصور کے جواب میں کہا کہ: لوگوں نے حدیثیں اکٹھا کیں اور انھیں ایسی حدیثیں ملیں جو ہمیں نہ مل سکیں۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ امام مالک کا کمال علم وانصاف ہے۔

پس یہ ثابت ہو گیا کہ اختلاف سارا کا سارا شر ہے رحمت نہیں، البتہ ان میں سے بعض اختلاف پر انسان کی اللہ کے یہاں گرفت ہو گی، جیسے متعصبین مذاہب کا اختلاف۔ اور بعض اختلاف قابل مواخذہ اور گرفت نہیں جیسے صحابہ کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ائمہ اسلام کا اختلاف، اللہ تعالیٰ ہمارا حشر انکے زمرے میں کرے اور ہمیں انکی اتباع کی توفیق ارزانی فرمائے۔

بہر حال یہ ثابت ہو گیا کہ صحابہ کا اختلاف اور ہے اور مقلدین کا اختلاف کچھ اور۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کا اختلاف اضطرار اور مجبوری کا تھا اسی لئے وہ لوگوں کو اختلاف سے روکتے اور حتی الامکان اس سے خود بھی دور رہنے کی کوشش کرتے۔

مگر رہے یہ مقلد حضرات تو ان کے لئے یہ ممکن ہے کہ مسائل اختلاف کے ایک بڑے حصے سے گلو خلاصی کر لیں لیکن یہ نہ تو اتفاق کی راہ اختیار کرتے ہیں اور نہ اس کی کوشش ہی کرتے ہیں، بلکہ یہ اختلاف کو برحق بتاتے ہیں۔ پس یہ صحابہ کرام اور مقلد حضرات کے اختلاف کے درمیان کس قدر تفاوت اور دوری ہے۔ صحابہ کرام اور ائمہ دین کے اختلاف اور مقلدین کے اختلاف میں یہ فرق سبب کے اعتبار سے تھا۔ اور رہا ان دونوں اختلاف میں نتائج اور عواقب کے اعتبار سے فرق تو وہ اور بھی واضح ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فروعی مسائل میں باہمی اختلاف کے باوجود اتفاق واتحاد باہمی پر شدت سے محافظت کرتے اور اس چیز سے مکمل طور پر دوری اختیار کرتے جو ان میں تفریق اور انکی صفوں میں خلفشار پیدا کرے، چنانچہ صحابہ کرام میں بعض حضرات نماز میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو بآواز بلند کہنے کے قائل تھے، اور بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکے آہستہ یعنی بلا آواز کہنے کے، اسی طرح ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو نماز میں رفع الیدین کے قائل تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اسے صحیح نہیں سمجھتے تھے، اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جن کا کہنا تھا کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بعض دیگر اسکے مخالف تھے۔ تاہم مسائل میں ان سارے اختلافات کے باوجود صحابہ کرام سب کے سب ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے، اور مسائل میں اختلاف کی بناپر کوئی صحابی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کتراتا نہیں تھا۔

مگر رہے مقلدین تو ان کا اختلاف صحابہ کے اختلاف کے بالکل الٹا ہے، چنانچہ مقلدین کے اختلاف کا اثر یہ ہے کہ مسلمان نماز جیسے عظیم رکن میں بھی اختلاف وانتشار کا شکار ہیں کہ جس کا اسلام میں کلمہ "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے، کیونکہ ہم میں سے بہت سارے لوگوں نے یہ سنا اور دیکھا بھی ہے[۱] کہ مقلد حضرات اجتماعی طور پر کسی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر راضی نہیں ہوتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ایسے امام کی نماز باطل یا کم از کم مکروہ ہوتی ہے جو ہمارے مذہب کا پیرو نہیں ہے۔ اور چونکہ یہ ان کی بعض مشہور زمانہ فقہ مذاہب کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے اس لئے انھیں ایسا کہنے کا حق بھی پہنچتا ہے، اور اسی اختلاف کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کو ایک ہی جامع مسجد میں چار محرابیں ملیں گی جہاں چاروں مذہب کے امام یکے بعد دیگرے نماز پڑھاتے ہیں، ایک امام اپنے مذہب والوں کو نماز پڑھا رہا ہوتا ہے مگر دوسرے مذہب والے اپنے امام کی آمد کے انتظار میں ہوتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ بعض مقلدین کے یہاں یہ اختلاف اور بھی سخت صورت اختیار کر گیا ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ حنفی مرد کی شافعی عورت سے شادی کرنی جائز نہیں، پھر اس کے بعد حنفیوں کے مشہور مفتی —— جن کا لقب "مفتی الثقلین" یعنی انس وجن کے مفتی ہے —— نے فتویٰ صادر فرمایا جس میں انھوں نے حنفی مرد کی شادی شافعی عورت سے جائز قرار دی" اور اس کا

---

[۱] کتاب "مالا یجوز فیہ الخلاف ص ۶۵-۷۲ کی آٹھویں فصل کا مراجعہ کریں اس میں مشار الیہ بات کی مختلف مثالیں آپ کو ملیں گی جن میں سے بعض کا صدور ازہر یونیورسٹی کے بعض علماء سے ہوا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبب یہ بتایا کہ شافعی عورت کا درجہ یہود و نصاریٰ کی عورتوں کا درجہ ہے[1]، اس عبارت کا مفہوم مخالف یہ ہے۔ اور ''مفاهیم کتب'' حنفیہ کے یہاں معتبر ہے کہ شافعی مرد کی حنفی عورت سے شادی جائز نہیں ہوگی جس طرح کسی یہودی یا نصرانی مرد کی شادی کسی مسلمان عورت سے جائز نہیں ہے۔

یہ دو مثالیں تھیں اور اسکے علاوہ دیگر بہت ساری مثالیں ہیں جو ایک عقلمند انسان کو اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ متاخرین کے اختلاف اور اس پر ان کے اصرار کے بڑے برے نتائج و اثرات ظاہر ہوئے، اس کے برعکس سلف صالحین کے باہمی اختلاف کا امت پر کوئی برا اثر نہیں پڑا، اسی لئے وہ ان آیات سے بری ہیں جن میں اختلاف فی الدین سے منع کیا گیا ہے، اسکے برعکس متاخرین تو وہ ان آیات کے مصداق ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھی راہ پر گامزن فرمائے۔

اور کاش ان مقلدین کے اختلافات کے نقصانات صرف مسلمانوں تک ہی محدود و منحصر رہے ہوتے تو معاملہ کچھ آسان ہوتا مگر افسوس کہ بہت سارے ملکوں میں تقلیدی نقصانات مسلمانوں کی حدود سے تجاوز کر کے غیر مسلموں تک پہنچ چکے ہیں، چنانچہ ان کے باہمی اختلافات غیر مسلموں کے جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے میں سد راہ بنے رہے۔ چنانچہ استاذ محمد الغزالی کی کتاب ظلام الغرب، ص ۲۰۰ میں یوں تحریر ہے۔

: امریکہ کی برنستون یونیورسٹی میں منعقدہ کانفرنس میں کسی نے یہ سوال اٹھایا۔ اور یہ سوال مستشرقین اور اسلامیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے درمیان آئے دن اٹھتا رہتا ہے...... کہ مسلمان دنیا کے سامنے کونسی تعلیمات پیش کریں گے، انھیں اس اسلام کی نشاندہی اور تعیین کرنی چاہئے جس کی وہ دعوت دینا چاہتے ہیں، آیا وہ ان اسلامی تعلیمات کو پیش کریں گے جو سنیوں کے نقطۂ نظر کے مطابق ہیں، یا ان تعلیمات کو جن کے اسلامی ہونے کے شیعہ یعنی امامیہ اور زیدیہ دعویدار ہیں۔

---

[1] البحر الرائق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ان میں سے ہر فرقہ آپس میں بھی بر سر پیکار ہے، ان میں ایک جماعت اگر ترقی پسند نقطۂ نظر سے سوچتی ہے تو دوسری کو اپنی قدامت پسندی ہی پر اصرار ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ داعیان اسلام مدعوین کو گرداب حیرت میں ڈالے ہوئے ہیں کیونکہ وہ خود ہی متحیر و سر گرداں ہیں[1]۔

---

[1] میں کہتا ہوں کہ غزالی کی کتاب "السنة بين أهل الفقه و أهل الحديث" اور اس کی دیگر تحریروں نے یہ بات واضح کر دی کہ وہ خود ان ہی دعاۃ میں سے ہے جو ورطۂ حیرت میں ہیں، بعض فقہی مسائل میں اس کے بحث و مباحثہ اور اس کی بعض کتابوں کی بعض تحریروں سے مجھے اس کی اس پریشان حالی اور حیرت کا اندازہ پہلے ہی سے تھا، اور مجھے اس کا بھی اندازہ تھا کہ وہ سنت رسول سے منحرف و روگرداں ہے اور اپنی عقل سے احادیث کو صحیح اور ضعیف قرار دیتا ہے، وہ اس بارے میں نہ تو علوم حدیث اور اس کے قواعد و ضوابط کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہ ہی علماء و ماہرین حدیث ہی کی طرف، بلکہ اسے جو حدیث پسند آئی اسے صحیح قرار دیدیا چاہے وہ ضعیف ہی ہو، اور جو حدیث اس کے دل کو نہیں لگی اسے ضعیف قرار دے دیا چاہے وہ بخاری و مسلم ہی میں کیوں نہ ہو، جیسا کہ آپ کو یہ بات واضح طور پر اس کے اس تعاقب و تردید میں ملے گی جسے اس نے اپنی کتاب "فقه السيرة" کے چوتھے ایڈیشن میں میری تخریج احادیث کے مقدمہ پر لکھا ہے، حالانکہ یہ کام میں نے کسی ازہری عالم کے واسطے سے اسی کی طلب پر کیا تھا، میرا گمان تھا کہ اس کی تخریج احادیث کی مجھ سے یہ طلب سنت رسول اور سیرۃ النبی ﷺ کی اہمیت کے پیش نظر تھی کہ ان میں کوئی غلط اور غیر صحیح چیز داخل نہ ہو جائے، اس لئے میں نے اس کتاب کی احادیث کی فوراً تخریج کی، اس نے مذکورہ تعاقب و تردید میں "حول احاديث هذا الكتاب" کے عنوان کے تحت میری اس تخریج کی تعریف اور اس پر خوشی کا اظہار کیا ہے، اور اس میں اس نے متن حدیث کی رو سے ضعیف احادیث کے قبول کرنے اور صحیح احادیث کے رد کر دینے کے منہج و طریقہ سے متعلق کلام بھی کیا ہے جس میں اس نے قاری کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ اس قسم کی علمی تخریج کی اس کے یہاں کوئی قدر و قیمت نہیں کیونکہ یہ خود ہی عقلی تنقید کی مستحق ہے جب کہ اس عقلی تنقید میں لوگوں کی رائیں مختلف ہیں، چنانچہ جو چیز ایک کے یہاں مقبول ہے وہی دوسرے کے یہاں نامقبول ہے، اسی طرح جو چیز اس کے یہاں مقبول ہے وہی چیز پہلے کے یہاں غیر مقبول ہے، اس طرح تو دین خواہشات نفس کی پیروی کا نام بن کر رہ جائے گا، اور اس کے لئے سوائے ذاتی نظریات کے اور کوئی قاعدہ و قانون باقی نہ رہے گا، حالانکہ یہ بات تو علماء اسلام کے اجماع ——— إن الإسناد من الدين و لولا الإسناد لقال من شاء ماشاء (ترجمہ) یقیناً سند دین کا جزء ہے، اگر سند کی بات نہ ہوتی تو جس کے من میں جو آتا کہتا ——— کے خلاف ہے، اور غزالی نے ——— اللہ اسے ہدایت دے ——— اپنی کتاب "السيرة" کی بہت ساری حدیثوں میں اسی مخالفت کا ارتکاب کیا ہے، کیونکہ اس کی کتاب کی ایک بڑی قسم تو مرسل و معضل احادیث پر مشتمل ہے اور جو اس میں مسند حدیثیں ہیں ان میں بعض ضعیف غیر صحیح ہیں جیسا کہ مطالعہ کرنے والے کو میری تخریج سے معلوم ہوگا، مگر اس کے باوجود وہ عنوان مذکور کے تحت بڑے فخر و مباہات سے کہتا ہے۔

حاشیہ جاری.........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علامہ محمد سلطان معصومی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ "هدية السلطان الىٰ مسلمى بلاد جابان" کے مقدمہ میں تحریر ہے۔

مشرق اقصیٰ جاپان کے شہر ٹوکیو اور اوساکا کے مسلمانوں کی طرف سے میرے پاس ایک سوال آیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

دین اسلام کی حقیقت کیا ہے، پھر مذہب کا کیا معنی ہے، کیا جو مذہب اسلام قبول کرلے

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

"میں نے ——اس کتاب کی تصنیف میں —— اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ معتدل راہ اختیار کروں اور محترم کتابوں پر اعتماد کروں، اور میرا خیال ہے کہ میں اس میدان میں کامیابی سے ہمکنار ہوں، اور میں نے اس میں ایسی روایتیں اکٹھا کی ہیں کہ جن پر ایک صاحب بصیرت عالم کو اطمینان حاصل ہو"۔

یہ ہے اس کا قول! لیکن اگر اس سے سوال کیا جائے کہ تم نے اپنے اجتہاد کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے، کیا اس کی بنیاد وہ اصول حدیث ہیں کہ جن کے بغیر صحیح سیرۃ النبی کی معلومات ممکن نہیں۔ تو وہ اس کا جواب یہی دے گا کہ میں نے صرف اپنی ذاتی رائے اور نظریے پر اعتماد کیا ہے۔ اور اس میں جو خرابی ہے اس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے، جس کی دلیل اس کا ضعیف حدیث کو صحیح قرار دینا ہے اور صحیح کو ضعیف حتیٰ کہ بخاری و مسلم کی حدیثیں، جیسا کہ میں نے اپنی تخریج مذکور کے مقدمہ میں اسے بیان کیا ہے، اس مقدمہ کو غزالی نے اپنی کتاب "فقه السيرة" کے چوتھے ایڈیشن کے شروع میں شائع کیا تھا جیسا کہ گذر چکا ہے، مگر افسوس کہ اس نے بعد میں دار القلم دمشق وغیرہ کے ایڈیشنوں سے اس مقدمہ کو حذف کر دیا، اس کی اس حرکت نے بعض لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اس کی سابقہ طلب کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس کی کتاب ان لوگوں میں عام ہو جائے جن کے یہاں سنت رسول کی خدمت اور اس کا دفاع اور علمی قواعد کی رو سے صحیح اور ضعیف میں تمیز کرنے والوں کی قدر و منزلت ہے، ان کی نہیں جو ان باتوں میں ذاتی نظریات اور مختلف منشا و خواہشات پر اعتماد کرتے ہیں جیسا کہ غزالی —— اللہ اسے ہدایت دے —— نے "فقه السيرة" اور اپنی پچھلے دنوں والی کتاب "السنة النبوية بين أهل الفقه وأهل الحديث" میں کیا ہے، جس سے لوگوں کو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ شخص معتزلی المذہب ہے، اس کے یہاں محدثین کی حدیث کی گرانقدر خدمات اور صحیح وضعیف کے درمیان تمیز کی کوئی قدر و قیمت نہیں، اور نہ ہی ائمہ فقہ کی مساعی جلیلہ کی جنہیں انھوں نے اصول فقہ کی ترتیب اور اس سے متفرع مسائل میں صرف کی ہیں، کیونکہ وہ کسی اصول و قواعد کا پاس و لحاظ کئے بغیر اصول فقہ اور فروعی مسائل میں سے جو چاہتا ہے اختیار کرتا اور جو چاہتا ہے ترک کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سارے علماء کو جزائے خیر دے جنھوں نے اس پر رد کیا اور اس کے انحراف اور حیرت و پریشان خیالی کو واضح کیا ہے۔

میری نظر میں ان میں سب سے اچھا رد ہمارے شاگرد ڈاکٹر ربیع بن ہادی المدخلی کا رہا جو افغانی میگزین "المجاهد عدد ۹-۱۱" میں شائع ہوا، اور دوسرا رد ہمارے فاضل بھائی صالح بن عبد العزیز بن محمد آل الشیخ کا ہے جس کا نام "المعيار لعلم الغزالي" ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کیلئے ضروری ہے کہ چاروں مذاہب مالکی، حنفی، شافعی وغیرہ میں سے کسی ایک مذہب پر رہے، یا یہ ضروری نہیں ہے؟

کیونکہ یہاں تو ایک عظیم اختلاف اور نہایت نقصان دہ جھگڑا اس وقت واقع ہوا جب بابونیا کے چند کھلے ذہن کے لوگوں نے اسلام میں داخل ہو کر مشرف بہ ایمان ہونا چاہا، انھوں نے اپنے اس معاملہ کو جب ٹوکیو کی "جمعیة المسلمین" کے سامنے رکھا تو ہندوستانیوں کی ایک جماعت نے کہا کہ ان پر فرض ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کریں کیونکہ وہ امت کے چراغ تھے، اور انڈونیشیا کی ایک جماعت نے کہا کہ ان پر لازم ہے کہ شافعی بنیں۔

جاپانیوں کو ان کی باتیں سن کر بڑا تعجب ہوا اور وہ اپنے مقصد میں حیرت زدہ ہو کر رہ گئے، چنانچہ مذاہب اربعہ کا معاملہ انکے مشرف بہ اسلام ہونے کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔

(۳) تیسرا شبہ: اور کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ آپ لوگ جو اتباع سنت اور ائمہ کرام کے مخالف سنت اقوال کے ترک کر دینے کی دعوت دے رہے ہیں اسکا معنی تو یہ ہوا کہ ائمہ کرام کے اقوال اور ان کے اجتہادات و آراء سے استفادہ کرنا مطلقاً ترک کر دیا جائے۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ یہ گمان بعید از صواب ہی نہیں بلکہ اس کا بطلان بالکل ظاہر و باہر ہے جیسا کہ میری گذشتہ تحریروں سے یہ بات بالکل واضح اور عیاں ہوتی ہے، کیونکہ وہ سب کی سب اس گمان باطل کے بالکل برعکس ہیں، ہماری دعوت تو صرف یہ ہے کہ مذاہب کو دین نہ بنالیا جائے اور نہ ہی انھیں قرآن اور حدیث کا درجہ دیا جائے کہ جب بھی کوئی تنازع واقع ہو یا پیش آمدہ واردات میں نئے احکام کے استنباط کا موقع ہو تو انھیں مذاہب ہی کی طرف رجوع کیا جائے جیسا کہ موجودہ زمانے کے فقہاء کا طریقہ ہے کہ انھوں نے پرسنل نئے احکام اور نکاح و طلاق وغیرہ مسائل کا حل انھیں مذاہب ہی کی بنیاد پر مرتب کیا ہے، اسکے لئے انھوں نے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنے کی قطعاً زحمت گوارہ نہ کی کہ انھیں صواب و خطا اور حق و باطل کی معرفت اور تمیز ہو سکے، بلکہ انھوں نے "ائمہ کا اختلاف رحمت ہے" کے طریقے کو اپنایا، اور پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساری رخصتوں اور سہولتوں اور مزعومہ مصلحتوں کو اکٹھا کر دیا۔ امام سلیمان تیمی نے بڑی اچھی بات کہی ہے، فرماتے ہیں: اگر تم نے ہر عالم کی رخصت پر عمل کیا تو تمہارے اندر ساری برائی جمع ہو جائے گی۔ اسے ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے (۲/۹۱-۹۲) اور اسکے بعد فرمایا:

اس پر امت کا اجماع ہے، اور مجھے اس میں کسی اختلاف کا علم نہیں۔

پس ہم اسی تقلید کا انکار کرتے ہیں، اور آپ نے دیکھا کہ ہمارا انکار اجماع کے مطابق ہے۔ رہے وہ مختلف فیہ مسائل جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی واضح نص موجود نہیں ان میں حق وصواب کی معرفت کے لئے، یا نص تو ہے مگر وہ مزید وضاحت کا محتاج ہے اس کے لئے ائمہ کے اقوال کی طرف رجوع کرنے اور ان سے استفادہ کرنے اور مدد لینے کے ہم منکر نہیں، بلکہ ہم اسکا لوگوں کو حکم دیتے اور اس پر اکساتے ہیں۔ کیونکہ جو قرآن وحدیث سے رہنمائی حاصل کرنا چاہے اس کو اس سے فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے (۲/۱۷۲) فرمایا ہے:

میرے بھائی تم پر فرض ہے کہ اصول (کتاب وسنت) کو باہتمام حفظ کرو اور یہ بات یاد رہے کہ جس نے احادیث اور قرآن میں منصوص احکام کو حفظ کرنے کا اہتمام کیا، اور فقہاء کے اقوال میں غور وخوض سے کام لے کر انھیں اپنے اجتہاد کا سہارا، طرق فکر ونظر کا رہنما اور ایک سے زیادہ معانی کا احتمال رکھنے والی مجمل سنتوں کی تفسیر قرار دیا، اور کسی امام کی تقلید اس طرح نہ کی جس طرح کہ سنت کی اتباع ہر حال میں بلا پس وپیش اور بغیر کسی تردد کے واجب ہوتی ہے، اور احادیث نبویہ کے حفظ اور ان میں غور وخوض سے کام لینے میں علماء کے جادہ سے نہیں ہٹا بلکہ ان میں بحث وتمحیص اور غور وفہم میں انکے قدم بہ قدم چلا، اور افادات وتنبیہات میں انکی مساعی جمیلہ کا شکر گذار رہا اور ان کی اصابت رائے پر جن کی انکے یہاں اکثریت ہے ان کی مدح وستائش کی، اور ان ائمہ کو لغزشوں سے مبرا نہیں سمجھا جیسا کہ خود بھی انھوں نے اپنے کو لغزشوں سے بری نہیں قرار دیا، تو یہی وہ طالب علم ہے جو سلف صالحین کی راہ پر گامزن ہے، اور وہی خوش نصیب اور راہ ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا متلاشی ہے، نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و کردار کا پیرو کار ہے۔

مگر جس نے اپنے کو فکر و تدبر سے دور رکھا اور ہماری مذکورہ باتوں سے اعراض اور روگردانی کی اور سنن کی اپنی رائے اور قیاس سے مخالفت کی، اور احادیث کو اپنے مبلغ علم کا تابع فرمان بنانا اسکا مقصد حیات رہا تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے لیکن جو ہماری بیان کردہ ساری باتوں سے جاہل ہو، اور بغیر علم کے بے دریغ فتویٰ دینے لگے تو وہ اور بھی بے بصیرت اور گمراہ تر ہے۔

فَهٰـذَا الْحَـقُّ لَيس بِـهِ خَفـَـاءٌ

واضح اور روشن راہ تو یہ ہے،

فَـدَعْنِي عَـنْ بُنَيَّاتِ الطَّـرِيْقِ

پھر مجھے تم پگڈنڈیوں پر کیوں لیجا رہے ہو

(۴) چوتھا شبہ: پھر بعض مقلدین کے یہاں ایک غلطی عام ہے جو انھیں ان کے مذہب کے خلاف حدیثوں پر عمل پیرا ہونے سے مانع ہوتی ہے، اور وہ غلطی یہ ہے کہ ان کا گمان ہے کہ مخالف مذہب حدیثوں پر عمل کرنے کا لازمی مطلب امام صاحب کی غلطی ثابت کرنا ہے، اور امام صاحب کی خطا اور غلطی ثابت کرنے کا مطلب ان پر حملہ کرنا ہے، اور جب کسی معمولی مسلمان پر حملہ کرنا جائز نہیں ہے تو کسی امام پر کیسے جائز ہو سکتا ہے؟!

جواب: یہ مطلب غلط اور باطل ہے جسکا سبب سنت کے سمجھنے کی کوشش سے روگردانی اور انحراف ہے، ورنہ یہ مطلب کسی عقلمند مسلمان کی زبان پر نہیں آسکتا تھا، کیونکہ نبی ﷺ کا خود ارشاد ہے: اگر فیصلہ کرنے والا اجتہاد سے فیصلہ کرے اور اجتہاد درست ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا، اور اگر اجتہاد خطا کر جائے تو اسے ایک گونہ ثواب ملے گا[۱]۔

پس یہ حدیث مطلب مذکور کی تردید کرتی اور اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں

---

[۱] بخاری و مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے کہ جب کوئی یہ کہے کہ فلاں امام سے خطا ہو گئی ہے تو اس کا مطلب شریعت میں یہ ہوا کہ فلاں ایک اجر کا مستحق ہوا، پس جب غلطی ثابت کرنے والے کی نظر میں امام صاحب مستحق اجر وثواب ٹھہرے تو پھر ان کے مطعون ہونے کا وہم وگمان کہاں سے پیدا ہوا لہذا شبہ یہ ایک باطل گمان ہے اور جو بھی اس میں مبتلا ہو اس پر فرض ہے کہ اس سے توبہ اور رجوع کرے ورنہ وہ خود ہی مسلمانوں کی شان میں مرتکب طعن وتشنیع ہوگا، اور کسی معمولی درجے کے انسان کی شان میں نہیں بلکہ اکابرین ائمہ صحابہ وتابعین اور بعد کے ائمہ مجتہدین وغیرہ کی شان میں اس جرم کا مرتکب ہوگا، کیونکہ ہمیں یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ اکابر ائمہ دین باہم ایک دوسرے کی غلطی ثابت کرتے اور اسکی تردید کرتے [1]، تو کیا کوئی عقلمند انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ حضرات آپس میں ایک دوسرے پر زبان طعن وتشنیع دراز کیا کرتے تھے، بلکہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا جس کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر بیان فرمائی اس پر رسول اللہ ﷺ نے انکی تغلیط کی اور فرمایا کہ تمہارا کچھ کہنا تو صحیح ہے مگر کچھ میں تم سے غلطی ہو گئی ہے [2] تو کیا نبی ﷺ نے یہ کہہ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مطعون قرار دیا تھا؟!

اور عجیب بات یہ ہے کہ مقلدین اسی وہم وگمان کی بنا پر اپنے مذہب کی مخالف حدیثوں پر عمل نہیں کرتے کیونکہ ان کے نزدیک ان حدیثوں پر عمل کرنے کا معنی امام صاحب پر طعن کرنا ہے، امام صاحب کا احترام وتعظیم انکے یہاں تب ہے جب حدیثوں کی مخالفت کر کے ان کی تقلید کی جائے، اور وہ اسی مزعوم وموہوم طعنہ زنی سے بچنے کیلئے امام صاحب کی تقلید پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

یہ مقلد حضرات نادانستہ طور پر بھول رہے ہیں کہ یہ لوگ اس وہم وگمان کی بنا پر جس چیز سے بھاگے تھے اس سے بڑی برائی میں پڑ گئے، کیونکہ اگر ان سے کوئی کہے کہ امام کی اتباع وتقلید اگر ان کے احترام پر دلالت کرتی ہے اور ان کی مخالفت ان پر طعنہ زنی پر، تو پھر آپ لوگوں نے اپنے لئے یہ کیسے جائز کر لیا کہ نبی ﷺ کی حدیثوں کی مخالفت کریں، اور انھیں چھوڑ کر امام صاحب کی

۱۔ صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ پر امام مزنی کا قول اور صفحہ ۱۱۰ پر حافظ ابن رجب کا قول ملاحظہ کریں۔

۲۔ بخاری و مسلم، اور اس قصے اور اس کی تخریج کو "الأحاديث الصحيحة حديث نمبر ۱۲۱" میں دیکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کریں، جبکہ امام صاحب نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی ان پر طعن و تشنیع کفر ہے، پس اگر آپ لوگوں کے نزدیک امام صاحب کی مخالفت کا معنی ان پر طعن ہے، تو نبی ﷺ کی مخالفت کا معنی تو بدرجہ اولیٰ ان پر طعن ہوگا، بلکہ یہ تو عین کفر ہے ——— نعوذ بالله من ذلك ——— اس بات کا تو بہر حال مقلد حضرات کوئی جواب نہیں دے سکتے، ہاں بعض مقلدین کو اس کے جواب میں بارہا صرف یہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے امام صاحب کو چونکہ حدیث کا علم ہم سے زیادہ تھا اس لئے ہم نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے حدیث کو ترک کر دیا ہے۔

ہمارے پاس اس بات کے کئی جوابات ہیں جس کی تفصیل کیلئے یہ مقدمہ ناکافی ہے، اس لئے ہم صرف ایک جواب پر اکتفا کرتے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ فیصلہ کن ثابت ہوگا، اور وہ جواب یہ ہے:

صرف آپ کے امام ہی آپ سے حدیث کے زیادہ جاننے والے نہ تھے بلکہ دسیوں اور سیکڑوں ائمہ ایسے گذرے ہیں جنھیں آپ سے زیادہ حدیث کا علم تھا، پس اگر صحیح حدیث آپ کے مذہب کے خلاف ہو، لیکن دیگر ائمہ میں سے کسی نے اس حدیث کو قبول کیا ہو، اس صورت میں تو آپ کے نزدیک اس پر عمل کرنا ضروری اور فرض ہوا، اس لئے آپ کی مذکورہ بات یہاں تو چل نہیں سکتی، کیونکہ آپ کا مخالف از راہ معارضہ کہے گا کہ جس امام نے اس حدیث کو قبول کیا ہے ہم نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس حدیث کو قبول کیا ہے، اس لئے کہ اس حدیث کے موافق امام کی اتباع اسکے مخالف امام کی اتباع سے بہتر ہے، یہ بات انشاء اللہ تعالیٰ اتنی واضح و عیاں ہے کہ کسی پر مخفی نہیں رہ سکتی، اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ -

:چونکہ ہماری کتاب نبی ﷺ کے طریقۂ نماز سے متعلق صرف صحیح حدیثوں پر مشتمل ہے اس لئے جو ان پر عمل نہ کرے وہ قطعاً معذور نہیں سمجھا جائے گا، کیونکہ اس میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جسے علماء نے متفقہ طور پر ترک کر دیا ہو ——— اور معاذ اللہ کہ وہ ایسا کریں ——— بلکہ جو مسئلہ بھی اس کتاب میں وارد ہوا ہے اس کا قائل علماء کا کوئی نہ کوئی گروہ ضرور ہے، اور جو اسکا قائل نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ نہ یہ کہ صرف معذور ہے بلکہ وہ ایک اجر و ثواب کا مستحق بھی ہے، کیونکہ یا تو اسے وہ حدیث سرے سے پہنچی ہی نہیں، یا پہنچی مگر بسند ضعیف پہنچی، یا پھر اس حدیث کو قبول نہ کرنے کا اس عالم کے پاس کوئی اور دوسرا عذر معقول رہا ہو جسے اہل علم جانتے ہیں۔ لیکن اس عالم کے بعد اگر کسی کے یہاں اس حدیث کی صحت ثابت ہو جائے تو وہ حدیث چھوڑ کر امام کی تقلید کرنے میں معذور نہیں سمجھا جائے گا، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ حدیث معصوم کی اتباع کرے، اور اسی بات کی دعوت دینا اس مقدمہ کا مقصد بھی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾[1]

اے ایمان والو! جب تمہیں اللہ اور اس کے رسول حیات بخش چیز کی طرف دعوت دیں تو تم ان کی دعوت کو قبول کر لو، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اسکے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، اور تمہیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ حق بات کہتا ہے اور وہی راہ راست کی ہدایت دیتا ہے اور وہ بڑا ہی اچھا ساتھی اور مددگار ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

دمشق ۲۰/۵/۱۳۸۱ھ

محمد ناصر الدین البانی

۱۔ سورۃ الأنفال [آیت ۲۴]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل کتاب

صفۃ صلاۃ النبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کی طرف رخ کرنے کا بیان

رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرض اور نفل دونوں نمازوں میں کعبہ کی طرف رخ کرتے[۱] اور اس کا حکم دیتے ہوئے "مسیئی صلاۃ" سے کہا کہ: "جب نماز کے لئے اٹھو تو اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہو[۲]۔

اور سفر میں رسول اللہ ﷺ نوافل اور وتر اپنی سواری پر پڑھتے، چاہے اس کا رخ ـــــ پورب پچھم ـــــ جس طرف بھی ہوتا[۳]۔ اور اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا قول نازل ہوا ﴿فَأَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ [سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵][۴] جدھر بھی تم پھرو گے اللہ کا رخ وہیں ہے۔

اور بسا اوقات جب آپ اپنی اونٹنی پر نفل پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے قبلہ رخ کر کے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے، پھر جس سمت بھی سواری انہیں لے جاتی نماز پڑھتے رہتے[۵] سواری پر سر کے اشارے سے رکوع و سجود کرتے تھے اور سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکاتے[۶] اور جب فرض پڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواری سے اترتے اور قبلہ کی طرف رخ کرتے[۷] اور شدید جنگ کی صورت میں اپنی امت کیلئے نماز کا یہ طریقہ مقرر کیا کہ: "پیدل اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے یا سوار

۱ـ یہ متواتر ہونے کی وجہ سے یقینی ہے اس لئے اس کی تخریج کی ضرورت نہیں، بطور دلیل کچھ باتیں آگے آرہی ہیں۔

۲، ۳ـ بخاری و مسلم، سراج اور دوسرے نمبر کی تخریج إرواء الغلیل حدیث نمبر ۲۸۹ میں کی گئی ہے۔

۴ـ اس حدیث کی روایت امام مسلم نے کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۵ـ اس حدیث کو ابوداؤد نے اور ابن حبان نے الثقات ج ۱/ ۱۲ میں اور ضیاء مقدسی نے الأحادیث المختارۃ میں بسند حسن روایت کیا ہے جسے ابن السکن نے صحیح قرار دیا ہے اور ابن الملقن نے "خلاصة البدر المنیر ج ۱/ ۲۲" میں اور ان لوگوں سے پہلے عبدالحق اشبیلی نے الأحکام الکبری حدیث نمبر ۱۳۹۴ میں (میری تحقیق سے) اور ابن ہانی نے مسائل الامام احمد ج ۱/ ۶۷ میں امام احمد کی یہی رائے نقل کی ہے۔

۶ـ احمد، ترمذی، اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

۷ـ بخاری، احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ کر نماز پڑھ لیں قبلہ کی طرف رخ رہے یا نہ رہے"[۱]۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ دشمن سے گتھم گتھا ہو جائیں تو بس "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا اور سر کا اشارہ ہی کافی ہے"[۲]۔ آپ کہا کرتے تھے کہ: "مشرق و مغرب کا سارا درمیانی حصہ قبلہ ہے"[۳]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ کسی سفر یا سریہ میں تھے کہ بدلیوں نے ہمیں آلیا، نتیجتاً ہم نے قبلہ معلوم کرنے کی بڑی کوشش کی پر قبلہ کا اختلاف ہم میں باقی رہا، اس لئے ہر شخص نے الگ الگ نماز پڑھی، اور ہم میں سے ایک شخص نے اپنے سامنے لکیر کھینچ لی تا کہ ہمیں اپنی جگہوں کا پتہ رہے، پس جب صبح کو ہم نے وہ لکیر دیکھی تو معلوم ہوا کہ ہماری نمازیں غیر قبلہ کی طرف ہوئی ہیں، نبی ﷺ سے اس قصہ کا ہم نے ذکر کیا —— تو ہمیں آپ نے نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا —— اور فرمایا: "تمہاری نمازیں ہو گئیں"[۴]۔

اور رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی سمت اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ کعبہ آپ کے سامنے ہوتا، اس وقت تک یہ آیت اتری نہ تھی ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾[۵] (اے محمد) ہم آسمان کی طرف تمہارے چہرے کی الٹ پھیر کو دیکھ رہے ہیں، تو ہم تمہیں یقیناً اسی قبلہ کی طرف جسے تم پسند کرتے ہو پھیر دے رہے ہیں، پس تم اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو[۵]۔

اور جب یہ آیت اتر گئی تو نبی ﷺ نے کعبہ کی طرف رخ کر لیا، ابھی لوگ مقام قباء میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی آدمی نے آکر خبر دی کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل

۱۔ بخاری، مسلم، اور إرواء الغليل حدیث نمبر ۵۸۸ میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۲۔ بیہقی بسند صحیحین

۳۔ ترمذی، حاکم، اور دونوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور اس حدیث کی تخریج میں نے إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل حدیث نمبر ۲۹۲ میں کی ہے، اور بحمد اللہ اب وہ چھپ چکی ہے۔

۴۔ دار قطنی، حاکم، بیہقی اس کا ایک شاہد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اور دوسرا شاہد طبرانی میں ہے، نیز اس حدیث کی تخریج إرواء الغليل حدیث نمبر ۲۹۴ میں کی گئی ہے۔

۵۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا جس میں انھیں کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے، سنو تم لوگ بھی اب اسکی طرف رخ کرلو، اس وقت ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے ——— لیکن یہ حکم سنتے ہی ——— سبھی گھوم گئے اور ان کے امام نے بھی گھوم کر کعبہ کی طرف اپنا رخ کرلیا[1]۔

نماز میں کھڑے ہونے کا بیان

نبی ﷺ فرض و نفل دونوں میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ "اللہ کے سامنے چپ چاپ فرماں بردار بن کر کھڑے رہو"[2] کے بیان کے مطابق قیام فرماتے تھے، لیکن سفر میں اپنی سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل پڑھا کرتے تھے، سخت جنگ کی صورت میں آپ نے اپنی امت کے لئے یہ طریقہ مقرر کیا کہ کھڑے کھڑے یا سواری پر نماز پڑھیں، جیسا کہ پہلے بیان ہوا، اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى[3] وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْرُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾[4]

نمازوں کی اور خاص طور سے بیچ کی[3] نماز کی پابندی کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے چپ چاپ فرماں بردار بن کر کھڑے رہو، اور اگر تمہیں خوف ہو تو پاؤں کے بل یا سوار ہو کر نماز پڑھ لیا کرو، پھر جب امن میسر آجائے تو تم اللہ تعالیٰ کا ذکر ویسے ہی کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا جس کا تمہیں پتہ بھی نہ تھا[4]۔

۱۔ بخاری، مسلم، احمد، سراج، طبرانی (۳/۱۰۸/۲)، ابن سعد ج ۱/ ۲۴۳، اور یہ حدیث إرواء الغليل حدیث نمبر ۲۹۰ میں مذکور ہے۔

۲۔ سورۃ البقرۃ [آیت ۲۳۸]

۳۔ صحیح قول کے مطابق اس سے مراد نماز عصر ہے جمہور علماء کی یہی رائے ہے جن میں ابو حنیفہ اور صاحبین بھی شامل ہیں، اس سلسلے میں بہت ساری احادیث آئی ہیں جنھیں حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

۴۔ سورۃ البقرۃ [آیت ۲۳۸، ۲۳۹]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرض الموت میں نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی[1] اور اس سے پہلے بھی آپ نے ایک مرتبہ بیٹھ کر نماز پڑھی تھی، یہ اس وقت کی بات ہے جب "آپ بیمار ہوئے اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو انھیں آپ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ تو سب بیٹھ گئے، پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: یقیناً قریب تھا کہ تم لوگ اہل فارس و روم جیسا کام کیا ہوتا کہ ان کے بادشاہ حضرات تو بیٹھے رہتے ہیں اور باقی لوگ ان کے پاس کھڑے رہتے ہیں، اس لئے تم ایسا نہ کرنا، امام بنایا ہی گیا ہے اس لئے کہ اسکی اقتداء کی جائے، تو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو"[2]

مریض کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بیان

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بواسیر[3] تھی اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اسکی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر پڑھو[4]۔

ان کا یہ بھی بیان ہے کہ "میں نے بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ: افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے، مگر جو بیٹھ کر

۱۔ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

۲۔ بخاری، مسلم اور اس حدیث کی تخریج میں نے اپنی کتاب ارواء الغلیل حدیث نمبر ۳۹۴ میں کی ہے۔

۳۔ بواسیر باسور کی جمع، باء اور نون دونوں طرح اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے، باسور تو مقعد کے اندرونی حصہ میں ورم کی بیماری کا نام ہے، اور ناسور ایک ایسا خراب زخم ہے کہ جب تک اس میں فاسد مادّہ موجود رہے تب تک وہ اچھا ہونے کا نام ہی نہیں لیتا (فتح الباری میں اسی طرح مذکور ہے)۔

۴۔ بخاری، ابوداؤد، احمد، امام خطابی کہتے ہیں کہ: عمران کی حدیث سے مراد وہ فرض نماز ادا کرنے والا مریض ہے جو بہ مشقت تمام کھڑا ہو سکتا ہو تو اس آدمی کی نماز کا ثواب جو بیٹھ کر پڑھ رہا ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا آدھا قرار دیا گیا، آپ نے اسے یہ حکم نماز میں کھڑے ہونے کی رغبت دلانے کیلئے دیا، باوجودیکہ اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری ج ۲/ ۴۶۸ میں کہا ہے کہ، یہ بڑی مناسب توجیہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھے اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا، اور جو سو کر اور ایک روایت کے مطابق لیٹ کر نماز پڑھے تو اسکو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا[۱]۔

اس سے ——— تندرست نہیں ——— مریض آدمی کی نماز مراد ہے، کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس آئے جو بسبب مرض بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ "بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے آدھے کے برابر ہے"[۲]۔

نبی ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی تو اسے تکیہ پر نماز پڑھتے دیکھا پس اسے لیکر پھینک دیا، پھر اس نے ایک عود[۳] لیکر اس پر نماز پڑھنا چاہا تو آپ نے اسے بھی لیکر پھینک دیا اور کہا کہ: اگر ہو سکے تو زمین پر نماز پڑھو ورنہ اشارے سے کام لو، اور سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ جھکاؤ[۴]۔

کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان

کشتی میں نماز پڑھنے کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا "ڈوبنے کا ڈر نہ ہو تو اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو، ورنہ بیٹھ کر"[۵]۔

۱۔ دیکھئے صفحہ گزشتہ کا حاشیہ نمبر ۳

۲۔ احمد، ابن ماجہ بسند صحیح

۳۔ یعنی لکڑی، لسان العرب، میں ہے "العود کل خشبة دقت، وقیل: العود خشبة کل شجرة دق أو غلظ" عود ہر پتلی لکڑی کو کہتے ہیں، یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ عود درخت کی ہر پتلی یا موٹی لکڑی کو کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں، حدیث دوسرے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ پہلے قول سے حدیث کی تفسیر کرنا مستبعد ہے۔

۴۔ طبرانی، بزار، ابن السماک نے اپنی حدیث کے (۲/۶۷) میں، بیہقی۔ اس کی سند صحیح ہے جیسا کہ میں نے سلسلة الأحادیث الصحیحة حدیث نمبر ۳۲۳ میں بیان کیا۔

۵۔ بزار (۶۸)، دار قطنی، سنن عبد الغنی مقدسی ج ۲/ ۸۲، اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

فائدہ: کشتی میں نماز کا جو حکم ہے وہی حکم جہاز میں بھی ہے کہ اگر ہو سکے تو کھڑے کھڑے پڑھے ورنہ بیٹھ کر اشارے سے رکوع اور سجدہ کر کے نماز ادا کرے، جیسا کہ گذر چکا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ جب عمر دراز ——— بوڑھے ——— ہوگئے تو اپنی نماز کی جگہ میں ایک کھمبے کا سہارا لیکر نماز پڑھتے[1]۔

تہجد میں کھڑے ہونے اور بیٹھنے کا بیان

نبی ﷺ رات میں دیر تک کھڑے کھڑے اور کافی دیر تک بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتے تھے، جب قرأت کھڑے ہو کر کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے، اور جب قرأت بیٹھے ہوئے کرتے تو رکوع بھی بیٹھے ہوئے کرتے[2]۔

"اور کبھی جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو بیٹھے بیٹھے ہی قرأت بھی کرتے، اور جب تیس چالیس آیت کے بقدر قرأت باقی رہتی تو آپ اٹھ کھڑے ہوتے اور کھڑے کھڑے ہی قرأت کرتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے، اور پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے[3]۔

آپ جب عمر دراز ہوگئے تو زندگی کے آخری ایام میں نفل بیٹھ کر پڑھا، اور یہ وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے[4]۔ اور "چار زانو بیٹھتے تھے"[5]۔

جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

نبی ﷺ کبھی ننگے پاؤں اور کبھی جوتے پہن کر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے[6] اور اپنی امت کو اس کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا، جب کوئی نماز پڑھے تو جوتے پہن لے یا نکال کر اپنے

۱۔ ابوداؤد، حاکم۔ اس حدیث کو حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کی تخریج میں نے سلسلة الأحاديث الصحيحة حدیث نمبر: ۳۱۹ اور إرواء الغليل حدیث نمبر: ۳۸۳ میں کی۔

۲۔ مسلم، ابوداؤد

۳۔ بخاری، مسلم

۴۔ مسلم، احمد

۵۔ نسائی، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح (۱/۱۰۷/۲) میں، عبدالغنی مقدسی نے سنن (۸۰/۱) میں، حاکم۔ اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۶۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، یہ حدیث متواتر ہے جیسا کہ طحاوی نے ذکر کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں پیروں کے درمیان رکھ لے اور دوسروں کو اس سے تکلیف نہ دے[1]۔

اور بسا اوقات جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی تاکید کی اور کہا، یہودیوں کی مخالفت کرو اس لئے کہ وہ نہ جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں اور نہ موزے پہن کر[2]۔

اور بسا اوقات بحالت نماز پاؤں سے جوتا نکالا، پھر بھی نماز کا سلسلہ بر قرار رکھا، جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، ابھی کچھ ہی نماز ہوئی تھی کہ جوتا اتار کر بائیں جانب رکھ دیا، لوگوں نے جب آپ کو ایسا کرتے دیکھا تو انھوں نے بھی اپنے اپنے جوتے اتار دیئے، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا کہ: تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے، تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اپنا جوتا اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے، تو آپ نے ارشاد فرمایا "جبرئیل نے آکر مجھے بتایا کہ اس میں گندگی لگی ہے اس لئے میں نے انھیں اتار دیا، پس اب جب کوئی مسجد آئے تو اپنے جوتے دیکھ لے، اگر ان میں گندگی لگی دیکھے تو انھیں پونچھ لے اور انھیں پہن کر نماز پڑھے"[3]۔

اور جب آپ جوتے نکالتے تو بائیں جانب رکھا کرتے[4]۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ "جب کوئی نماز پڑھے تو جوتے نہ دائیں رکھے نہ بائیں کہ دوسرے کی دائیں جانب پڑ جائے الا یہ کہ بائیں جانب کوئی نہ ہو، اور بہتر تو یہ ہے کہ انھیں اپنے دونوں پاؤں کے درمیان رکھے"[5]۔

منبر پر آپ کے نماز پڑھنے کا بیان

ایک بار نبی ﷺ نے منبر پر نماز پڑھی (ایک روایت میں ہے کہ وہ منبر تین زینوں[6] کا

۱، ۲۔ ابو داؤد، زوائد بزار (۵۳)، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۳، ۵۔ ابو داؤد، ابن خزیمہ، حاکم، اور انھوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور نمبر (۳) کی تخریج إرواء الغلیل حدیث نمبر: ۲۸۴ میں کی گئی ہے۔

۴۔ ابو داؤد، نسائی، ابن خزیمہ (۱/۱۱۰/۲) بسند صحیح

۶۔ سنت یہ ہے کہ منبر تین زینوں کا ہو زیادہ کا نہیں، تین سے زائد زینے اموی دور کی بدعت ہے جو اکثر صف کے درمیان آجانے کی وجہ سے اسے کاٹ دیتے ہیں، اور اس سے فرار اختیار کر کے منبر کو مسجد کے مغربی گوشے یا محراب میں بنانا ایک دوسری بدعت ہے، ایسے ہی جنوبی دیوار میں اسے گیلری کی طرح بلند بنانا بھی بدعت ہے کہ جہاں تک پہنچنے کیلئے دیوار سے چپکے ہوئے زینے کا سہارا لیا جاتا ہے، حالانکہ بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ فتح الباری ج ۲/ ۳۳۱ دیکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا) تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہا حالانکہ آپ اس وقت منبر پر تشریف فرما تھے (پھر اسی پر آپ نے رکوع کیا) پھر جب رکوع سے اٹھے تو پیچھے ہو کر منبر سے نیچے اتر کر سجدہ کیا، اور پھر دوبارہ اپنی پہلی جگہ ـــــ منبر ـــــ پر لوٹ آئے [پھر اس رکعت میں بھی وہی سب کچھ کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا] اور آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: لوگو! میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکھ لو[1]۔

سترہ اور اس کی فرضیت کا بیان

نبی ﷺ سترہ سے اس طرح قریب ہو کر کھڑے ہوتے کہ آپ اور دیوار ـــــ سترہ ـــــ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا[2] اور سجدہ کی جگہ اور دیوار ـــــ سترہ ـــــ کے درمیان ایک بکری کے گذرنے کی جگہ باقی رہتی تھی[3]۔

اور فرماتے تھے کہ: سترہ کے بغیر نماز نہ پڑھو اور نہ کسی کو اپنے سامنے سے گذرنے دو، اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے بھڑ جاؤ کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے[4]۔

اور آپ فرماتے تھے کہ: جب کوئی سترہ رکھ کر نماز پڑھے تو اس سے قریب رہے تاکہ

۱ـ بخاری، مسلم، دوسری روایت مسلم کی ہے، ابن سعد ج ۱/ ۲۵۳، إرواء الغلیل حدیث نمبر ۵۴۵ میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۲ـ بخاری، احمد

۳ـ بخاری، مسلم

۴ـ صحیح ابن خزیمہ (۱/ ۹۳/ ۱) بسند جید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطان اس کی نماز کو برباد نہ کر دے[1]۔

اور بسا اوقات مسجد کے کھمبے کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے تھے[2]۔

میدان میں جہاں کوئی چیز بطور سترہ کے نہ ہوتی۔ وہاں جب بھی آپ نماز پڑھتے تو اپنے سامنے نیزہ گاڑ لیا کرتے اور پھر اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے صف بستہ ہوتے[3]۔ اور کبھی اپنی اونٹنی کو عرض میں —— سامنے کھڑا —— کر کے اسکی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے[4]۔ یہ صورت حال اونٹ کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے مختلف ہے اس لئے کہ "آپ نے وہاں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے"[5] اور کبھی کجاوہ کو سیدھا رکھ کر اسکی پچھلی لکڑی کی آڑ لے کر نماز پڑھتے تھے[6]۔ اور فرمایا کرتے تھے "اذا وضع أحدكم بين يديه مثل مؤخرة[7] الرحل فليصل ولايبالي من مروراء ذلك"[8]۔

۱۔ ابو داؤد، زوائد بزار ص ۵۴، حاکم اور انھوں نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی و نووی نے ان کی تائید کی ہے۔

۲۔ میں کہتا ہوں کہ: امام اور منفرد سب کیلئے سترہ کا ہونا ضروری ہے گرچہ بڑی مسجد ہو، ابن ہانی نے اپنی کتاب "مسائل امام احمد" ج ۱/۶۶ میں کہا ہے۔

:ابو عبداللہ یعنی امام احمد نے ایک دن مجھے سترہ کے بغیر نماز پڑھتے دیکھا تو کہا کہ کسی چیز کا سترہ بنالو تو میں نے ایک آدمی کو سترہ بنالیا۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد اس میں اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ سترہ اختیار کرنے میں چھوٹی اور بڑی مسجد کے درمیان کوئی فرق نہیں اور یہی حق ہے۔ جن ملکوں کا میں نے چکر لگایا ہے ان ساری جگہوں میں عام نمازیوں نے، خواہ امام ہوں یا دوسرے لوگ سبھوں نے اس مسئلہ میں کوتاہی سے کام لیا ہے انھیں میں سعودیہ بھی ہے جہاں مجھے پہلی بار رجب ۱۴۱۰ھ میں گھومنے کا موقع ملا، اب یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو خبر دار کریں اور انھیں اس پر ابھاریں اور اس کے مسائل ان کے سامنے بیان کریں، اور انھیں یہ بھی بتائیں کہ نماز میں سترہ کا مسئلہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کو بھی شامل ہے۔

۳۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ

۴، ۵۔ بخاری، احمد

۶۔ مسلم، ابن خزیمہ ج ۲/ ۹۲، احمد

۷۔ م کے ضمہ، خ کے کسرہ اور ہمزہ کے سکون کے ساتھ، اس میں دوسری لغتیں بھی ہیں: کجاوہ کے پیچھے آخر میں جو لکڑی لگی ہوتی ہے اسے "مؤخرۃ" کہتے ہیں۔

۸۔ مسلم، ابو داؤد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جب کوئی اپنے سامنے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی سی کوئی چیز رکھ لے تب نماز پڑھے اور پھر اس لکڑی سے پیچھے گذرنے والی چیزوں کی کوئی پرواہ نہ کرے“۔

اور ایک مرتبہ ایک درخت کی آڑ لیکر آپ نے نماز پڑھی[۱] اور کبھی آپ چارپائی کی طرف نماز پڑھتے جبکہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر اپنی جھالردار چادر کے نیچے لیٹی رہتیں[۲]۔

اپنے اور سترہ کے درمیان نبی ﷺ کسی چیز کو گذرنے نہ دیتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ، آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بکری بھاگتی ہوئی سامنے چلی آرہی تھی تو جلدی سے آپ نے[۳] پہل کرکے اپنے پیٹ کو دیوار سے لگادیا اور اسے آپ کے پیچھے سے گذرنا پڑا[۴]۔

آپ نے ایک بار فرض نماز پڑھتے ہوئے مٹھی باندھ لی، پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کوئی نئی بات ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی نئی بات تو نہیں ہوئی، ہاں البتہ شیطان نے میرے سامنے سے گذرنا چاہا تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اپنے ہاتھ میں اسکی زبان کی ٹھنڈک محسوس کی۔ اللہ کی قسم میرے بھائی سلیمان اگر مجھ سے پہلے دعا نہ کر گئے ہوتے تو وہ مسجد کے کسی کھمبے میں باندھ دیا جاتا تاکہ مدینہ کے بچے اسے دیکھتے، پس جس کیلئے ممکن ہو کہ کوئی اسکے اور قبلہ کے درمیان سے نہ گذرے تو وہ ایسا کرے[۵]۔

۱۔ نسائی، احمد بسند صحیح۔

۲۔ بخاری، مسلم، ابو یعلی ج ۳/ ۱۱۰۷ تصویر المکتب الإسلامی۔

۳۔ حدیث میں ”ساعاها“ کا لفظ ہے جس کے معنی ”سابقها“ یعنی دوسرے سے پہلے آگے بڑھنے کے ہوتے ہیں، یہ باب مفاعلت سے ہے اور مادہ ”سعی“ ہے۔

۴۔ صحیح ابن خزیمہ (۱/ ۹۵/ 1)، طبرانی (۳/ ۱۴۰/ ۳)، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۵۔ احمد، دار قطنی، طبرانی بسند صحیح، اور اس معنی کی روایتیں بخاری و مسلم میں موجود ہیں، ان کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت سے بھی اس مفہوم کی روایتیں دیگر کتب میں بھی آئی ہیں۔ یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن کا قادیانی جماعت انکار کرتی ہے اس لئے کہ قرآن و حدیث میں مذکور عالم جن پر وہ ایمان نہیں رکھتے، اور شرعی نصوص کو رد کرنے کا طریقہ

حاشیہ جاری.........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ فرماتے تھے: جب کوئی سترہ کی آڑلے کر نماز پڑھے پھر بھی کوئی اسکے سامنے سے گزرنا چاہے تو وہ اس کا گلا پکڑ کر اسے دھکا دے اور جہاں تک ہو سکے اسے روکے (ایک روایت میں ہے کہ وہ اسے دوبار روکے) اگر اس کے بعد بھی نہ مانے تو اس سے بھڑ جائے، اس لئے کہ وہ شیطان ہی ہے[۱]۔

اور فرماتے تھے کہ: نمازی کے سامنے سے گذرنے والا اگر جانتا کہ اس کا اس پر کتنا گناہ ہوگا تو اسکا چالیس تک رکا رہنا اس کے حق میں نمازی کے سامنے سے گذرنے سے بہتر ہوتا[۲]۔

جو چیزیں نماز کو باطل کر دیتی ہیں

آپ فرمایا کرتے تھے: يقطع صلاة الرجل اذالم يكن بين يديه كآخرة الرحل: المراةالحائض[۳] والحمار والكلب الاسود" یعنی جب سامنے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی سی کوئی چیز نہ ہو تو آدمی کی نماز کو بالغہ عورت، گدھا اور کالا کتا باطل کر دیتے ہیں۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول: کالے اور

.....حاشیہ صفحہ گزشتہ..

انکے یہاں کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہے، اگر وہ قرآنی نصوص ہیں تو وہ ان کے معانی بدل دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ﴿قل أوحی إلی أنه استمع نفر من الجن﴾ کہ جس میں ان لوگوں نے "جن" کو انسان جن سے تعبیر کر لیا ہے اور لفظ "جن" کو بشر کی طرح انسان کے مترادف قرار دیتے ہیں، پس مسئلہ ہذا میں وہ لغت اور شریعت دونوں سے دور جا پڑے، اور اگر ان نصوص کا تعلق حدیث سے ہے تو غلط معنوی تحریف اگر ممکن ہوئی تو ایسا کر لیا ورنہ بڑی آسانی سے اس کے باطل ہونے کا حکم لگا دیا، گو سارے ائمہ حدیث اور ان کے پیچھے پوری امت ان کی صحت بلکہ ان کے تواتر پر متفق ہوں، اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت نصیب کرے۔

۱، ۲۔ بخاری، مسلم، دوسری روایت ابن خزیمہ کی ہے (۱/ ۹۴/ ۱)۔

۳۔ حائض سے مراد بالغہ عورت ہے اور قطع سے باطل ہونا مراد ہے۔ رہی "لايقطع الصلاة شئی" والی روایت تو وہ ضعیف ہے جیسا کہ میں نے تمام المنۃ ص ۳۰۶ اور دوسری کتابوں میں اسے بہ تحقیق بیان کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رخ کرتے میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ: کالا کتا شیطان ہوتا ہے[۱]۔

قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان

قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے منع کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "نہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ ہی اس پر بیٹھو[۲]۔

نیت[۳] کا بیان

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: عمل کا دارومدار نیت ہی پر ہے، اور ہر آدمی کو اسکی نیت ہی کا پھل ملے گا[۴]۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

پھر نبی ﷺ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر نماز شروع کرتے تھے[۵]۔ اور اس کا حکم "مسئی صلاۃ" کو دیتے ہوئے کہا "کسی شخص کی کوئی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اچھی طرح

۱، ۲۔ مسلم، ابوداؤد، ابن خزیمہ (۱/۹۵/۲) تفصیل کیلئے میری دونوں کتابیں "تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد" اور "أحکام الجنائز و بدعھا" کا مطالعہ کریں۔

۳۔ امام نووی نے روضۃ الطالبین ج۱/۲۲۴ میں کہا ہے کہ: نیت ارادے کو کہتے ہیں اس لئے نمازی اپنے ذہن میں نماز اور اس کے اوصاف کو رکھے، مثلاً: یہ نماز ظہر ہے، اور پھر یہ کہ یہ فرض ہے، بعد ازاں تکبیر تحریمہ کہتے وقت ان امور کا بھرپور ارادہ کرے۔

۴۔ بخاری، مسلم وغیرہ۔ اور اس کی تخریج إرواء الغلیل حدیث نمبر (۲۲) میں کی گئی ہے۔

۵۔ مسلم، ابن ماجہ، اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیت کیا میں نے ــــــ اتنی رکعت نماز کی ــــــ جیسے الفاظ سے آپ نماز نہیں شروع کیا کرتے تھے، بلکہ یہ تو بالاتفاق بدعت ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے یا بدعت سیۂ، مگر ہم کہتے ہیں کہ عبادت میں ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے کیونکہ نبی ﷺ کا قول "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے" عام ہے، جسے تفصیل سے بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء نہ کرے اور پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے[۱]۔

آپ فرماتے تھے: مفتاح الصلاة الطهور وتحريمها[۲] التكبير و تحليلها التسليم. یعنی نماز کی کلید صرف وضوء ہے، اور اسکا تحریمہ صرف "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا ہے اور نماز سے صرف بذریعہ "السلام عليكم ورحمة الله" ہی نکلا جا سکتا ہے[۳]۔

آپ بلند آواز سے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا کرتے، یہاں تک کہ پیچھے کے سارے لوگوں کو سنا دیتے[۴]۔

اور جب آپ بیمار ہوئے تو لوگوں تک آپ کی تکبیر پہنچانے کیلئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آواز بلند کی[۵]۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ 'جب امام "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے تو تم بھی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہو[۶]۔

رفع یدین کا بیان

نبی ﷺ کبھی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے تھے[۷]، کبھی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ لینے کے بعد[۸]، اور کبھی اس سے پہلے[۹] اور آپ انگلیاں کھڑی کر کے اس طرح "رفع یدین"

۱۔ طبرانی بسند صحیح

۲۔ یعنی ان سارے افعال کو حرام کرنا جنہیں اللہ نے نماز میں حرام کیا ہے۔ اسی طرح "تحليلها" سے مراد ان سارے افعال کو حلال کرنا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے نماز سے باہر حلال کیا ہے۔ تحریم و تحلیل سے حرام و حلال کرنے والی چیزیں مراد ہیں۔ حدیث جس طرح اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز کا دروازہ بند ہے جسے انسان وضو کے بغیر کھول نہیں سکتا، اسی طرح اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کے علاوہ کسی اور دوسرے جملہ سے تکبیر تحریمہ نہیں ہو سکتی اور "سلام" کے علاوہ انسان کسی اور دوسری چیز کے ذریعہ اس سے نکل نہیں سکتا۔ جمہور کا یہی مذہب ہے۔

۳۔ ابو داؤد، ترمذی، حاکم جنھوں نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ نیز اس حدیث کی تخریج ارواء الغلیل حدیث نمبر (۳۰۱) میں کی گئی ہے۔

۴۔ احمد، حاکم، اور انھوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۵۔ مسلم، نسائی

www.KitaboSunnat.com

۶۔ احمد، بیہقی بسند صحیح

۷، ۸۔ بخاری، نسائی

۹۔ بخاری، ابو داؤد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے کہ نہ وہ پھیلی ہوتیں اور نہ ملی ہی ہوتیں[1]۔ اور "رفع یدین" اپنے کندھوں کے بالمقابل کرتے[2]، اور کبھی کانوں کی لو تک[3]۔

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا فرمان

نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے تھے[4]، اور فرماتے کہ "ہم انبیاء کی جماعت کو جلد افطار کرنے اور دیر میں سحری کھانے، اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے"[5]۔

ایک نمازی کے پاس سے آپ کا گذر ہوا جو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر رکھ کر نماز پڑھ رہا تھا، تو آپ نے اس کا ہاتھ کھینچ کر دائیں کو بائیں پر رکھ دیا[6]۔

دونوں ہاتھوں کے سینے پر رکھنے کا بیان

نبی ﷺ دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، کلائی اور بازو پر رکھتے تھے[7]۔ اور صحابہ کرام کو اس کا حکم بھی دیا[8]۔ اور بسا اوقات دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے رہتے

۱ـ ابوداؤد، ابن خزیمہ (۱/ ۶۲/ ۲، ۶۴/ ۱)، تمّام، حاکم جنھوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۲ـ بخاری، نسائی

۳ـ بخاری، ابوداؤد

۴ـ مسلم، ابوداؤد، اور إرواء الغليل حدیث نمبر ۳۵۲ میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۵ـ ابن حبان، ضیاء بسند صحیح۔

۶ـ احمد، ابوداؤد بسند صحیح

۷ـ ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ (۱/ ۵۴/ ۲) بسند صحیح، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، حوالہ کیلئے موارد الظمآن حدیث نمبر ۴۸۵ دیکھیں۔

۸ـ مالک، بخاری، ابوعوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے[1]۔ اور دونوں ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھتے تھے[2]۔ اور نماز میں "اختصار"[3] سے منع کرتے تھے[4]۔ اور وہ وہی "صلب" —— سولی پر لٹکانا —— ہے جس سے نبی ﷺ منع فرمایا کرتے تھے[5]۔

سجدہ کی جگہ کو دیکھتے رہنے اور نماز میں خشوع وخضوع کا بیان

نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو سر کو جھکائے اور نگاہ کو زمین کی طرف لگائے رکھتے

۱۔ نسائی، دار قطنی بسند صحیح۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ہاتھ پکڑنا سنت ہے، اور پہلی حدیث میں ہاتھ رکھنا، اور یہ دونوں ہی طریقے مسنون ہیں، رہی پکڑنے اور جمع کرنے کی صورت جسے بعض متاخرین حنفیوں نے مستحسن قرار دیا ہے تو وہ بدعت ہے، ان کی ذکر کردہ صورت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور اپنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے، اور باقی تینوں انگلیوں کو پھیلی ہوئی رکھے، جیسا کہ در مختار کے حاشیہ ابن عابدین ج ۱/ ۴۵۴ میں مذکور ہے۔ پس تمہیں بعض متاخرین کے اس قول سے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے۔

۲۔ ابوداؤد، صحیح ابن خزیمۃ (۱/ ۵۴/ ۲)، احمد اور ابوالشیخ نے تاریخ اصبہان ص ۱۲۵ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے، اس حدیث کی ایک سند کو ترمذی نے حسن قرار دیا ہے، اور اس کی ہم معنی روایت موطا اور غور کرنے پر صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ میں نے احکام الجنائز ص ۱۱۸ میں اس حدیث کی سندوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

تنبیہ: ہاتھوں کا سینے پر ہی رکھنا حدیثوں سے ثابت ہے اور اس کے برخلاف جو بھی روایت ہے یا تو وہ ضعیف ہے اور یا تو پھر اس کی کوئی حقیقت ہی نہیں، اس سنت پر امام اسحاق بن راھویہ نے عمل کیا ہے جس کی تفصیل اسحاق بن منصور مروزی نے مسائل الإمام احمد و اسحاق بن راھویہ ص ۲۲۲ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

اسحاق ہمیں وتر پڑھاتے تھے...... اور قنوت میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے اور رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے تھے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں پر یا چھاتیوں کے نیچے رکھتے تھے۔

اور اسی قسم کا قول قاضی عیاض مالکی کا بھی ہے، چنانچہ وہ اپنی کتاب الاعلام ص ۱۵ طبعہ ثالثہ رباط میں مستحبات صلاۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ووضع الیمنی علی ظاھر الیسری عند النحر" یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر گلے کے قریب رکھنا، اور اسی سے ملتی جلتی بات امام احمد کے لڑکے عبد اللہ نے مسائل الإمام أحمد ص ۶۲ میں بیان کیا کہ "میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ جب وہ نماز پڑھتے تو ایک ہاتھ کو دوسرے پر ناف سے اوپر رکھتے"۔ إرواء الغلیل حدیث نمبر (۳۵۳) کا مراجعہ کریں۔

۳۔ اختصار کا معنی کمر پر ہاتھ رکھنے کے ہیں۔

۴۔ بخاری، مسلم اور إرواء الغلیل حدیث نمبر ۳۷۴ میں اس حدیث کی تخریج کی گئی ہے۔

۵۔ ابوداؤد، نسائی وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے[۱]۔ اور جب آپ کعبہ میں داخل ہوئے تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ آپ وہاں سے نکل گئے[۲]۔ آپ کا ارشاد ہے کہ "گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جو نمازی کو مشغول کرتی ہو"[۳]۔ (نماز میں) آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے منع کرتے تھے[۴]۔ اور بتاکید منع کرتے ہوئے فرمایا کہ: لوگ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے باز آجائیں ورنہ انکی نگاہیں واپس نہیں آئیں گی، ایک اور روایت میں ہے' ورنہ ان کی نگاہیں خیرہ کردی جائیں گی[۵]۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ 'جب نماز پڑھو تو اِدھر اُدھر توجہ نہ کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نماز میں اپنا رخ بندہ کے رخ کی طرف اس وقت تک رکھتا ہے جب تک کہ وہ اپنا رخ نہیں پھیرتا[۶]۔ اور نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے متعلق فرمایا کہ "یہ ایک قسم کی چھینا جھپٹی ہے جسے شیطان بندہ کی نماز سے جھپٹ لیتا ہے"[۷]۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب تک بندہ نماز میں اپنا رخ ادھر ادھر نہیں پھیرتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ برابر بندہ کی طرف اپنا رخ کئے رہتا ہے، لیکن جب بندہ اپنا چہرہ ادھر ادھر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا رخ اس سے پھیر لیتا ہے[۸]۔

۱، ۲- بیہقی، حاکم اور انھوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کی بات درست بھی ہے، اور پہلی حدیث کا شاہد دس صحابہ کی روایتیں ہیں، اسے ابن عساکر (۱۷/۲۰۲/۲) نے بھی روایت کیا ہے۔ ارواء الغلیل حدیث نمبر (۳۵۴) ملاحظہ فرمائیں۔

تنبیہ: ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ نمازی کا اپنی نگاہ کو زمین پر سجدہ کی جگہ جمائے رکھنا سنت ہے، پس بعض لوگوں کا نماز میں آنکھیں بند کئے رکھنا فضول اور بیجا پرہیزگاری پر مبنی ہے، بہترین طریقہ تو محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

۳- ابوداؤد، احمد بسند صحیح، اور صحیح ابوداؤد حدیث نمبر (۱۷۷۱) میں اس کی تخریج کی گئی ہے "گھر" سے یہاں کعبہ مراد ہے جیسا کہ حدیث کا سبب ورود اس پر دلالت کرتا ہے۔

۴- بخاری، ابوداؤد

۵- بخاری، مسلم، سراج

۶- ترمذی، حاکم اور دونوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ صحیح الترغیب حدیث نمبر (۳۵۳)۔

۷- بخاری، ابوداؤد

۸- ابوداؤد وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے، ابن خزیمہ وابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ملاحظہ ہو صحیح الترغیب حدیث نمبر (۵۵۵)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(نماز میں) آپ نے تین چیزوں سے منع فرمایا "مرغ کی طرح چونچ مارنے، کتے کی طرح بیٹھنے، اور لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے"[۱]۔

نبی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ "الوداعی نماز پڑھا کرو گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو، لیکن اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"[۲]۔

آپ کا ارشاد ہے کہ "جس شخص کو نماز ملے پھر وہ اچھی طرح وضو کرے، اور خشوع و خضوع سے نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع کرے، تو یہ نماز اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے بشر طیکہ وہ نمازی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے، اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے"[۳]۔

نبی علیہ السلام ایک خمیصه[۴] پہن کر نماز پڑھ رہے تھے جس میں دھاریاں تھیں آپ نے دھاریوں پر ایک نگاہ ڈالی، تو سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ: میرا یہ خمیصه ابو جہم کے پاس لیجاؤ، اور ابو جہم کی انبجانیه[۵] مجھے لاکر دو، اس لئے کہ اس نے تو مجھے ابھی نماز سے غافل کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ: میں نے نماز میں اس کی دھاریوں کو دیکھا تو قریب تھا کہ وہ مجھے فتنے میں ڈال دیں[۶]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، اور وہ کپڑا سہوہ[۷] پر اڑھایا ہوا تھا اور نبی علیہ السلام اس کی طرف رخ کئے نماز پڑھ رہے تھے، آپ جب نماز

۱۔ احمد، ابو یعلی، صحیح الترغیب حدیث نمبر (۵۵۲)۔

۲۔ مخلص نے "احادیث منتقاة" میں، طبرانی درویانی، اور ضیاء مقدسی نے "الأحادیث المختارة" میں اور ابن ماجہ، احمد اور ابن عساکر نے اس حدیث کو روایت کیا ہے جسے فقیہ ہیتمی نے "اسنی المطالب" میں صحیح قرار دیا ہے۔

۳۔ مسلم

۴۔ ریشمی یا اونی دھاری دار کپڑا۔

۵۔ غیر دھاری دار موٹا کپڑا۔

۶۔ بخاری، مسلم، مالک، اور إرواء الغلیل حدیث نمبر (۳۷۶) میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۷۔ چھوٹا حجرہ جو زمین کی طرف معمولی ڈھلوان لئے ہوتا ہے، اور وہ اس چھوٹے گھر کی طرح ہوتا ہے جو بڑے گھر کے اندر ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ چکے تو کہا کہ اس کو میرے سامنے سے ہٹادو [اس لئے کہ اسکی تصویریں میرے سامنے نماز میں بار بار آتی رہیں][1] اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ: جب کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو تو نماز نہیں ہوتی، اور اس حال میں بھی نہیں ہوتی کہ زور کا پیشاب یا پاخانہ لگا ہو[2]۔

تحریمہ کے بعد نماز شروع کرنے کی دعاؤں کا بیان

پھر نبی ﷺ مختلف قسم کی بہت ساری دعائیں پڑھ کر قرأت قرآن کا آغاز فرماتے تھے، ان دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے، بڑائی بیان کرتے اور اسکی تعریف کرتے اور ''مسئی صلاۃ'' کو اس کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ ''کسی کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اللہ عزوجل کی بڑائی، حمد، اور تعریف نہ کرلے اور جو میسر ہو قرآن نہ پڑھ لے''[3]۔

مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کبھی یہ دعاء پڑھتے اور کبھی وہ دعا پڑھتے:

(۱) اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. اس دعاء کو نبی ﷺ فرض نماز میں پڑھتے تھے[4]۔

---

[1] بخاری، مسلم، ابوعوانہ
نبی ﷺ نے تصویروں کو نکالنے اور پھاڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کے صرف ہٹانے پر اکتفا کیا اس لئے کہ ــــــ واللہ اعلم ــــــ وہ جاندار چیزوں کی تصویریں نہ تھیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اس کے علاوہ دوسری تصویروں کو پھاڑ دیا، جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایتوں میں موجود ہے، اور جسے اور زیادہ معلومات درکار ہوں اسے فتح الباری ج ۱۰/۳۲۱ اور غاية المرام فی تخريج احاديث الحلال والحرام ۱۳۱ سے ۱۴۵ صفحہ تک دیکھنا چاہئے۔

[2] بخاری، مسلم اور ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۰/۲) میں دوسری حدیث ہے۔ ارواء الغلیل حدیث نمبر (۸) میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

[3] ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

[4] بخاری، مسلم اور ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۰/۲) میں دوسری حدیث ہے اور ارواء الغلیل حدیث نمبر (۸) میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا (مُسْلِمًا) وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ، وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ[۱]، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ) اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ[۲]، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ جَمِيْعًا، اِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ، لَايَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لَايَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ[۳]، وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ[۴] (وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ) اَنَابِكَ وَاِلَيْكَ (لَامَنْجَا وَلَامَلْجَاَ

۱۔ اکثر روایتوں میں ایسے ہی ہے، اور بعض میں "وانا من المسلمین" کا لفظ ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعض راویوں کا تصرف ہے اور اس کے بعض دلائل بھی ہیں، اس لئے نمازی کو "وانا اول المسلمین" کہنا چاہئے، اس میں اس کے لئے کوئی حرج نہیں، بعض لوگوں نے اس کی مخالفت اس وہم کی بنا پر کی ہے کہ اس کا مطلب ہوگا کہ "اس صفت کا پہلا آدمی میں ہوں جبکہ لوگ اس سے دور تھے" حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی فوری حکم بجا آوری بیان کرنا مقصود ہے۔ جسکی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے "قل إن كان للرحمن ولد فأنا أول العابدين" یعنی کہہ دو کہ اگر اللہ کا کوئی لڑکا ہو تو میں اس کا سب سے پہلا پرستار ہوں۔ اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا "وأنا أول المؤمنين" یعنی میں پہلا مسلمان ہوں۔

۲۔ یعنی میں تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتا۔ ازہری نے اس کا یہی معنی کیا ہے۔

۳۔ یعنی میں تیری اطاعت پر یکے بعد دیگرے قائم ہوں "ألب بالمقام" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "أقام فيه" یعنی مقیم ہو جاتا ہے۔ "سعدیك" یعنی تیرے حکم کا بار بار ناصر و مددگار ہوں اور اس دین کا پیہم تابعدار ہوں جس سے تو راضی ہے۔

۴۔ شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جا سکتی، اس لئے کہ اس کے فعل میں کوئی شر نہیں، بلکہ اللہ عزوجل کے سارے افعال خیر ہیں اس لئے کہ وہ عدل و فضل اور حکمت کے درمیان گردش کرتے ہیں، وہ سب کا سب خیر ہیں جس میں شر نہیں، اور شر ہو اہی شر اس لئے کہ اس کی نسبت اللہ کی طرف نہیں، ابن قیم کا کہنا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ خیر و شر کا خالق ہے، پس شر تو اس کی بعض مخلوقات میں ہے اس کی تخلیق و عمل میں نہیں اسی لئے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس ظلم سے پاک ہے جس کا مطلب کسی چیز کو نامناسب جگہ میں رکھنے کے ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر ہی رکھتا ہے، اور یہ سب کے سب خیر ہیں، شر تو کسی چیز کو نامناسب مقام پر رکھنے کو کہتے ہیں، لیکن جب اسے مناسب مقام پر رکھا جائے گا تو وہ شر نہیں رہے گا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ شر کی نسبت اللہ کی طرف درست نہیں۔ (ابن قیم کہتے ہیں): اگر تم اعتراض کرو کہ جب وہ شر ہے تو اسے پیدا ہی کیوں کیا؟ تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کا شر کو پیدا کرنا ـــــ حالانکہ اس کا فعل خیر ہے شر نہیں ـــــ اس لئے ہے کہ تخلیق و عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دم سے ہے، اور شر کی انجام دہی اور اس سے اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا محال ہے' اور مخلوق میں جو بھی شر ہے وہ اس لئے ہے کہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے عمل اور تخلیق کی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے اس لئے وہ خیر بن گیا"۔

یہ پوری اہم بحث اور تحقیق ان کی کتاب "شفاء العليل في مسائل القضاء والقدر والتعليل" ص ۱۷۸-۲۰۶ میں موجود ہے، لہٰذا اس کی طرف رجوع کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ)، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ " اس دعاء کو فرض اور نفل دونوں میں پڑھتے تھے[1]۔

(۳) وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا مُسْلِمًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ، وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ[2]

(۴) وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا[مُسْلِمًا] وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ، وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ، وَاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ، لَایَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّااَنْتَ، وَقِنِیْ سَیِّئَ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ، لَایَقِیْ سَیِّئَهَا اِلَّااَنْتَ[3].

(۵) سُبْحَانَكَ[4] اَللّٰهُمَّ ! وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ، وَلَااِلٰهَ غَیْرُكَ[5].

اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے اچھا کلام یہ ہے کہ بندہ "سبحانك اللهم ......" کہے[6]۔

۱۔ مسلم، ابو عوانہ، ابو داؤد، نسائی، ابن حبان، احمد، شافعی، طبرانی، اور جس نے اس حدیث کو نفل کیساتھ خاص کیا ہے اس سے وہم ہو گیا ہے۔

۲۔ نسائی بسند صحیح۔

۳۔ نسائی، دار قطنی بسند صحیح۔

۴۔ یعنی "اسبحك تسبيحا" "میں تجھے مکمل طور پر ہر نقص و کمی سے پاک قرار دیتا ہوں" کے معنی میں ہے "وبحمدك" یعنی "ونحن متلبسون بحمدك" یعنی ہم تیری حمد و تعریف میں لگے ہوئے ہیں "وتبارك" یعنی تیرے نام کی برکتیں بہت ہیں کیونکہ ہر بھلائی تیرا نام لینے سے وجود پذیر ہوتی ہے "جدك" یعنی تیرا جلال اور تیری عظمت بلند ہے۔

۵۔ ابو داؤد، حاکم اور انھوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ عقیلی نے ص ۱۰۳ میں کہا ہے کہ "ٹھیک سندوں سے ایک سے زائد طریق سے اس حدیث کی روایت کی گئی ہے"، اور اس کی تخریج ارواء الغليل حديث نمبر (۳۴۱) میں کی گئی ہے۔

۶۔ اس حدیث کو ابن مندہ نے التوحيد ج ۲/ ۱۲۳ میں بسند صحیح روایت کیا ہے، اور نسائی نے عمل اليوم والليلة میں موقوف و مرفوع دو طریق سے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن کثیر کی "جامع المسانيد" (ج ۳/ قسم ۲/ ورقہ ۲۳۵/ ۲) میں ہے۔ پھر میں نے اس حدیث کو نسائی حدیث (۸۴۹، ۸۵۰) میں دیکھا، اور اسکی تخریج سلسلة الأحاديث الصحيحة حدیث نمبر (۲۹۳۹) میں میں نے کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ! وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالیٰ جَدُّكَ، وَلَاإِلٰهَ غَيْرُكَ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيراً، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيراً، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيراً[۱]۔

(۷) اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيراً، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيراً، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَاَصِيلًا۔

اس دعاء کو ایک شخص نے نماز کے شروع میں پڑھا تو نبی ﷺ نے فرمایا "مجھے تعجب ہے کہ اس دعاء کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے"[۲]۔

(۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيراً طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔

اور اس دعاء سے ایک دوسرے شخص نے نماز شروع کی تو فرمایا کہ "میں نے بارہ فرشتوں کو تیزی سے لپکتے دیکھا کہ کون اسے لے جا کر پیش کرے"[۳]۔

(۹) اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ[۴] نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ قَيِّمُ[۵] السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ (وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ) وَلَكَ الْحَمْدُ، اَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ! لَكَ اَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ، (اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيرُ، فَاغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ، وَمَااَخَّرْتُ، وَمَااَسْرَرْتُ وَمَااَعْلَنْتُ)، (وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي) اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، (اَنْتَ اِلٰهِي)، لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، (وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِكَ)[۶]

۱۔ ابوداؤد، طحاوی بسند حسن

۲۔ مسلم، ابوعوانہ، ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم نے "اخبار أصبهان" (۲۱۰/۱) میں جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو نفل نماز میں یہ دعاء پڑھتے سنا۔

۳۔ مسلم، ابوعوانہ

۴۔ یعنی تو زمین و آسمان کو روشن کرنے والا ہے اور تجھی سے ان میں بسنے والے راہ یاب ہوتے ہیں۔

۵۔ یعنی تو ان کی حفاظت و نگہبانی کرنے والا ہے۔

۶۔ بخاری، مسلم، ابوعوانہ، ابوداؤد، ابن نصر، دارمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دعا کو نبی ﷺ رات کی نماز میں پڑھتے تھے جیسے کہ مندرجہ ذیل دعائیں پڑھا کرتے تھے[1]۔

(۱۰) اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ ! فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ! عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ! اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ، اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ[2]۔

(۱۱) اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اور اس کے بعد پھر کہتے:

اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ (وَعَافِنِيْ)، اور اس کے بعد پھر کہتے:

---

[1] اس سے فرض نمازوں میں ان دعاؤں کی مشروعیت کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ مخفی نہیں ہے، ہاں امام کا مسئلہ اس سے مختلف ہے اس لئے کہ کہیں مقتدیوں کو گراں بار نہ بنا دے۔

[2] مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الضَّیْقِ یَوْمَ الْحِسَابِ[1]۔

(۱۲) اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ[2]

قرأت کا بیان

پھر نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے اور کہتے:

"اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ[3] وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ"[4] اور کبھی اس میں اضافہ کرتے اور کہتے "اَعُوْذُبِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ"[5] پھر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھتے، لیکن بآواز نہیں[6]۔

۱۔ احمد، ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۱۹/۲)، ابوداؤد، اور طبرانی نے الأوسط (۶۲/۲) من الجمع بینه و بین الصغیر میں بسند صحیح اور بسند حسن۔

۲۔ طیالسی، ابوداؤد بسند صحیح

۳۔ بعض راویوں نے "همز" کی تفسیر "مُوْتَة" سے کی ہے جو ایک طرح کا پاگل پن ہے، "نفخ" کی تفسیر "تکبر" اور "نفث" کی تفسیر راوی نے شعر سے کی ہے، اور یہ تینوں تفسیریں بسند مرسل صحیح مرفوعا بھی وارد ہوئی ہیں، اور یہاں شعر سے برے اشعار مراد ہیں کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے "إنّ من الشعر لحكمة" (بخاری)، یعنی کچھ اشعار سراپا حکمت ہوتے ہیں۔

۴۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی، اس حدیث کو حاکم، ابن حبان اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے، یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیث دونوں کی تخریج، إرواء الغليل حدیث نمبر (۳۴۲) میں کی گئی ہے۔

۵۔ ابوداؤد، ترمذی بسند حسن، مسائل ابن ہانی میں امام احمد کا یہی قول مذکور ہے (ج ۱/۵۰)۔

۶۔ بخاری، مسلم، ابو عوانہ، طحاوی، احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھنے کا بیان

پھر سورہ فاتحہ پڑھتے اور ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھتے، پھر ٹھہرتے، پھر "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" پڑھتے، پھر ٹھہرتے، اس کے بعد "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھتے، پھر ٹھہرتے، اس کے بعد "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" پڑھتے، آخر سورۃ تک ایسے ہی کرتے، آپ کی ساری قرأت اسی طرح کی ہوتی تھی، ہر آیت کے آخر پر ٹھہرتے اور اسے بعد والی آیت سے نہ ملاتے[1]۔

کبھی "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کو "مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" پڑھتے[2]۔

سورہ فاتحہ کے نماز کا رکن ہونے اور اسکے فضائل کا بیان

سورہ فاتحہ کی قدر و منزلت بڑھاتے، اور کہتے "اس آدمی کی نماز نہیں ہوتی جو اپنی نماز میں سورہ فاتحہ اور کوئی مزید سورہ نہ پڑھے"[3]۔

اور ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ "وہ نماز ناکافی ہوتی ہے جس میں آدمی سورہ فاتحہ نہ پڑھے"[4]۔ اور کبھی فرماتے "جس نے کوئی نماز پڑھی لیکن سورہ فاتحہ اس میں نہ پڑھی، تو وہ

۱۔ ابوداؤد، سہمی ص ۶۴-۶۵، اس حدیث کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، إرواء الغلیل حدیث نمبر (۳۴۳) میں اس کی تخریج کی گئی ہے، ابو عمرو الدانی نے المکتفی ج ۵ /۲ میں اس کی روایت کی ہے اور کہا ہے کہ "اس حدیث کی بہت سی سندیں ہیں، اور اس باب میں اصل یہی حدیث ہے" پھر کہا کہ "پہلے کے ائمہ اور قراء کی ایک جماعت آیتوں کو الگ الگ کر کے پڑھنا مستحب ٹھہراتی تھی گو بعض کا بعض سے ربط ہو۔

میں کہتا ہوں: اس سنت کو عام قراء نے اس زمانے میں چھوڑ دیا ہے، دوسروں کی کیا بات کی جائے۔

۲۔ تمام رازی نے اپنی فوائد میں، ابن ابی داؤد نے اپنی مصاحف (۲/۷) میں، ابو نعیم نے اپنی اخبار اصبہان ج ۱/ ۱۰۴، اور حاکم نے اس حدیث کی روایت کی اور صحیح قرار دیا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے "مَالِكِ" کی طرح "مَلِكِ" کی قرأۃ بھی متواتر ہے۔

۳۔ بخاری، مسلم، ابو عوانہ، بیہقی، اور إرواء الغلیل حدیث نمبر (۳۰۲) میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۴۔ دار قطنی، جنھوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، اور إرواء الغلیل میں بھی اس حدیث کی تخریج موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز ناقص ہے[۱] ناقص ہے ناقص ہے ناتمام ہے"[۲]۔

اور آپ ارشاد فرماتے کہ: اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نماز[۳] اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کردی ہے، پس نصف نماز میری ہے اور نصف میرے بندے کی ہے، اور میرا بندہ جو مانگے سب اسکے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: دیکھو بندہ جب "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد کی، اور جب بندہ "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی، اور جب بندہ "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی، اور جب بندہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے، اور جو مانگ لے وہ سب میرے بندے کے لئے ہے، اور جب بندہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ ساری چیزیں میرے بندے کی ہیں اور جو کچھ وہ مانگ لے وہ سب میرے بندے کیلئے ہے[۴]۔

اور نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ: اللہ عزوجل نے سورہ فاتحہ جیسی کوئی چیز نہ تو رات میں نازل کی اور نہ انجیل میں، یہی وہ "سبع مثانی"[۵] اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا[۶]۔

۱۔ اصل حدیث میں "خداج" کا لفظ مذکور ہے جس کے معنی ناقص اور ادھورے کے ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس لفظ کی تفسیر "غیر تمام" سے کردی ہے جس کا معنی ہوتا ہے "نامکمل"۔

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مسلم، ابو عوانہ

۳۔ نماز سے مراد سورہ فاتحہ ہے، ازراہ تعظیم کل بول کر جزء مراد لیا گیا ہے۔

۴۔ مسلم، ابو عوانہ، مالک، اور اسکا ایک شاہد جابرؓ کی حدیث سے حمزہ بن یوسف سہمی جرجانی کی تاریخ جرجان ص ۱۴۴ میں ہے۔

۵۔ امام باجی نے فرمایا کہ ' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿ولقد آتیناك سبعا من المثانی والقرآن العظیم﴾ ہے ' یعنی ہم نے تمہیں سات دہرائی جانے والی آیتیں اور قرآن عظیم عطا کیا۔ اس کا نام سات اس لئے رکھا گیا کہ یہ سات آیتیں ہیں، اور مثانی اس لئے کہ یہ ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں، اور خصوصیت ہی کی بنا پر اسے قرآن عظیم کہا گیا ہے، گرچہ قرآن کی ہر چیز قرآن عظیم ہے، جس طرح کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے، گرچہ سارے گھر اللہ تعالیٰ کے ہیں، لیکن اس کی عظمت اور خصوصیت کے اظہار کیلئے بیت اللہ صرف کعبہ ہی کو کہتے ہیں۔

۶۔ نسائی، حاکم جنھوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی علیہ السلام نے "مسئی صلاۃ" کو نماز میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا[۱]۔ اور اس آدمی سے جو سورہ فاتحہ نہ یاد کر سکا تھا کہا کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ"[۲] پڑھا کرو۔

اور "مسئی صلاۃ" سے کہا کہ: اگر تمہیں کچھ بھی قرآن یاد ہو تو اسے پڑھو، ورنہ "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ" کہہ لیا کرو[۳]۔

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کے منسوخ (الف) ہونے کا بیان

نبی علیہ السلام نے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدیوں کو قرأت کی اجازت دی تھی، مگر ایک مرتبہ جب آپ نے نماز فجر میں قرأت کی تو آپ پر یہ قرأت بھاری پڑی۔ پس جب نماز سے آپ فارغ ہوئے تو کہا: شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو، ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ ہم لوگ جلدی جلدی[۴] پڑھ لیتے ہیں، اس وقت آپ نے کہا کہ: ایسا نہ کرو سوائے اس کے کہ کسی کو سورہ فاتحہ پڑھنا ہو، اس لئے کہ جو اسے نہ پڑھے اسکی نماز ہی نہیں ہوتی"[۵]۔

پھر جہری نمازوں میں مقتدیوں کو قرأت کرنے سے منع کر دیا، ایسا اس وقت ہوا جب آپ کسی جہری نماز سے فارغ ہوئے (ایک روایت میں ہے کہ وہ فجر کی نماز تھی) تو آپ نے کہا:

۱۔ بخاری نے جزء القراءۃ خلف الإمام میں بسند صحیح اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

۲۔ ابوداؤد، ابن خزیمہ (۱/۸۰/۲)، حاکم، طبرانی، ابن حبان، اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور ارواء الغلیل حدیث نمبر (۳۰۳) میں یہ حدیث موجود ہے۔

۳۔ ابوداؤد، ترمذی جنھوں نے اسے حسن قرار دیا ہے حالانکہ اس کی سند صحیح ہے، ملاحظہ ہو صحیح ابی داؤد (۸۰۷)۔

۴۔ حدیث میں "هَذًا" کا لفظ ہے جس کے معنی پڑھنے والے کا ساتھ پکڑنے کیلئے جلدی جلدی پڑھنے کے ہیں۔

۵۔ بخاری کی جزء القراۃ خلف الإمام، ابوداؤد، احمد، ترمذی، دارقطنی، اس حدیث کو ترمذی اور دارقطنی نے حسن قرار دیا ہے۔

(الف) ملاحظہ ہو مقدمہ مترجم ص ۷۶-۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قرأت کیا ہے، تو ایک آدمی نے کہا: ہاں! میں نے یارسول اللہ۔ آپ نے کہا: "انی اقول مالی انازع القرآن"[1] تبھی تو میں کہتا ہوں کہ کیا بات ہے کہ قرأت قرآن میں میری آواز سے آواز ٹکرائی جارہی ہے؟ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں) کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سن لی تو جہری نمازوں میں آپ کے ساتھ قرأت کرنا چھوڑدیا (لیکن سری نمازوں میں آہستہ آہستہ پڑھتے رہے)[2]۔

امام کی قرأت پر خاموشی کو اقتدائے تام قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ "امام بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ اسکی اقتداء کی جائے، اس لئے جب وہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہے تو تم بھی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہو، اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو[3]۔

جس طرح سے کہ امام کی قرأت سننے کو مقتدیوں کے لئے کافی قرار دیا اور کہا کہ "جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت اسکی قرأت مانی جائے گی"[4] یہ معاملہ جہری نماز کا ہے۔

۱۔ خطابی نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آواز آواز سے ٹکرارہی ہے اور مجھ پر غالب ہونے کی کوشش کی جارہی ہے، اور کبھی منازعت شرکت اور باری باری لینے کے معنی میں آتا ہے، اور اسی قبیل سے محفل شراب نوشی میں لوگوں کی منازعت و مخاصمت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: دوسرا معنی ہی یہاں متعین ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام پھر مطلقاً آپ کے پیچھے نماز میں قرأت کرنے سے رک گئے، اور اگر پہلا معنی مراد ہوتا تو قرأت سے نہیں رکتے، ہاں مداخلت سے البتہ باز رہتے جیسا کہ واضح ہے۔

۲۔ مالک، حمیدی، بخاری کی جزء القراءۃ خلف الإمام، ابوداؤد، احمد، محاملی (۱/۱۳۹/٦) اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور ابوحاتم رازی اور ابن حبان وابن القیم نے صحیح قرار دیا ہے۔

۳۔ ابن ابی شیبہ (۱/۹۷/۱)، ابوداؤد، مسلم، ابوعوانہ، مسند رویانی (۱/۱۱۹/۲۴)، إرواء الغلیل حدیث (۳۳۲ و ۳۹۴) میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۴۔ ابن ابی شیبہ (۱/۹۷/۱)، دارقطنی، ابن ماجہ، طحاوی، اور امام احمد نے مسند و مرسل بہت ساری سندوں سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس حدیث کو قوی قرار دیا ہے جیسا کہ ابن عبدالہادی کی الفروع (ق ۴۸/۲) میں مذکور ہے، اور اس کی بعض سندوں کو بوصیری نے صحیح قرار دیا ہے، اور اس پر تفصیل سے میں نے کلام کیا ہے اور اصل کتاب میں اس کی سندوں کو جمع کیا ہے پھر إرواء الغلیل حدیث نمبر (۵۰۰) میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سری نمازوں میں قرأت کی فرضیت کا بیان

رہا سری نمازوں کا معاملہ تو اس میں نبی ﷺ نے لوگوں کو امام کے پیچھے قرأت کرنے پر باقی رکھا، چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم امام کے پیچھے ظہر اور عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی ایک اور سورت بھی پڑھتے تھے، اور آخر کی دونوں رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر بس کر لیا کرتے تھے[1]۔

صرف اپنے اوپر قرأت سے پیدا ہونے والی الجھن کو آپ نے ناپسند فرمایا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب صحابہ کو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو کہا کہ تم میں سے کس نے "سبح اسم ربك الاعلى" کی تلاوت کی تھی؟ تو ایک صحابی نے کہا کہ میں نے تلاوت کی تھی (لیکن اس سے میرا مقصد خیر کے سوا کچھ نہ تھا) اس وقت آپ نے کہا کہ "تبھی تو میں محسوس کر رہا تھا کہ کسی نے میری قرأت میں کشاکش پیدا کر دی ہے"[2]۔

ایک اور حدیث میں کہ "لوگ نبی ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے تھے (اور زور زور سے قرأت کرتے) تو آپ نے کہا کہ (تم لوگوں نے میری قرأت گڈمڈ کر دی[3]) اور کہا کہ "نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے اسے اسکا خیال رہنا چاہئے کہ وہ مناجات میں کیا کہہ رہا ہے، اور تم قرآن پڑھتے وقت اپنی آواز ایک دوسرے پر بلند نہ کرو[4]۔

۱۔ ابن ماجہ بسند صحیح، اور اس کی تخریج ارواء الغلیل حدیث نمبر (۵۰۶) میں کی گئی ہے۔

۲۔ مسلم، ابو عوانہ، سراج "الخلج" کے معنی چھیننے کے ہوتے ہیں۔

۳۔ بخاری کی جزء القراۃ خلف الإمام، احمد، سراج بسند حسن۔

۴۔ مالک، بخاری کی خلق أفعال العباد بسند صحیح۔

فائدہ: جہری نہیں بلکہ سری نمازوں میں قرأت فاتحہ خلف الإمام کی مشروعیت کو مسلک قدیم کے مطابق امام شافعی، اور ایک روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد نے اختیار کیا ہے، اسے شیخ ملا علی قاری اور مذہب حنفی کے ماننے والے کچھ علماء نے بھی اختیار کیا ہے، اور یہی قول امام زہری، مالک بن انس، عبد اللہ بن مبارک، احمد بن حنبل، اور محدثین وغیرہ کی ایک جماعت کا بھی ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ: جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا تو اسے اس پر ایک نیکی ملے گی، اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے، میں نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے بلکہ "الف"، "لام" اور "میم" یہ سب الگ الگ حروف ہیں[1]۔

امام اور مقتدی کا بآواز بلند آمین کہنا

نبی ﷺ جب سورۂ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو کھینچ کر بآواز بلند "آمین" کہتے[2]۔

آپ مقتدیوں کو امام کے فوراً بعد ہی "آمین" کہنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں 'جب امام (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ) کہے تو تم "آمین" کہو (کیونکہ فرشتے "آمین" کہتے ہیں اور امام "آمین" کہتا ہے)، (اور ایک روایت میں یوں ہے: جب امام "آمین" کہے تو تم بھی "آمین" کہو) کیونکہ جس کی "آمین" فرشتوں کی "آمین" سے ملی اور دوسرا لفظ یوں ہے: جب تم میں سے کسی نے نماز میں "آمین" کہی اور فرشتوں نے آسمان میں "آمین" کہی، اور دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوئے، تو اسکے سارے گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں[3]۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تم "آمین" کہو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا[4]۔

۱۔ ترمذی، حاکم، بسند صحیح، آجری نے اسے آداب حملة القرآن میں روایت کیا ہے، اور اس کی تخریج سلسلة الأحاديث الصحيحة حدیث نمبر (٦٦٠) میں کی گئی ہے۔

اور رہی حدیث "جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کے منہ میں آگ بھری جائے گی" تو وہ گھڑی ہوئی حدیث ہے۔

۲۔ بخاری کی جزء القراۃ خلف الإمام، ابوداؤد بسند صحیح۔

۳۔ بخاری، مسلم، دارمی، اور حدیث میں زیادتی مسلم ودارمی کی ہے، اور حافظ نے فتح الباری میں اسے ابوداؤد کی طرف منسوب کیا ہے جو ان کا وہم ہے، اور یہ زیادتی اس حدیث سے امام کے "آمین" نہ کہنے پر امام مالک کے استدلال کو باطل کر دیتی ہے۔ اسی لئے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حدیث امام کے آمین کہنے پر بصراحت دلالت کرتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: اس کا شاہد حدیث کا دوسرا لفظ بھی ہے، ابن عبدالبر التمہید ج ۷/ ۱۳ میں کہتے ہیں کہ' یہی عام مسلمانوں کا قول ہے انھیں میں سے امام مالک بھی ہیں جیسا کہ اہل مدینہ نے ان سے روایت کی ہے کیونکہ یہ حدیث ابو ہریرہ اور وائل بن حجر نے نبی ﷺ سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

۴۔ مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ کہا کرتے تھے کہ: یہود نے تم سے کسی اور چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا کہ انھیں تمہارے باہم ایک دوسرے پر سلام کرنے اور امام کے پیچھے "آمین" کہنے پر حسد ہے[1]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سورۂ فاتحہ کے بعد قرأت کرنا

پھر نبی ﷺ سورۂ فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورت کی تلاوت فرماتے، جسے آپ بسا اوقات طول دیتے اور کبھی کبھار بوجہ سفر یا کھانسی یا مرض یا پھر بچے کے رونے کی وجہ سے مختصر کردیتے، چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دن فجر کی نماز ہلکی[2] پڑھائی (ورایک دوسری روایت میں کہ: آپ نے فجر کی نماز پڑھائی جس میں قرآن کی سب سے چھوٹی دو سورتوں کی تلاوت کی) آپ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ آپ نے نماز ہلکی کیوں پڑھائی، تو آپ نے فرمایا کہ: میں نے بچے[2] کے رونے کو سنا تو میرا خیال ہوا کہ شاید اسکی ماں ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے، اس لئے اسے اس بچے کیلئے فارغ کرنے کے ارادے سے میں نے ایسا کیا[3]۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ "میں نماز میں اس ارادے سے داخل ہوتا ہوں کہ اسے لمبی کروں، مگر کسی بچے کے رونے کو سنکر نماز مختصر کردیتا ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بچے کے رونے سے اسکی ماں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے"[4]۔

۱ـ بخاری (الأدب المفرد)، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، احمد، سراج بدوسند صحیح۔

فائدہ: مقتدیوں کی "آمین" امام کے ساتھ بآواز بلند ہونی چاہئے، نہ امام سے سبقت کریں جیسا کہ اکثر نمازی کرتے ہیں اور نہ امام سے پچھڑیں۔ اخیر میں اسی بات کو میرے نزدیک ترجیح حاصل ہوئی جیسا کہ میں نے اس کی تحقیق سلسلة الأحاديث الضعيفة" حدیث نمبر (۹۵۲)، صحيح الترغيب والترهيب ج ۱/ ۲۰۵ اور اپنی دیگر تصنیفات میں کی ہے۔

۲ـ اس حدیث اور اس جیسی دیگر حدیثوں سے بچوں کو مساجد میں داخل کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، رہی مشہور وزبان زد حدیث "اپنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ" تو وہ اس قدر ضعیف ہے کہ باتفاق رائے اس سے دلیل وحجت پکڑنا جائز نہیں۔ چنانچہ اسے ضعیف قرار دینے والے علماء میں ابن الجوزی، منذری، ہیثمی، حافظ ابن حجر اور بوصیری ہیں، اور عبدالحق اشبیلی نے اسے "بے اصل" بتایا ہے۔

۳ـ احمد بسند صحیح، اور دوسری حدیث کو ابن ابی داؤد نے "مصاحف" (۴/ ۱۴/ ۲) میں روایت کیا ہے۔

۴ـ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ابتدائے سورت سے تلاوت فرماتے اور عام طور پر اس سورت کو ختم کرتے [1]۔

اور آپ فرماتے کہ "ہر سورت کو رکوع اور سجود سے اسکا حق ادا کرو" [2]۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ "ہر سورت کیلئے ایک رکعت ہے" [3]۔

اور کبھی کبھار ایک سورت کو دو رکعت میں تقسیم کر کے پڑھتے [4]۔ اور کبھی ایک ہی سورت کو مکمل طور پر دوسری رکعت میں بھی پڑھتے [5]۔

اور کبھی ایک رکعت میں دو یا دو سے زائد سورتیں پڑھتے [6]۔

ایک انصاری صحابی مسجد (قباء) میں لوگوں کو نماز پڑھاتے، انکی عادت تھی کہ جب وہ کوئی سورت [7] پڑھنا چاہتے تو اس سے پہلے وہ "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے، اور جب اسے ختم کر لیتے تو پھر اسکے بعد سورت پڑھتے، ان کا ہر رکعت میں یہی معمول تھا، تو لوگوں نے ان سے کہا کہ تم پہلے "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے ہو، پھر لگتا ہے کہ تم سمجھتے ہو کہ یہ کافی نہیں ہوگی اس لئے اس کے بعد دوسری سورت پڑھتے ہو، تو دیکھو یا تو "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" ہی پڑھو، ورنہ اسے چھوڑ کر دوسری سورت ہی پڑھو، اس پر انصاری صحابی نے کہا کہ میں "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا، اگر تمہیں میری امامت اس طرح قبول ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں امامت چھوڑنے کے لئے تیار ہوں، مگر چونکہ مقتدیوں کی نگاہ میں ان کا شمار ان کے افضل لوگوں میں تھا اس لئے انھیں پسند

١۔ اس مسئلہ پر بہت ساری احادیث دلالت کرتی ہیں جیسا کہ اس کے بعد آرہا ہے۔

٢۔ ابن ابی شیبہ (١/١٠٠/١)، احمد، سنن عبدالغنی المقدسی (٢/٩) بسند صحیح۔

٣۔ ابن نصر، طحاوی بسند صحیح، اور میرے نزدیک حدیث کا معنی یہ ہے کہ: ہر رکعت میں پوری سورت پڑھا کرو تاکہ رکعت کو سورت سے پورا حق حاصل ہو سکے۔ اور آگے آنے والے دلائل کے پیش نظر اس حدیث میں "امر" ندب و استحباب کیلئے ہے۔

٤۔ احمد، ابو یعلی بدو طریق۔ ملاحظہ ہو "نماز فجر میں قرأت کا باب"۔

٥۔ جیسا کہ آپ نے نماز فجر میں کیا، اور یہ مسئلہ بہت جلد آئے گا۔

٦۔ اس کی تفصیل و تخریج قریب ہی میں آنے والی ہے۔

٧۔ یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا کہ کوئی دوسرا ان کی امامت کرائے۔ پس جب نبی ﷺ قباء تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ: بھائی تم اپنے لوگوں کی بات کیوں نہیں مانتے؟ اور کیوں "قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" ہر رکعت میں لازمی طور پر پڑھتے ہو؟ انصاری نے جواب دیا کہ مجھے اس سورت سے محبت ہے، آپ نے فرمایا کہ: اس سورت کی محبت نے تجھے جنتی بنادیا[1]۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مثل اور متناسب سورتوں کا ایک رکعت میں جمع کرنا

نبی ﷺ مفصل کی ہم مثل[2] اور متناسب سورتوں کے درمیان جمع کرتے، چنانچہ سورۂ الرحمن (۵۵: ۷۸)[3] اور سورۂ النجم (۵۳: ۶۲) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ اقتربت (۵۴: ۵۵) اور سورۂ الحاقۃ (۶۹: ۵۲) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ الطور (۵۲: ۴۹)، اور سورۂ الذاریات (۵۱: ۶۰) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ اذاوقعت (۵۶: ۹۶) اور سورۂ نون (۶۸: ۵۲) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ سأل سائل (۷۰: ۴۴) اور سورۂ والنازعات (۷۹: ۴۶) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ ویل للمطففین (۸۳: ۳۶) اور سورۂ عبس (۸۰: ۴۲) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ المدثر (۷۴: ۵۶) اور سورۂ المزمل (۷۳: ۲۰) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ ھل اتی (۷۶: ۳۱) اور سورۂ لااقسم بیوم القیامۃ (۷۵: ۴۰) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ عم یتساء لون (۷۸: ۴۰) اور سورۂ والمرسلات (۷۷: ۵۰) کو ایک رکعت میں پڑھتے، اور سورۂ

---

[1] بخاری نے تعلیقاً، اور ترمذی نے موصولاً روایت کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔

[2] یعنی وہ سورتیں جو معانی اور مطالب ـــــ مثلاً پند و موعظت اور حکم یا قصص میں ـــــ مماثلت اور مشابہت رکھتی ہوں، اور سور مفصل کی انتہا باتفاق اهل العلم قرآن کا آخر ہے اور ان کی ابتداء صحیح قول کی بنا پر سورۂ "ق" سے ہوتی ہے۔

[3] پہلے نمبرات سورتوں کے ہیں اور دوسرے نمبرات تعداد آیات کے ہیں، اور ان نمبرات کے ڈالنے سے ہم پر یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی ﷺ نے بہت سی ان متناسب ہم مثل سورتوں کے درمیان جمع کرنے میں قرآنی ترتیب کی رعایت نہیں کی ہے، پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآنی ترتیب کی مخالفت جائز امر ہے، اور اسی جیسی مثال "نماز تہجد میں قرأت کے بیان" میں بھی آئے گی، گو کہ قرآنی ترتیب کی رعایت افضل و بہتر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدخان (۴۴: ۵۹) اور سورۂ اذا الشمس کورت (۸۱: ۲۹) کو ایک رکعت میں پڑھتے[1]۔

اور کبھی کبھار نبی ﷺ سبع طوال کی کئی سورتیں مثلاً سورۂ "البقرۃ" و "النساء" اور "آل عمران" نماز تہجد کی ایک ہی رکعت میں پڑھتے تھے جیسا کہ آگے آئے گا۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ: سب سے افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا کیا جائے[2]۔

اور نبی ﷺ جب "اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِيَ الْمَوْتٰی" پڑھتے تو "سُبْحَانَكَ فَبَلٰی" کہتے، اور جب "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی" پڑھتے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہتے[3]۔

صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا جائز ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کیساتھ (عشاء کی) نماز پڑھتے پھر وہاں سے واپس آکر اپنی قوم کے لوگوں کی امامت کرتے، پس ایک رات انھوں نے لوٹ کر لوگوں کو نماز پڑھائی، اس نماز میں ان کی قوم (بنی سلمہ کا سلیم نامی) ایک نوجوان بھی تھا، اس نے جب قرأت لمبی ہوتے دیکھا تو (جماعت سے نکل کر) مسجد کے ایک گوشے میں نماز ادا کی اور مسجد سے نکل کر اپنے اونٹ کی نکیل پکڑی اور چلتا بنا، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو انھیں اسکی اطلاع دی گئی، انھوں نے فرمایا کہ یقیناً اس کے یہاں نفاق پایا جاتا ہے، میں اس کے کرتوت سے نبی ﷺ کو ضرور باخبر کروں گا، نوجوان نے کہا کہ میں بھی اس کے کرتوت کی خبر نبی ﷺ کو یقیناً دوں گا۔ چنانچہ صبح سب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو نوجوان کے حرکت سے باخبر کیا، تو نوجوان نے کہا یا رسول اللہ معاذ آپ کے پاس دیر تک رکے رہتے ہیں پھر جب لوٹتے ہیں تو بڑی لمبی قرأت کرتے ہیں، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

---

[1] بخاری، مسلم

[2] مسلم، طحاوی

[3] ابوداود، بیہقی بسند صحیح، اور یہ عام ہے جو نماز و غیر نماز اور نفلی و فرض نمازوں کی قرأتوں کو شامل ہے، چنانچہ ابن ابی شیبہ (۲/۱۳۲/۲) نے ابو موسیٰ اشعری اور مغیرہ ابن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات ان کلمات کو صرف فرض نمازوں میں کہتے تھے، البتہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما سے اسے مطلقاً روایت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے معاذ! کیا تم فتنہ کھڑا کرنا چاہتے ہو؟ اور نوجوان سے کہا کہ تم نماز کیسے پڑھتے ہو؟ نوجوان نے کہا کہ: میں سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں، اور مجھے نہ تو آپ کی بات سمجھ میں آتی ہے اور نہ معاذ ہی کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: میری اور معاذ کی نماز کا خلاصہ بھی جنت کا سوال کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے، راوی حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نوجوان نے کہا کہ دشمن کے آنے پر معاذ کو عنقریب حقیقت کا علم ہو جائے گا، ان دنوں یہ خبر بہت عام تھی کہ دشمن حملہ آور ہونے ہی والا ہے، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ دشمن آدھمکا اور اس نوجوان نے جام شہادت نوش کیا۔ نبی ﷺ نے معاذ بن جبل سے پوچھا کہ مجھ سے اور تم سے جدل و مخاصمت کرنے والا کیا ہوا؟ تو معاذ رضی اللہ نے کہا کہ یارسول اللہ اس نے تو شہادت پائی، وہ سچا انسان تھا اور میں غلطی پر تھا[1]۔

۱۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح (۱٦۳۴) میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں اسے بسند جید روایت کیا ہے، اور اس میں سے محل استدلال ابو داؤد (صحیح ابو داؤد حدیث نمبر ۷۵۸) میں ہے، اور اصل قصہ صحیحین میں ہے، اور پہلی زیادتی مسلم کی ایک روایت میں ہے اور دوسری زیادتی مسند احمد (۵/ ۷۴) کی اور تیسری اور چوتھی زیادتی بخاری کی ہے، اور اس باب میں ابن عباس سے مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی جن میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا۔ اس حدیث کو امام احمد ۱/ ۲۸۲، اور حارث بن اسامۃ نے اپنی مسند (زوائد مسند ص: ۳۸) اور بیہقی نے ج ۲/ ٦۲ میں بسند ضعیف روایت کیا ہے۔ میں نے سابقہ ایڈیشنوں میں اس حدیث کو حسن قرار دیا تھا، مگر پھر معلوم ہوا کہ مجھے اس میں وہم ہو گیا ہے، کیونکہ اس حدیث کی سند کا دار و مدار حنظلہ دوسی پر ہے جو ضعیف راوی ہے، اور نہ معلوم کہ مجھ پر یہ بات کیوں مخفی رہی، شاید میں نے اسے کوئی دوسرا راوی گمان کر لیا تھا، بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنی غلطی کی معرفت کی ہدایت دی، اسی لئے میں نے فوراً اس حدیث کو اپنی اس کتاب سے حذف کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر مجھے حدیث معاذ مرحمت فرمائی، جس کا مقصود و مدعا بھی وہی ہے جو حدیث ابن عباس کا ہے (والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات).

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پنج گانہ اور دیگر نمازوں میں جہری اور سری قرأت کا بیان

نبی کریم ﷺ نماز فجر اور مغرب وعشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں باآواز قرأت کرتے، اور نماز ظہر وعصر اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں بغیر آواز کے قرأت کرتے تھے[۱]۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سری نمازوں میں آپکی قرأت کا علم آپ کی ڈاڑھی[۲] کی حرکت سے، اور کبھی کبھار ایک آدھ آیت کے ان کو سنا دینے سے ہوتا[۳]۔

آپ نماز جمعہ وعیدین[۴] اور نماز استسقاء[۵] وکسوف[۶] میں بھی باآواز قرأت کرتے۔

نماز تہجد میں جہری اور سری قرأت کا بیان[۷]

اور رہی نماز تہجد تو اس میں نبی ﷺ کبھی بغیر آواز کے قرأت کرتے اور کبھی باآواز[۸]

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر سارے مسلمان سلف اور خلف کا اجماع ہے نیز اس پر بہت ساری صحیح حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جن میں سے بعض عنقریب آئیں گی۔ ملاحظہ ہو إرواء الغليل حدیث نمبر ۳۴۵

۲۔ بخاری، ابوداؤد

۳۔ بخاری، مسلم

۴۔ ملاحظہ ہو نبی ﷺ کی قرأت "نماز جمعہ" اور "نماز عیدین" کے باب میں۔

۵۔ بخاری، ابوداؤد

۶۔ بخاری، مسلم

۷۔ عبدالحق اشبیلی التہجد (۹۰/۱) میں فرماتے ہیں کہ: رہیں دن کی نفلی نمازیں تو نبی ﷺ سے ان میں نہ سراً قرأت ثابت ہے اور نہ جہراً، مگر بظاہر یہ لگتا ہے کہ آپ ان میں سراً ہی قرأت کرتے تھے، اور آپ سے مروی ہے کہ آپ عبداللہ بن حذیفہ کے پاس سے گذرے درانحالیکہ وہ دن میں نماز میں باآواز قرأت کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ: "عبداللہ! ہمیں مت سناؤ، اللہ تعالی کو سناؤ"۔ لیکن یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

۸۔ بخاری "افعال العباد"، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرأت کرتے، اور جب آپ گھر میں نماز تہجد پڑھتے تو حجرہ[1] میں رہنے والوں کو آپ کی قرأت سنائی پڑتی[2]۔

اور بسا اوقات آپ اپنی آواز اس سے زیادہ بلند کرتے یہاں تک کہ جو لوگ سائبان میں —— یعنی حجرہ کے باہر —— ہوتے انھیں بھی سنائی پڑتی[3]۔

اور اس کا آپ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو حکم بھی دیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب ایک رات آپ باہر نکلے، آپ کا گذر ابو بکر کے پاس سے ہوا تو دیکھا کہ وہ پست آواز سے نماز میں قرأت کر رہے ہیں، پھر عمر کے پاس سے گذر ہوا تو دیکھا کہ وہ بآواز بلند نماز میں قرأت کر رہے ہیں۔ پس جب دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اے ابو بکر میرا رات تمہارے پاس سے گذر ہوا، کیا بات ہے کہ تم نماز بہت پست آواز سے پڑھ رہے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ میں اسے سنا رہا تھا جس سے سرگوشی کر رہا تھا! اور اے عمر! میرا رات تمہارے پاس سے گذر ہوا، تم کیوں نماز کافی بلند آواز سے پڑھ رہے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ میں اونگھنے والوں کو بیدار کر رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا! آپ نے فرمایا: اے ابو بکر! تم اپنی آواز قدرے بلند کرو، اور عمر سے کہا کہ تم آواز قدرے پست کرو[4]۔

اور آپ فرماتے کہ: بآواز قرآن کی تلاوت کرنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے، اور بغیر آواز قرآن کی تلاوت کرنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے[5]۔

جن سورتوں کی نبی ﷺ نمازوں میں تلاوت کیا کرتے تھے

اور رہیں وہ سور اور آیات جن کی نبی ﷺ اپنی نماز پنج گانہ اور غیر پنج گانہ میں تلاوت فرمایا کرتے تھے وہ مختلف نمازوں میں مختلف ہوا کرتی تھیں، جن کا تفصیلی بیان ہم نماز پنج گانہ کی پہلی نماز سے شروع کرتے ہیں۔

۱، ۲۔ ابوداؤد، شمائل ترمذی بسند حسن، اور "حجرہ" سے مراد یہاں وہ کمرہ ہے جو ضروریات کیلئے گھر کے دروازے پر بنایا جاتا ہے۔ اس حدیث کا مقصد یہاں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ درمیانی انداز کی قرأت کرتے جس میں نہ زور ہوتا اور نہ پستی ہوتی۔

۳۔ نسائی، شمائل ترمذی، بیہقی "دلائل النبوۃ" بسند حسن۔

۴، ۵۔ ابوداؤد، حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- نماز فجر

نماز فجر میں نبی ﷺ طوال[۱] مفصل[۲] سورتوں کی تلاوت فرماتے، چنانچہ آپ کبھی سورۃ الواقعہ [۵۶:۹۶] اور اس جیسی دیگر سورتوں کو دو رکعتوں میں پڑھتے[۳]۔

اور آپ نے حجۃ الوداع میں سورہ الطور [۵۲:۴۹] کی تلاوت فرمائی[۴]۔

اور کبھی کبھار آپ ق والقرآن المجید [۵۰:۴۵] اور اس جیسی سورت کی پہلی رکعت میں قرأت کرتے[۵]۔

اور کبھی آپ قصار مفصل مثلاً إذا الشمس كورت [۸۱:۱۵] کی تلاوت فرماتے[۶]۔

ایک دفعہ آپ نے إذا زلزلت [۹۹:۸] دونوں رکعتوں میں تلاوت فرمائی، حتی کہ راوی کا کہنا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے بھول کر ایسا کیا یا جان بوجھ کر[۷]۔

اور ایک بار آپ نے سفر میں قل أعوذ برب الفلق [۱۱۳:۵] اور قل أعوذ برب الناس [۱۱۴:۶] تلاوت فرمائی[۸]۔

اور عقبہ بن عامر سے کہا کہ: اپنی نماز میں ان دونوں سورتوں کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ ان

۱- یہ قرآن کا آخری ساتواں حصہ ہے جس کی ابتداء صحیح قول کی بنا پر سورہ ق سے ہوتی ہے۔

۲- نسائی، احمد بسند صحیح

۳- احمد، ابن خزیمہ (۱/۶۹/۱)، حاکم جنھوں نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۴- بخاری، مسلم

۵- مسلم، ترمذی، اس کی اور اس کے بعد والی حدیث کی تخریج إرواء الغليل حدیث نمبر ۳۴۵ میں موجود ہے۔

۶- مسلم، ابوداؤد

۷- ابوداؤد، بیہقی بسند صحیح۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایسا بیان جواز کیلئے کیا۔

۸- ابوداؤد، ابن خزیمہ (۱/۶۹/۲)، ابن بشران نے أمالی میں، ابن ابی شیبہ (۱۲/۱۷۶/۱) اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں سورتوں جیسی کسی اور سورت کے ذریعہ کسی نے پناہ نہیں مانگی[۱]۔

اور کبھی آپ اس سے زیادہ ساٹھ یا ساٹھ آیات سے بھی زیادہ کی قرأت کرتے[۲]۔ بعض راوی کا کہنا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اتنی ساری آیتیں ایک ہی رکعت میں پڑھیں یا دونوں رکعتوں میں؟

کبھی آپ سورۂ الروم [۳۰: ۶۰] کی تلاوت کرتے[۳] اور کبھی سورۂ یٰسین [۳۶: ۸۳] کی[۴]۔

ایک دفعہ آپ نے مکہ میں نماز فجر میں سورۂ المؤمنون [۲۳: ۱۱۸] کی تلاوت شروع کی، یہاں تک کہ جب موسیٰ وہارون علیہما السلام، یا عیسیٰ علیہ السلام[۵] ...... راوی کو شک ہو گیا ہے...... کا تذکرہ آیا تو آپ کو کھانسی آنے لگی اس لئے آپ رکوع میں چلے گئے[۶]۔

اور کبھی کبھار فجر کی امامت میں سورہ الصافات [۳۷: ۱۸۲] پڑھتے[۷]۔

اور جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں الٓمٓ تنزیل السجدۃ [۳۲: ۳۰] اور دوسری رکعت میں هل أتى على الانسان [۷۶: ۳۱] کی تلاوت فرماتے[۸]۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ پہلی رکعت میں لمبی قرأت کرتے، اور دوسری رکعت میں مختصر کرتے[۹]۔

۱۔ ابوداؤد، احمد بسند صحیح

۲۔ بخاری، مسلم

۳۔ نسائی، احمد، بزار بسند جید، اور معلوم رہے کہ یہی میری آخری اور مستقر رائے ہے نہ وہ کہ جس کا ذکر میں نے تمام المنة ص ۱۸۵ وغیرہ میں کیا ہے۔

۴۔ احمد بسند صحیح

۵۔ موسیٰ وہارون علیہما السلام کا ذکر ﴿ثم أرسلنا موسى و اخاه هارون بآياتنا و سلطان مبين﴾ آیت ۴۵ میں ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس سے چار آیتوں کے بعد ﴿و جعلنا ابن مريم و أمه آية و آويناهما إلى ربوة ذات قرار و معين﴾ آیت ۵۰ میں ہے۔

۶۔ بخاری تعلیقاً، مسلم، اور اس کی تخریج إرواء الغليل حدیث نمبر ۳۹۷ میں موجود ہے۔

۷۔ احمد اور ابو یعلی نے اپنی مسانید میں اور مقدسی نے "الأحاديث المختارة" میں۔

۸، ۹۔ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کی سنت فجر میں تلاوت

رہی سنت فجر کی دونوں رکعتوں میں آپ کی تلاوت تو وہ بہت ہی ہلکی[1] ہوا کرتی تھی، یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتیں کہ: آپ نے سورۂ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں[2]۔

کبھی سنت فجر کی پہلی رکعت میں آپ [۲: ۱۳۶] ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ أُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ پڑھتے اور دوسری رکعت میں [۳: ۶۴] ﴿قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَانُشْرِكَ بِهٖ شَيْئاً وَّلَايَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضاً اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ پڑھتے[3]۔

اور بسا اوقات اس کی جگہ پر...... دوسری رکعت میں...... [۳: ۵۲] فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ پڑھتے[4]۔

اور کبھی پہلی رکعت میں قل یاأیہا الکافرون [۱۰۹: ۶] پڑھتے، اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد [۱۱۲: ۴] پڑھتے[5]۔ اور فرماتے کہ: یہ دونوں بڑی ہی اچھی سورتیں ہیں[6]۔

اور ایک شخص کو پہلی رکعت میں سورۂ قل یآ أیہا الکافرون پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا

۱۔ احمد بسند صحیح

۲۔ بخاری، مسلم

۳۔ مسلم ابن خزیمہ، حاکم

۴۔ مسلم، ابوداؤد

۵۔ مسلم، ابوداؤد

۶۔ ابن ماجہ، ابن خزیمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

: یہ شخص اپنے رب پر ایمان رکھتا ہے۔ پھر اس شخص نے دوسری رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھی تو آپ نے فرمایا: یہ شخص اپنے رب کو پہچانتا ہے[۱]۔

۲- نماز ظہر

رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو دوسری سورتیں پڑھتے، اور پہلی رکعت میں قرأت دوسری رکعت سے زیادہ لمبی کرتے[۲]۔

اور کبھی کبھار آپ نماز ظہر میں قرأت لمبی کرتے یہاں تک کہ ظہر کی جماعت کھڑی ہوتی اور جانے والا میدان بقیع جاکر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر جاتا، پھر وہاں سے وضوء کر کے آتا تو نبی ﷺ لمبی قرأت کرنے کے بسبب پہلی رکعت میں ہوتے[۳]۔

صحابہ کرام کا گمان ہے کہ آپ ایسا اس لئے کرتے تاکہ لوگ پہلی رکعت پالیں[۴]۔ آپ ہر دو رکعتوں میں تیس آیت یعنی الم تنزیل السجدہ [۳۲:۳۰] کے بقدر، بشمول سورۂ فاتحہ کے پڑھتے[۵]۔

اور گاہے بگاہے آپ "والسماء والطارق" اور "والسماء ذات البروج" اور "واللیل اذا یغشی" اور ان جیسی دیگر سورتوں کی تلاوت فرماتے[۶]۔

اور کبھی "اذا السماء انشقت" اور اس جیسی سورت پڑھتے[۷]۔

۱- طحاوی، صحیح ابن حبان، ابن بشران، حافظ ابن حجر نے اسے الاحادیث العالیات حدیث نمبر ۱۶ میں حسن قرار دیا ہے۔

۲- بخاری، مسلم

۳- مسلم، بخاری نے جزء القراۃ میں۔

۴- ابوداؤد بسند صحیح، ابن خزیمہ (۱/۱۶۵/۱)۔

۵- احمد، مسلم

۶- ابوداؤد، ترمذی اور اس کی انھوں نے تصحیح کی ہے، اسی طرح ابن خزیمہ نے (۱/۶۷/۲)۔

۷- صحیح ابن خزیمہ (۱/۶۷/۲)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہر اور عصر کی نماز میں صحابہ کرام کو آپ کی قرأت کا علم آپ کی ڈاڑھی کی حرکت سے ہوتا تھا[1]۔

ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں نبی ﷺ کا سورۂ فاتحہ کے بعد چند آیات کا تلاوت کرنا

نبی ﷺ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پہلی دونوں رکعتوں کا آدھا یعنی بشمول سورۂ فاتحہ کے پندرہ آیت کے بقدر تلاوت کرتے[2]، اور کبھی سورۂ فاتحہ ہی پر بس کرتے[3]۔

ہر ہر رکعت میں واجبی طور پر سورۂ فاتحہ پڑھنے کا بیان

نبی ﷺ نے "مسیئ صلاۃ" کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا، کیونکہ آپ نے اسے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دینے[4] کے بعد فرمایا: "پھر تم اسی طرح سے ساری نماز میں کیا کرو"[5] (اور ایک روایت میں ہے کہ: ہر ہر رکعت میں اسی طرح کیا کرو)[6]

۱۔ بخاری، ابوداؤد

۲۔ احمد، مسلم۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اخیر کی دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی کچھ پڑھنا مسنون ہے، صحابہ کرام کی ایک جماعت کا —— جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں —— یہی مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں خواہ وہ ظہر کی نماز ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور نماز ہو، اور ہمارے متأخرین علماء میں ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، چنانچہ وہ "التعليق الممجد علی مؤطا محمد" کے صفحہ ۱۰۲ پر رقمطراز ہیں:

ہمارے بعض حنفی علماء پر تعجب ہے کہ انھوں نے آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور دوسری سورت پڑھنے پر سجدہ سہو کو واجب قرار دیا ہے، حالانکہ "كتاب المنية" کے شراح ابراہیم حلبی اور ابن امیر حاج وغیرہ نے اس کی بڑی اچھی تردید کی ہے۔ یقیناً جس نے یہ بات کہی ہے اسے یہ حدیث پہنچی نہیں کیونکہ اگر اسے یہ حدیث پہنچی ہوتی تو ایسا نہ کہتا۔

۳۔ بخاری، مسلم

۴۔ ابوداؤد، احمد بسند قوی

۵۔ بخاری، مسلم

۶۔ احمد بسند جید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ کبھی کبھار ــــ سری ــــ نمازوں میں صحابہ کرام کو کوئی آیت سنا دیا کرتے تھے[۱]۔
اور صحابہ کرام آپ کو ہلکی آواز میں "سبح اسم ربك الأعلیٰ" [۸۷:۱۹] اور "هل أتاك حديث الغاشية" [۸۸:۲۶] پڑھتے سنتے[۲]۔ اور کبھی آپ "والسماء ذات البروج" [۸۵:۲۶] اور "والسماء والطارق" [۸۶:۱۷] اور ان جیسی سورتیں پڑھتے[۳]۔
اور کبھی "والليل اذا يغشى" [۹۲:۲۱] اور اس جیسی سورت پڑھتے[۴]۔

۳- نماز عصر

نبی ﷺ عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور جتنی لمبی قرأت پہلی رکعت میں کرتے دوسری میں نہ کرتے[۵]۔ صحابہ کرام کا خیال ہے کہ آپ ایسا اس لئے کرتے تاکہ لوگ پہلی رکعت پالیں[۶]۔
آپ ہر دونوں رکعتوں میں پندرہ پندرہ آیت کے بقدر پڑھتے، یعنی آپ ظہر کی پہلی دونوں رکعتوں کی آدھی قرأت کے بقدر عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں کرتے۔ اور آپ عصر کی آخری دونوں رکعتوں میں پہلی دونوں رکعتوں سے بقدر نصف قرأت کرتے[۷]۔
آپ آخری دونوں رکعتوں میں...... صرف...... سورۂ فاتحہ پڑھتے[۸]۔
اور کبھی کبھار لوگوں کو کوئی آیت سنا دیا کرتے[۹]۔

۱- بخاری، مسلم
۲- صحیح ابن خزیمہ (۱/۶۷/۲)، ضیاء مقدسی کی مختارہ بسند صحیح۔
۳- بخاری کی جزء القرأت، ترمذی نے اس کی تصحیح کی ہے۔
۴- مسلم، ابوداؤد طیالسی
۵- بخاری، مسلم
۶- ابوداؤد بسند صحیح، ابن خزیمہ
۷- احمد، مسلم
۸- بخاری، مسلم
۹- بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز عصر میں آپ ان سورتوں کو پڑھتے جن کا ذکر نماز ظہر میں کیا جاچکا ہے۔

۴- نماز مغرب

نبی ﷺ کبھی نماز مغرب میں قصار[1] مفصل سورتوں کی تلاوت فرماتے، یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ نماز میں ہوتے، اور جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو باہر جانے والے کو اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دکھائی پڑتی[2]۔

آپ نے ایک سفر میں نماز مغرب کی دوسری رکعت میں "والتین والزیتون" کی تلاوت کی[3]۔

اور کبھی آپ مغرب میں طوال مفصل اور اوساط مفصل کی تلاوت فرماتے، چنانچہ کبھی "والذین کفروا وصدوا عن سبیل الله" [۴۷:۳۸] پڑھتے[4]، اور کبھی والطور [۵۲:۴۹] پڑھتے[5]، اور کبھی والمرسلات [۷۷:۵۰] تلاوت فرماتے۔ آپ نے سورۂ والمرسلات کی تلاوت زندگی کی آخری نماز میں فرمائی[6]۔

اور کبھی آپ دونوں رکعتوں میں سورہ الأعراف [۷:۲۰۶] ——— جو دو لمبی[7] سورتوں میں زیادہ لمبی سورت ہے ——— کی تلاوت فرماتے[8]۔

اور کبھی آپ دونوں رکعتوں میں سورۂ الأنفال [۸:۷۵] پڑھتے[9]۔

۱- بخاری، مسلم
۲- نسائی، احمد بسند صحیح
۳- طیالسی، احمد بسند صحیح
۴- ابن خزیمہ (۱/۱۶۶/۲)، طبرانی، مقدسی بسند صحیح
۵- بخاری، مسلم
۶- بخاری، مسلم
۷- دو لمبی سورتوں میں باتفاق علماء پہلی زیادہ لمبی سورت "الأعراف" ہے، اور راجح قول کی بنا پر دوسری "الأعراف" سے کم لمبی سورت "الأنعام" ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری۔
۸- بخاری، ابوداؤد، ابن خزیمہ (۱/۶۸/۱)، احمد، سراج، مخلص
۹- طبرانی نے معجم کبیر میں بسند صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز مغرب کی سنتوں میں قرأت

رہیں مغرب کے بعد کی سنتیں تو ان میں نبی ﷺ "قل یاایھاالکافرون" [۱۰۹:۶] اور "قل ھو اللہ احد" [۱۱۲:۴] پڑھا کرتے تھے[۱]۔

۵- نماز عشاء

نبی ﷺ عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں اوساط مفصل[۲] سورتیں پڑھا کرتے تھے، پس کبھی "والشمس وضحاھا" [۹۱:۱۵] اور اس جیسی سورتیں پڑھتے[۳]۔ اور کبھی "اذا السماء انشقت" [۸۴:۲۵] پڑھتے اور اس کے درمیان سجدۂ تلاوت کرتے[۴]۔

ایک مرتبہ آپ نے کسی سفر میں پہلی رکعت میں "والتین والزیتون" [۹۵:۸] کی تلاوت کی[۵]۔

نبی ﷺ نے نماز عشاء میں تطویل قرأت سے منع فرمایا، یہ اس وقت کی بات ہے جب معاذ بن جبل نے لوگوں کو نماز عشاء کافی لمبی پڑھائی، تو ایک انصاری شخص نے نماز توڑ دی اور پھر تنہا نماز پڑھ لی، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو فرمایا کہ وہ منافق ہے، انصاری شخص کو جب یہ خبر لگی تو اس نے جا کر نبی ﷺ کو بتایا کہ معاذ نے اسے منافق کہا ہے، تو آپ نے معاذ سے کہا کہ کیا تم فتنہ انگیزی چاہتے ہو؟ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو "والشمس وضحاھا" [۹۱:۱۵] "سبح اسم ربك الاعلى" [۸۷:۱۹] "اقرأباسم ربك" [۹۶:۱۹] اور "والليل اذايغشى" [۹۲:۲۱] پڑھا کرو (کیونکہ تیرے پیچھے نماز میں بوڑھے، کمزور، ضرورت

۱- احمد، مقدسی، نسائی، ابن نصر، طبرانی
۲- نسائی، احمد بسند صحیح
۳- احمد اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔
۴- بخاری، مسلم، نسائی
۵- بخاری، مسلم، نسائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مند بھی ہوتے ہیں[1]۔

٦- نماز تہجد

رسول اللہ ﷺ نماز تہجد میں کبھی باآواز قرأت کرتے اور کبھی بغیر آواز کے قرأت کرتے[2]، کبھی مختصر قرأت کرتے اور کبھی لمبی کرتے، اور کبھی تو مبالغہ کی حد تک قرأت کو طول دیتے، چنانچہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو آپ نے اتنا زیادہ لمبا قیام کیا کہ میرے دل میں خیال بد پیدا ہو گیا، ان سے پوچھا گیا کہ وہ خیال بد کیا تھا تو بتایا کہ میں نے سوچا کہ نبی ﷺ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں[3]۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی، آپ نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی، میں نے سوچا کہ آپ سو آیات کے بعد رکوع کریں گے، مگر آپ آگے بڑھ گئے، میں نے سوچا کہ اس سورت کو دو رکعتوں میں ختم کریں گے، مگر آپ آگے بڑھتے گئے تو میں نے سوچا کہ اس کے اخیر میں رکوع کریں گے، مگر آپ نے پھر سورہ نساء شروع کر دی اور اسے پوری پڑھ گئے، پھر آپ نے سورۂ آل عمران[4] کی تلاوت شروع کی اور اسے بھی پوری پڑھ گئے آپ بڑے اطمینان وسکون کیساتھ قرأت فرما رہے تھے، جب آیت تسبیح پر آپ کا گذر ہوتا تو "سبحان اللہ" کہتے اور جب سوال کی آیت آتی تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے، اور جب آیت تعوذ سے آپ کا گذر ہوتا تو "اعوذ باللہ" کہتے، پھر آپ نے رکوع کیا[5]۔ اور ایک رات

۱- بخاری، مسلم، نسائی، اور اس کی تخریج ارواء الغلیل حدیث نمبر ۲۹۵ میں ہو چکی ہے۔

۲- نسائی بسند صحیح

www.KitaboSunnat.com

۳- بخاری، مسلم

۴- حدیث میں اسی طرح پہلے سورۃ النساء کا ذکر ہے پھر اس کے بعد سورہ آل عمران کا ذکر آیا ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں بوقت تلاوت مصحف عثمانی کی ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں، اور اس قسم کی بات ص ۱۶۷ پر گذر چکی ہے۔

۵- مسلم، نسائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجودیکہ طبیعت ناساز تھی آپ نے سبع طوال[1] کی تلاوت فرمائی[2]۔ اور کبھی ہر ایک رکعت میں سبع طوال[3] کی ایک سورت کی تلاوت فرماتے[4]۔ البتہ اس کا علم نہ ہو سکا کہ آپ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھ ڈالا ہو[5]۔ بلکہ آپ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لئے اس بات سے راضی نہ ہوئے جب ان سے کہا: "قرآن ایک مہینے میں پڑھا کرو"، عبداللہ نے کہا کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے، آپ نے فرمایا: "تو بیس رات میں ختم کیا کرو"، انھوں نے کہا کہ مجھ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "پھر سات رات میں ختم کر لیا کرو، اور اس سے زیادہ کی اب بات مت کرنا"[6]۔

پھر "آپ نے عبداللہ کو پانچ رات میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دی"[7] اور اس کے بعد آپ نے انھیں پھر تین رات میں قرآن ختم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی[8] اور انھیں اس سے کم وقت میں ختم کرنے سے منع فرمایا[9]۔ اور اس کا سبب یہ بتایا کہ "جس نے تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں"[10] اور ایک روایت میں یوں ہے "نہیں سمجھا اس نے قرآن کو جس نے تین رات سے کم میں اسے پڑھا"[11]۔ پھر آپ نے ان سے کہا "کیونکہ ہر

۱، ۲، ۳۔ ابویعلی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور سبع طوال سے مراد سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ نساء، سورہ مائدہ، سورہ انعام، سورہ اعراف اور سورہ توبہ، یہ سات سورتیں ہیں۔

۴۔ ابوداؤد، نسائی بسند صحیح

۵۔ مسلم، ابوداؤد

۶۔ بخاری، مسلم

۷۔ نسائی اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۸۔ بخاری، مسند احمد

۹۔ دارمی، سنن سعید بن منصور بسند صحیح

۱۰۔ احمد بسند صحیح

۱۱۔ دارمی اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت گذار کے یہاں شروع میں ایک قسم کی نشاط اور تیزی ہوا کرتی ہے، اور ہر نشاط اور تیزی[1] میں سستی اور خلل کا در آنا امر یقینی ہے، اس وقت انسان یا تو مائل بہ سنت ہوتا ہے اور یا تو پھر بدعت کی راہ اختیار کر لیتا ہے، پس جس نے سنت کی راہ اختیار کی وہ تو ہدایت یاب ہو گیا، مگر جس نے سنت کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ اپنایا وہ ہلاک و برباد ہو گیا[2]۔

اسی لئے "نبی علیہ السلام تین رات سے کم میں قرآن ختم نہیں کیا کرتے تھے"[3] اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ "جس نے ایک رات میں نماز تہجد میں دو سو آیتیں پڑھیں تو اس کا شمار اطاعت کیش اور اہل اخلاص لوگوں میں ہوگا"[4]۔

نبی علیہ السلام ہر رات —— سونے سے پہلے —— سورہ بنی اسرائیل [۱۷/ ۱۱۱] اور سورۂ زمر [۳۹/ ۷۵] پڑھا کرتے تھے[5]۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے ایک رات کی نماز تہجد میں سو آیتیں پڑھیں اس کا شمار غافل لوگوں میں نہ ہوگا[6]۔ کبھی کبھار آپ ہر ہر رکعت میں پچاس آیتیں یا اس سے

۱۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ:
مسلمان اپنے تئیں جن اعمال کو تقرباً الی اللہ کرتے ہیں ان میں بڑے جوش و جذبات ہوا کرتے ہیں، جب کہ نبی علیہ السلام نے ان کے اعمال میں سنجیدگی و اعتدال کو پسند کیا ہے، کیونکہ جوش و جذبات میں تقصیر و کمی کا در آنا پھر ان اعمال سے کنارہ کشی اختیار کرنا امر یقینی ہے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے مسلمانوں کو انھیں اعمال صالحہ کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جن پر ان سے مرتے دم تک دوام و ہمیشگی ممکن ہو سکتی ہو۔ چنانچہ اسی معنی کی وضاحت میں نبی علیہ السلام سے روایت کیا جاتا ہے، آپ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر مداومت و ہمیشگی کی جائے، چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہو"۔
میں کہتا ہوں کہ: یہ حدیث جسے امام طحاوی نے بصیغۂ "روایت کیا جاتا ہے" ذکر کیا ہے، یہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی متفق علیہ حدیث ہے۔

۲۔ احمد، صحیح ابن حبان

۳۔ طبقات ابن سعد (۱/ ۳۷۶) اور ابو الشیخ کی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۸۱

۴۔ دارمی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۵۔ احمد، ابن نصر بسند صحیح

۶۔ دارمی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ کے بقدر تلاوت فرماتے[1]۔ اور کبھی یاآیہا المزمل [۲۰۷۳] کے بقدر پڑھتے[2]۔

نبی ﷺ نے شاذ و نادر ہی کبھی پوری رات نماز تہجد پڑھی[3]، چنانچہ بدری صحابی خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے ایک رات نبی ﷺ کو رات بھر فجر تک تہجد پڑھتے دیکھا، جب آپ تہجد سے فارغ ہوئے تو خباب نے کہا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے آج کی رات ایسی نماز پڑھی کہ میں نے آپ کو اس طرح اس سے پہلے کبھی پڑھتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا: ہاں بے شک میں نے رغبت و رہبت اور شوق و خوف کی نماز پڑھی ہے جس میں میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کی درخواست کی جن میں سے دو تو قبول ہوئیں مگر تیسری رد کر دی گئی۔ پہلی درخواست یہ تھی کہ میری امت کو اسطرح کے عذاب سے ہلاک نہ کرے جن سے گذشتہ امتوں کو ہلاک کیا۔ اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ: میری امت کو قحط سالی سے ہلاک و برباد نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ درخواست قبول کرلی۔ دوسری درخواست یہ تھی کہ ہم پر اغیار دشمن کو مسلط اور غالب نہ ہونے دے۔ یہ درخواست بھی قبول ہو گئی تیسری درخواست یہ تھی کہ میری امت مختلف جماعتوں اور گروہوں میں نہ بٹ جائے، مگر میری یہ درخواست رد کر دی گئی[4]۔

۱۔ بخاری، ابوداؤد

۲۔ احمد، ابوداؤد بسند صحیح

۳۔ مسلم، ابوداؤد۔ میں کہتا ہوں کہ: ان حدیثوں کی روشنی میں ہمیشہ یا اکثر اوقات میں ساری رات بیدار رہنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سنت کے خلاف ہے، اگر ساری رات بیدار رہنا بہتر ہوتا تو نبی ﷺ اسے ضرور کرتے، اور بہتر طریقہ تو محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

اور یہ بات جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کی جاتی ہے کہ انھوں نے چالیس سال تک مسلسل عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی بے سند بات ہے اس لئے اس سے دھوکہ میں نہ آئیں۔ علامہ فیروز آبادی "الرد علی المعترض" (۱/۴۴) میں رقمطراز ہیں: یہ ان بہت سارے واضح جھوٹ میں سے ایک ہے جنھیں امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا زیب نہیں دیتا، اور نہ ہی اس قصہ میں کوئی قابل ذکر فضیلت پائی جاتی ہے، کیونکہ امام ابو حنیفہ جیسے امام کیلئے بہتر تو یہ تھا کہ افضل پر عمل کرتے اور بیشک ہر ایک نماز کیلئے از سر نو وضوء کرنا افضل و اتم و اکمل ہے۔ یہ اس وقت ہو گا جب یہ ثابت ہو کہ واقعی امام صاحب چالیس سال تک مسلسل پوری رات بیدار رہے، مگر یہ تقریباً امر محال و ناممکن ہے۔ بلکہ یہ بعض جاہل اور متعصب قسم کے حنفیوں کی یاوہ گوئی اور خرافات ہے جسے انھوں نے امام ابو حنیفہ وغیرہ کے بارے میں کہی ہیں، حالانکہ یہ سب جھوٹ ہے۔

۴۔ نسائی، احمد، طبرانی (۱/۱۸۷/۲)، اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک رات نبی ﷺ تہجد کی نماز میں صبح تک فقط ﴿وَاِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[۵: ۱۱۸] ہی کی تلاوت کرتے اور بار بار دھراتے رہے، رکوع و سجود اور دعاء میں بھی اسی آیت کو پڑھتے رہے، جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول آپ صبح تک اسی ایک آیت کو پڑھتے اور بار بار دھراتے رہ گئے، رکوع و سجود اور دعاء میں بھی اسی کو پڑھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پورے قرآن کا علم دیا ہے اگر ہم میں سے کسی نے ایسا کیا ہوتا تو ہم لوگ اس پر ناراض ہو گئے ہوتے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت طلب کی تو میرے رب نے میری دعاء قبول فرمالی۔ اور انشاء اللہ میری شفاعت ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جس نے کچھ بھی شرک نہیں کیا ہے[1]۔

ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میرا ایک پڑوسی ہے جو تہجد گذار ہے مگر وہ صرف "قل هو الله احد"[۱۱۲: ۴] ہی کو بار بار دھراتا ہے، اسکے علاوہ کچھ اور نہیں پڑھتا -- گویا سوال کرنے والے آدمی نے "قل هو الله احد" کو معمولی سمجھا -- تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس میں شک نہیں کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے[2]۔

۷- نماز وتر

نبی ﷺ نماز وتر کی پہلی رکعت میں "سبح اسم ربك الاعلى"[۸۷: ۱۹] اور دوسری رکعت میں "قل يايها الكافرون"[۱۰۹: ۶] اور تیسری رکعت میں "قل هو الله احد"[۱۱۲: ۴][3] پڑھتے۔

اور کبھی تیسری رکعت میں "قل هو الله احد" کے بعد "قل اعوذ برب الفلق"[۱۱۳: ۵] اور "قل اعوذ برب الناس"[۱۱۴: ۶] بھی پڑھتے[4]۔

۱- نسائی، ابن خزیمہ (۱/۷۰/۱)، احمد، ابن نصر، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۲- احمد، بخاری

۳- نسائی، حاکم نے اسے صحیح بتایا ہے۔

۴- ترمذی، ابوالعباس الاصم نے اپنی (حدیث ج ۲، رقم ۱۱۷)، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے انکی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک مرتبہ نماز وتر ایک رکعت ادا کی جس میں سورۂ نساء [۴:۱۷۶] کی سو آیتیں پڑھیں[۱]۔

اور رہیں نماز وتر کے بعد کی دونوں[۲] رکعتیں تو ان دونوں میں "اذا زلزلت الارض" [۹۹:۸] اور "قل یاایها الکافرون"[۱۰۹:۶] پڑھا کرتے تھے[۳]۔

۸- نماز جمعہ

نبی علیہ نماز جمعہ میں کبھی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ [۶۲:۱۱] اور دوسری رکعت میں "اذا جاءك المنافقون"[۶۳:۱۱] پڑھتے[۴]،اور کبھی سورۂ منافقون کی جگہ "هل أتاك حديث الغاشية"[۸۸:۲۶] پڑھتے[۵]۔

اور کبھی پہلی رکعت میں"سبح اسم ربك الاعلى"[۸۷:۱۹] اور دوسری رکعت میں "هل اتاك"پڑھتے[۶]۔

۱- نسائی، احمد بسند صحیح

۲- ان دونوں رکعتوں کا وتر کے بعد ادا کرنا صحیح مسلم وغیرہ میں آیا ہے، مگر یہ دونوں رکعتیں بخاری و مسلم میں مروی حدیث (رات میں تمہاری آخری نماز وتر ہونی چاہئے) کی مخالف ہیں، علماء نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق میں بڑی مختلف باتیں کی ہیں، مگر میرے نزدیک ان میں سے کسی بات کو بھی ترجیح حاصل نہ ہو سکی، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ اتباع امر رسول میں ان دونوں کو نہ پڑھا جائے۔

پھر مجھے ایک حدیث صحیح ملی جس میں نماز وتر کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم آیا ہے، پس اب قول و فعل دونوں ہی مل گئے، اور ان دونوں رکعتوں کی مشروعیت سب کیلئے ثابت ہو گئی، اور حکم اول استحباب پر محمول کیا جائے گا، اس طرح سے دونوں حدیثوں میں اب کوئی تعارض باقی نہ رہا۔ میں نے اس حدیث کی تخریج (الصحیحة ۱۹۹۳) میں کی ہے۔فالحمد لله على توفيقه.

۳- احمد، ابن نصر، طحاوی(۱/۲۰۲)، ابن خزیمہ، ابن حبان، بسند حسن۔

۴،۵- مسلم، ابوداؤد، اور اسکی تخریج إرواء الغليل(۳۴۵) میں کی جاچکی ہے۔

۶- مسلم، ابوداؤد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹- نماز عیدین

نبی ﷺ نماز عیدین کی پہلی رکعت میں کبھی "سبح اسم ربك الاعلی" اور دوسری رکعت میں "هل اتاك"[۱] پڑھتے۔

اور کبھی دونوں رکعتوں میں "ق والقرآن المجيد" [۵۰:۴۵] اور "اقتربت الساعة" [۵۴:۵۵] پڑھتے[۲]۔

۱۰- نماز جنازہ

سنت یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ[۳] اور اس کے بعد کوئی سورت[۴] پڑھی جائے۔ اور تکبیر تحریمہ کے بعد بغیر آواز کے قرأت کی جائے[۵]۔

ٹھہر ٹھہر کر، اطمینان اور خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے کا بیان

نبی ﷺ بحکم الٰہی قرآن کی تلاوت نہایت اطمینان و سکون کیساتھ کرتے سرعت اور جلد بازی سے اجتناب کرتے، بلکہ آپ ہر ہر حرف کو واضح کر کے پڑھتے[۶] تلاوت قرآن میں آپ کے اطمینان و سکون کا یہ حال تھا کہ آپ جس سورت کی تلاوت کرتے وہ اپنے سے لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی ہو جاتی[۷]۔

۱- مسلم، ابوداؤد

۲- مسلم، ابوداؤد

۳- نماز جنازہ میں امام شافعی واحمد واسحاق بن راہویہ اور بعض محقق متاخرین حنفیہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں البتہ شوافع اس کے بعد ایک سورت ملانے کے بھی قائل ہیں، اور یہی حق بات ہے۔

۴- بخاری، ابوداؤد، ابن الجارود، شیخ تویجری کا اس زیادتی کو شاذ قرار دینا غلط ہے، ملاحظہ ہو عربی مقدمہ ص ۳۰-۳۳

۵- نسائی، طحاوی، بسند صحیح

۶- زہد ابن مبارک (۱۶۲/۱ "الکواکب" ۵۷۵)، ابوداؤد، احمد، بسند صحیح

۷- مسلم، مالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کہا کرتے تھے کہ: حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ: پڑھتے اور چڑھتے جاؤ اور اسی اطمینان وسکون سے تلاوت کرو جس اطمینان وسکون سے تم دنیا میں تلاوت کیا کرتے تھے کیونکہ تمہاری منزل وہاں ہے جہاں تم آخری آیت پڑھو گے[1]۔

نبی ﷺ حروف مد کو کھینچ کر پڑھا کرتے تھے، چنانچہ "بسم الله" کو کھینچ کر پڑھتے، اور "الرحمن" کو کھینچ کر پڑھتے، اور "الرحیم" کو کھینچ کر پڑھتے[2]، اور "نضید"[3] اور ان جیسے الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے۔ اور ہر آیت کے آخر پر ٹھہرتے۔ جیسا کہ اس کا بیان پیچھے ہو چکا ہے[4]۔

اور کبھی آپ خوش الحانی[5] کیساتھ آواز کو حلق میں گردش دے کر تلاوت فرماتے جیسا کہ آپ نے فتح مکہ کے روز اپنی اونٹنی پر سواری کی حالت میں سورۂ فتح [۲۹،۴۸] کی تلاوت نرم آواز سے کی تھی[6]۔ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے آپ کی خوش الحانی اور آواز کو حلق میں نرمی سے گردش دینے کا نقشہ (آ آ آ)[7] کے الفاظ میں کھینچا ہے۔ نبی ﷺ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے فرمایا: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین[8] کیا کرو، کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو دوبالا کرتی ہے[8]۔ اور فرماتے کہ: سب سے اچھی آواز سے قرآن وہ شخص

۱۔ ابوداؤد، ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۲۔ بخاری، ابوداؤد

۳۔ بخاری کی افعال العباد، بسند صحیح

۴۔ ملاحظہ ہو قرأت فاتحہ کی بحث ص ۱۵۹

۵۔ وضاحت مزید کیلئے ملاحظہ ہو فتح الباری ج۹/ ۹۲ باب الترجیع۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ یہ کیفیت عام طور پر نشاط و انبساط سے پیدا ہوتی ہے، اور یہ چیز محمد مصطفی ﷺ کو فتح مکہ کے روز وافر مقدار میں حاصل ہوئی تھی۔

۶۔ بخاری، مسلم

۷۔ حافظ ابن حجر نے (آ آ آ) کی شرح میں فرمایا: ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پھر اس کے بعد الف ساکن، پھر اس کے بعد دوسرا ہمزہ۔ ملا علی قاری نے یہ بات حافظ ابن حجر کے علاوہ اوروں سے بھی نقل کی ہے، پھر اس کے بعد کہا ہے کہ: ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین الف ممدود ہیں۔

۸۔ بخاری بسند معلق، ابوداؤد، دارمی، حاکم، تمام رازی، بدو سند صحیح

تنبیہ: اس حدیث کو بعض رواۃ نے الٹ کر روایت کر دیا ہے اور کہا ہے "اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو" جبکہ یہ حدیث روایت اور درایت دونوں حیثیت سے واضح طور پر غلط ہے، اور جس نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے وہ غریق خطا ہے، کیونکہ یہ مقلب حدیث اس باب میں وارد ساری واضح حدیثوں کی مخالف ہے، بلکہ "حدیث مقلوب" کی یہ ایک بڑی اچھی مثال ہے۔ اس اجمال کی تفصیل سلسلة الأحاديث الضعيفة (۵۳۲۸) میں ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتا ہے کہ جسے تم جب قرآن پڑھتے سنو تو تمہیں گمان ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ سے خائف ہے[1]۔

نبی ﷺ ترنم اور رقت آمیز انداز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیتے اور فرماتے: "قرآن سیکھو اور بالالتزام اسے بار بار دھراتے رہو، اور اسکی ترنم اور رقت آمیز آواز سے تلاوت کیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قرآن ذہنوں سے اس اونٹ سے بھی تیز بھاگ نکلتا ہے جو اپنی رسی اور بندھن سے آزاد ہو گیا ہو"[2]، اور آپ فرماتے: "جو شخص قرآن ترنم اور رقت آمیز انداز میں نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے"[3]

۱۔ یہ صحیح ہے، زہد ابن مبارک (۱۶۲/۱ من الکواکب ۵۷۵)، دارمی، ابن نصر، طبرانی، ابو نعیم کی اخبار اُصبہان، اور ضیاء کی الاحادیث المختارة.

۲۔ دارمی، احمد، بسند صحیح

۳۔ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

تنبیہ: ابن الاثیر نے جامع الاصول ج ۲/۴۵۷ میں ابوداؤد کی اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بتا کر صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے، اس لئے استاذ عبدالقادر اُرناؤط اور ان کے معاون اس مقام پر حاشیہ آرائی فرما رہے ہیں:

"علامہ البانی اپنی کتاب صفة صلاة النبی ﷺ ص ۱۰۶ میں بہت دور چلے گئے اور اس حدیث کو امام ابوداؤد کی طرف منسوب کر دیا"۔

یہ دونوں کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اہل علم کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ حدیث تو بخاری یا مسلم میں موجود ہو مگر حوالہ انھیں چھوڑ کر دوسری کتابوں کا دیا جائے۔

تو جواباً عرض ہے کہ: ان دونوں کی باتیں صحیح ہیں، یہ دیگر بات ہے کہ ان کا مقصد کچھ اور ہی ہے، کیونکہ انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے جب سے اس کتاب کی تالیف کی ہے، مجھے اسی وقت سے یہ معلوم ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کا خیال ہے کہ مجھ سے یہاں غلطی ہو گئی ہے، حالانکہ میں نے نادانستگی میں نہیں بلکہ دیدہ ودانستہ طور پر یہاں بخاری کا حوالہ نہیں دیا ہے اور اگر بات ویسی ہوتی جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے تو میرے لئے اتنی لمبی مدت —— جس میں اب تک اس کتاب کے پانچ ایڈیشن نکل چکے ہیں —— اپنی غلطی یا نادانی کے تدارک کے لئے کافی تھی، لیکن الحمد للہ ایسی کوئی بھی بات نہ تھی، بلکہ بات اصل یہ ہے کہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ اس حدیث کے ایک ثقہ راوی ابو عاصم الضحاك ابن مخلد النبیل سے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں

حاشیہ جاری............

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

غلطی ہوگئی ہے، اس لئے کہ ابو عاصم نے اس حدیث کو ابن جریج سے روایت کیا ہے اور ابن جریج نے ابن شہاب سے اور ابن شہاب نے ابو سلمہ سے اور ابو سلمہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعا بایں الفاظ روایت کیا ہے۔ مگر ابو عاصم کے علاوہ دیگر ثقہ راویوں نے اس حدیث کو ابن جریج سے بسند مذکور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بالفاظ "اللہ تعالیٰ کسی آواز پر اس طرح کان نہیں لگاتا الخ...... "روایت کیا ہے۔ یہ وہی حدیث ہے جو اس کتاب میں اس حدیث کے فوراً بعد آرہی ہے۔

اور حدیث کے اس لفظ پر ابن جریج کی ایک جماعت نے متابعت کی ہے جن میں سے بیشتر ثقہ ہیں، یہ سب اس حدیث کو بعینہٖ اسی لفظ سے زہری سے بسند مذکور روایت کرتے ہیں۔

اور یحییٰ ابن ابی کثیر، ومحمد بن عمرو، ومحمد بن ابراہیم التیمی اور عمرو بن دینار جیسے ثقہ لوگ بھی اس حدیث کو بسند ابو سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بالفاظ مذکور روایت کرنے میں امام زہری کے ہم نوا ہیں۔

پس ان ثقات واثبات محدثین کا اسی ایک سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرنے میں دوسرے لفظ پر متفق ہونا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ابو عاصم کا تنہا اس حدیث کو پہلے لفظ سے روایت کرنا سراسر غلط ہے، اور یہی وہ حدیث شاذ ہے جس کے اوصاف اہل علم کے یہاں معروف ہیں، اسی لئے حافظ ابو بکر نیشاپوری نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ ابو عاصم سے اس حدیث کو بایں لفظ روایت کرنے میں وہم ہو گیا ہے، کیونکہ ابن جریج سے اس حدیث کو بلفظ دیگر بہت سارے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: اسی طرح بلفظ دیگر اس حدیث کو زہری سے بھی بہت سارے لوگوں نے روایت کیا ہے، اور ابو سلمہ سے اس حدیث کو روایت کرنے میں بہت سارے لوگوں نے زہری کی متابعت بھی کی ہے۔ اسی لئے خطیب بغدادی بھی ابو عاصم کی **توہیم** و **تغلیط** کرنے میں ابو بکر نیشاپوری کے ہم نوا ہیں۔ اور ابن الاثیر نے اپنی جامع الاصول میں، اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری ج ۱۳/ ۴۲۹ میں اس وہم کی طرف اتنے لطیف پیرائے میں اشارہ کیا ہے کہ شاید بعض لوگوں کا دھیان بھی اس طرف نہ جائے، اور اگر اس طرف ان کا دھیان گیا بھی، تو شاید ان کے اندر اتنی علمی جرأت نہیں کہ وہ صحیح بخاری کے کسی راوی کی **تغلیط** کر سکیں۔

یہ ہے خلاصہ میری اس تحقیق کا جسے میں اصل کتاب میں بیس سال قبل تحریر کر چکا ہوں، میں نے مناسب سمجھا کہ اسے اس ایڈیشن میں ضرور ذکر کر دیا جائے، تاکہ ہر انصاف پسند انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ حقیقت میں میں دور نکل گیا یا وہی لوگ دور نکل گئے ہیں جنھوں نے میری تردید کی ہے، اور ان کی خواہش ہے کہ میں بھی اس غلطی میں ان کا شریک کار رہوں اور ان کی تردید نہ کروں، جب کہ ان کی بات علماء حدیث کے نزدیک غلط ہے۔

حاشیہ جاری..........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

.....حاشیہ صفحہ گزشتہ..

اللہ تعالیٰ اس شخص کو معاف رکھے جس کی وجہ سے مجھے اتنا طویل حاشیہ تحریر کرنا پڑا، اور توقع ہے کہ دوبارہ مجھے اتنا لمبا حاشیہ تحریر کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا، کیونکہ میں نے اس کتاب میں راہ اختصار اختیار کر رکھی ہے۔ واللہ المستعان۔

پھر میں نے شیخ شعیب اُرناؤط کو دیکھا ـــــ جو مجھ پر اس تنقید کے کرنے میں برادرم عبدالقادر اُرناؤط کے معاون و مددگار ہیں جس کی محققانہ تردید ابھی تقریباً ثانی انداز میں کی گئی ـــــ کہ انھوں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا اور بغوی کی شرح السنۃ ج ۴/ ۸۵ ۴ کے حاشیہ میں تحقیق مذکور سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا، کیونکہ انھوں نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ـــــ جو حفاظ مذکور کی شہادت سے معلول ہے ـــــ بغوی کی موافقت میں تصحیح کی ہے، اور ایسا محض اس لئے کیا ہے تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ شعیب اُرناؤط نے البانی کی تحقیق سے استفادہ کیا ہے۔ اور شاید شرح السنۃ کے ناشر المکتب الاسلامی کے مالک (زہیر شاویش) کی نظر بھی اس تجاہل عارفانہ پر نہ پڑی، ورنہ وہ بھی کتمان علم کے گناہ کے مستحق ہوں گے، کیونکہ جیسا کہ مقدمہ میں مذکور ہے وہ شرح السنۃ کی تحقیق میں شعیب اُرناؤط کے شریک و سہیم ہیں، اور اسی طرح ہر جزء کے سرورق پر بھی لکھا ہوا ہے، اور اگر ایسا نہیں تو ان کی تحقیق محض دعوی بلا دلیل ہوگی، اور دریں صورت میرے لئے ـــــ اللہ کی قسم ـــــ یہ جاننا مشکل ہوگا کہ کتمان علم بڑا گناہ ہوگا یا دعوائے تحقیق۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کسی بات پر اس طرح کان[1] نہیں دھرتا جس طرح کہ وہ کسی خوش آواز اور مترنم نبی کے خوش الحانی سے بآواز بلند قرآن پڑھنے پر کان دھرتا ہے[2]۔

اور آپ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "کاش شب گذشتہ تم نے مجھے اپنا قرآن پڑھنا سنتے دیکھا ہوتا، تمہیں تو داؤد علیہ السلام کی خوش[3] الحانی کا ایک حصہ ملا ہوا ہے، ابو موسیٰ نے فرمایا: اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ وہاں تشریف فرما ہیں تو اور بھی حسن آواز اور خوش الحانی سے کام لیتا"[4]۔

امام کو غلطی پر تنبیہ کرنا

امام سے اگر قرآن کی تلاوت میں غلطی ہونے لگے تو نبی ﷺ نے اسے اس پر تنبیہ کرنے کو مسنون قرار دیا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے نماز پڑھائی تو تلاوت قرآن میں آپ پر التباس ہو گیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ابی بن کعب سے فرمایا: تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ ابی بن کعب نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر تم نے مجھے لقمہ کیوں نہ دیا[5]؟

۱۔ امام منذری کہتے ہیں کہ: یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کی کسی بات کو اس طرح نہیں سنتا جس طرح کہ حسن آواز اور ترنم سے قرآن پڑھنے والے کی آواز کو سنتا ہے۔ مگر سفیان ابن عیینہ وغیرہ نے اس کا معنی قرآن کو غنائیت سے پڑھنے کے بجائے صرف قرآن پر اکتفا کرنا بتایا ہے، حالانکہ یہ معنی غلط ہے۔

۲۔ بخاری، مسلم، طحاوی اور توحید ابن مندہ (۱/۸۱)۔

۳۔ امام نووی نے شرح مسلم میں فرمایا ہے کہ: داؤد علیہ السلام بڑی ہی اچھی آواز کے مالک تھے۔

۴۔ امالی عبدالرزاق (۲/۴۴/۱)، بخاری، مسلم، ابن نصر اور حاکم۔

۵۔ ابوداؤد، ابن حبان، طبرانی، ابن عساکر (۲/۲۹۶/۲) اور بسند صحیح ضیاء مقدسی نے اپنی کتاب "أحادیث مختارة" میں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسوسہ دور کرنے کیلئے بحالت نماز "اعوذ باللہ" کہنا اور تھوکنا

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ شیطان نے مجھ میں اور میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہو کر مجھے التباس میں ڈالدیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس شیطان کو "خنزب" کہا جاتا ہے، پس جب تمہیں اس کا احساس ہو تو "اعوذ باللہ" کہہ کر اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوکو[۱]۔ عثمان کہتے ہیں: چنانچہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس شیطان کو دور کر دیا[۲]۔

رکوع کا بیان

نبی ﷺ جب قرأت سے فارغ ہوتے تو تھوڑی دیر خاموش[۳] رہتے پھر اس طرح رفع یدین[۴] کرتے جس کا ذکر "تکبیر تحریمہ" کے بیان میں گذر چکا ہے اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"[۵] کہتے ہوئے رکوع کرتے[۶]۔ اور ان دونوں باتوں کا "مسئی صلوۃ" کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم میں سے

۱۔ یعنی نہ مکمل طور پر تھوکنا اور نہ ہی صرف منہ سے ہوا نکالنے پر اکتفا کرنا، بلکہ معمولی لعاب کے ساتھ تھو تھو کرنا، نہایۃ ابن الأثیر۔

۲۔ مسلم، احمد۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث میں شیطانی وسوسہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ چاہنا اور معمولی لعاب کے ساتھ بائیں طرف تین بار تھو تھو کرنا مستحب بتایا گیا ہے۔

۳۔ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا اندازہ ہے کہ یہ خاموشی صرف اس قدر ہوتی تھی جس میں نبی ﷺ آرام سے سانس لے سکیں۔

۴،۵،۶۔ بخاری، مسلم۔ یہ رفع یدین اور اسی طرح رکوع سے اٹھنے کے وقت کا رفع یدین نبی ﷺ سے بتواتر ثابت ہے، ائمہ ثلاثہ اور ان کے علاوہ جمہور محدثین اور فقہاء کا یہی مذہب بھی ہے اور تاریخ ابن عساکر (۱۵/۷۸/۲) میں مروی ہے کہ: امام مالک رحمہ اللہ تاحیات اسی پر عمل پیرا رہے۔ اور بعض حنفی علماء نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے انھیں میں سے امام ابو یوسف کے شاگرد ابو عصمۃ عصام بن یوسف بلخی (ت ۲۱۰) ہیں جن کا تذکرہ مقدمہ ص ۱۱۳ پر گذر چکا ہے، اور عبداللہ ابن احمد نے اپنے مسائل ص ۶۰ پر اپنے والد ــــ امام احمد بن حنبل ــــ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: عقبہ بن عامر سے مروی ہے انھوں نے نماز میں رفع یدین کے بارے میں فرمایا کہ: رفع یدین کے ہر اشارے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ: عقبہ بن عامر کے قول کی یہ متفق علیہ حدیث شاہد ہے "جس نے کسی نیک کام کا ارادہ کر کے اسے کیا تو اسے اس پر دس سے سات سو تک نیکیاں ملتی ہیں" ملاحظہ ہو صحیح الترغیب ص ۱۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی نماز اس وقت تک پوری نہیں مانی جا سکتی جب تک کہ وہ حسب حکم الٰہی ٹھیک طور سے وضوء نہ کرے، پھر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، اور اللہ تعالیٰ نے اسے جتنا قرآن یاد کرایا ہو اور اسے اس کی اجازت دی ہو اس میں سے جو میسر ہو اسکی تلاوت کرے، پھر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتا ہوا رکوع کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھے کہ اس کے جسم کے سارے جوڑوں کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے...... الخ الحدیث[1]۔

رکوع کرنے کا طریقہ

نبی ﷺ بحالت رکوع اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے[2]، اور لوگوں کو اسکے کرنے کا حکم فرماتے[3]، اور "مسئی صلوۃ" کو بھی اس کے کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ ابھی اوپر گذرا۔

اور آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اس طرح غالب رکھتے گویا کہ انھیں پکڑے ہوئے ہیں[4]۔ اور ہاتھ کی انگلیوں کو پھیلا کر رکھتے[5]۔ اور "مسئی صلوۃ" کو اسکے کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو، اور ہاتھ کی انگلیوں کو پھیلا کر رکھو، اور پھر ٹھہرو یہاں تک کہ سارے اعضاء اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جائیں[6]۔ نبی ﷺ بحالت رکوع اپنی دونوں کہنیوں کو اپنے پہلو سے دور رکھتے[7]۔ اور جب رکوع کرتے تو اپنی پیٹھ کو پھیلاتے[8] اور اسے

۱۔ ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۲۔ بخاری، ابوداؤد

۳۔ بخاری و مسلم

۴۔ بخاری، ابوداؤد

۵۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور ابوداؤد طیالسی نے بھی اسے روایت کیا ہے، اور اس کی تخریج "صحیح أبي داؤد ۸۰۹" میں کی جا چکی ہے۔

۶۔ صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان

۷۔ ترمذی اور ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۸۔ بیہقی بسند صحیح بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح برابر رکھتے کہ اگر اس پر پانی ڈالا جاتا تو ٹھہر ا رہتا[1]۔ اور "مسئی صلوۃ" سے آپ نے فرمایا کہ: "جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی پیٹھ دراز رکھو اور اپنے رکوع کو قوت دو"[2]۔ اور آپ رکوع میں اپنا سر نہ نیچا رکھتے اور نہ اونچا[3]، بلکہ اسے پیٹھ کے بالکل برابر رکھتے[4]۔

رکوع میں اطمینان وسکون واجب ہے

نبی ﷺ رکوع اطمینان سے کرتے اور "مسئی صلوۃ" کو اس کا حکم بھی دیا۔ جیسا کہ اس سے پہلی فصل کی ابتداء میں اس کا ذکر ہوا ہے۔

اور آپ فرماتے کہ: "رکوع اور سجود اچھی طرح کیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہیں بحالت رکوع اور سجود اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں"[5]۔

آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں نہ تو رکوع ٹھیک طور سے کر رہا ہے اور سجدے میں بھی جلدی مچائے ہوئے ہے، تو فرمایا: "اگر اسے اس حالت میں موت آئی ہوتی تو یہ دین محمدی پر نہ مرتا (نماز اس قدر جلدی جلدی ادا کر رہا ہے جس طرح کوا خون میں ٹھونگ مار رہا ہو)۔ جو شخص رکوع اچھی طرح نہیں کرتا اور سجدے میں بھی جلد بازی سے کام لیتا ہے اس کی مثال اس بھوکے شخص کی مانند ہے جو ایک دو کھجوریں کھاتا ہے مگر اسے اس سے آسودگی نہیں ملتی"[6]۔

۱۔ معجم طبرانی کبیر وصغیر، زوائد مسند عبداللہ بن احمد، ابن ماجہ

۲۔ احمد، ابوداؤد بسند صحیح

۳۔ ابوداؤد، بخاری "جزء القراءۃ" بسند صحیح، نہایۃ ابن الأثیر

۴۔ مسلم، ابوعوانہ

۵۔ بخاری، مسلم

میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھنا حقیقت پر محمول ہے اور یہ نبی ﷺ کے معجزات میں سے ہے جو حالت نماز کے ساتھ خاص ہے دیگر احوال میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

۶۔ مسند ابی یعلی موصلی (۱/۳۴۰،۳۴۹) "اربعین آجری، بیھقی، طبرانی (۱/۱۹۲/۱) "المنتقی من الأحادیث الصحاح والحسان"، للضیاء (۱/۲۷۶)، تاریخ ابن عساکر (۲/۲۲۶/۲، ۲۱۴/۱، ۸/۱۴/۱، ۷۶/۲) بسند حسن، صحیح ابن خزیمہ (۱/۸۲/۱) اس حدیث کے ابتدائی حصہ کا باستثناء زیادتی "ابانۃ ابن بطۃ (۵/۴۳/۱) میں ایک مرسل شاہد موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے مرغ کے ٹھونگ مارنے کی طرح نماز میں جلدی کرنے سے منع فرمایا، اور مجھے حکم دیا کہ میں لومڑی کی طرح اپنا چہرہ نماز میں دائیں بائیں پھیر تا نہ رہوں اور نہ بندر کی طرح اپنا سرین اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے بیٹھوں[1]۔

آپ فرماتے کہ: "سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اپنی نماز سے وہ کس طرح چوری کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ رکوع و سجود ٹھیک سے نہیں کرتا"[2]۔

آپ نے بحالت نماز اپنی کنکھیوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع و سجود میں اپنی ریڑھ برابر نہیں رکھتا تو آپ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمایا: "مسلمانو! جو شخص رکوع و سجود میں اپنی ریڑھ برابر نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی"[3]۔

اور ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا: "اس شخص کی نماز کافی اور بے نیاز کرنے والی نہیں جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ بالکل برابر نہ رکھے"[4]۔

رکوع میں پڑھی جانے والی دعائیں

نبی ﷺ اس رکن میں ذیل کی نوع بنوع دعائیں پڑھتے یعنی کبھی اسے پڑھتے اور کبھی اسے پڑھتے:

---

[1] طیالسی، احمد، ابن ابی شیبہ۔ اور یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ میں نے اسے حافظ عبدالحق اشبیلی کی "الأحکام" حدیث نمبر ۱۳۴۸ کے حاشیہ میں واضح کیا ہے۔

[2] ابن ابی شیبہ (۱/۸۹/۲)، طبرانی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

[3] ابن ابی شیبہ (۱/۸۹/۱)، ابن ماجہ، احمد بسند صحیح۔ ملاحظہ ہو "الصحیحة" (۲۵۳۶).

[4] ابو عوانہ، ابوداؤد، سہمی (۶۱) اور دارقطنی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" تین بار[1]، اور کبھی تین بار سے زیادہ کہتے[2]۔

ایک مرتبہ آپ نے اسے نماز تہجد میں اس قدر بار بار دھرایا کہ آپ کا رکوع تقریباً آپ کے قیام کے برابر تھا، جبکہ اس قیام میں آپ نے تین لمبی سورتیں بقرہ، نساء اور آل عمران کی تلاوت کی، اور اس قرأت کے درمیان دعاء و استغفار سے بھی کام لیا جیسا کہ نماز تہجد ص ۱۸۰ میں اس کا ذکر گذر چکا ہے۔

۲- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ تین بار[3]۔

۳- سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ[4] رَبُّ الْمَلاَئِكَةِ وَالرُّوْحِ[5]۔

۴- سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا! وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ اس دعا کو آپ رکوع و سجود میں بکثرت پڑھتے، اور اسے قرآن مجید کی تفسیر[6] بتاتے۔

۵- اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ (اَنْتَ رَبِّيْ) خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ (اور ایک روایت میں ہے: وَعِظَامِيْ) وَعَصَبِيْ

۱- احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی، طحاوی، بزار، ابن خزیمہ (۶۰۴) اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس حدیث کو سات صحابہ سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں علامہ ابن قیم وغیرہ کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ "سبحان ربی العظیم" کے تین دفعہ کہنے کا ذکر کسی حدیث میں نہیں آیا ہے۔

۲- یہ بات ان احادیث سے ماخوذ ہے جن میں اس کی صراحت موجود ہے کہ نبی ﷺ قیام اور رکوع و سجود ایک جیسا کرتے، جیسا کہ اس کے بعد والی فصل میں آرہا ہے۔

۳- یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداؤد، دارقطنی، احمد، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۴- امام ابو اسحاق حربی نے فرمایا کہ "سبوح" وہ ہے جسے ہر قسم کی برائی سے دور رکھا گیا ہو۔ اور "قدوس" کے معنی بابرکت کے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی پاک کے ہیں۔ اور ابن سیدہ نے فرمایا کہ "سبوح قدوس" اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں کیونکہ اس کی تسبیح و تقدیس کی جاتی ہے۔ "لسان العرب".

۵- مسلم، ابو عوانہ

۶- بخاری، مسلم۔ اور "قرآن کی تفسیر بتانے" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول "فسبح بحمد ربك واستغفره إنه كان توابا" میں جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل پیرا ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(وَمَا اسْتَقَلَّتْ[1] بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)[2]۔

۶۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، اَنْتَ رَبِّيْ ، خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَدَمِيْ وَلَحْمِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ[3]۔

۷۔ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ[4] وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ اس دعاء کو نبی ﷺ نے نماز تہجد میں پڑھا[5]۔

۱۔ یعنی جس بوجھ کو میرے قدم اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ لفظ "استقلال" سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی "ارتفاع" یعنی اٹھنے کے ہیں، پس یہ "تعمیم بعد التخصیص" کے قبیل سے ہے۔

۲۔ مسلم، ابو عوانہ، طحاوی، دار قطنی

۳۔ نسائی بسند صحیح

۴۔ "الجبروت والملکوت" یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں، پہلا "الجبر" سے ماخوذ ہے جس کے معنی قہر کے ہیں اور دوسرا "الملك" سے ماخوذ ہے جس کے معنی تصرف واختیار کے ہیں، یعنی قہر اور تصرف واختیار میں انتہائی درجہ کو پہنچنے والا۔

۵۔ ابو داؤد، نسائی بسند صحیح

فائدہ: اس امر میں اختلاف ہے کہ ان ساتوں دعاؤں کو ایک ہی رکوع میں جمع کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ تو اس مسالہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکے، البتہ امام نووی رحمہ اللہ نے قطعی طور پر کہا ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو ان ساری دعاؤں کو ایک ہی رکوع میں اکٹھا کر کے پڑھنا افضل ہے، اور اسی طرح ہر اس جگہ کرنا چاہئے جہاں ایک سے زائد دعاؤں کے پڑھنے کا ثبوت ہو۔ مگر علامہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تعالیٰ "نزل الأبرار ص ۸۴" میں امام نووی پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نمازی کو چاہئے کہ کبھی یہ دعاء پڑھے اور کبھی وہ دعاء پڑھے کیونکہ ساری دعاؤں کو اکٹھا کر کے پڑھنے کی مجھے کوئی دلیل نہیں ملی۔ پس اتباع سنت بہتر ہے نہ کہ ارتکاب بدعت۔

نواب صاحب کی بات ہی ان شاءاللہ حق ہے، لیکن حدیث میں رکوع وغیرہ کے لمبا کرنے کا یہاں تک ثبوت ہے کہ وہ تقریباً قیام کے برابر ہوتا، جیسا کہ اس کا بیان آگے آرہا ہے، پس اگر نمازی اس سنت میں نبی ﷺ کی اقتداء کرنا چاہے تو اس کی دو ہی صورت ہو سکتی ہے، ایک تو وہ جس کے قائل امام نووی ہیں کہ وہ ساری دعاؤں کو ایک ہی رکوع میں پڑھے، اور اسی طریقے کو امام ابن نصر نے "قیام اللیل ص ۷۶" پر بسند ابن جریج امام عطاء سے روایت کیا ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ ان مذکورہ دعاؤں میں سے کسی ایک دعاء کو ہی بار بار دھراتا رہے۔ یہ دوسری صورت سنت سے قریب تر ہے۔ اللہ اعلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکوع لمبا کرنا

نبی ﷺ کے رکوع اور اسکے بعد کھڑے ہونے پھر سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تقریباً یکساں ہوا کرتی تھی[۱]۔

رکوع میں قرآن پڑھنے کی ممانعت

نبی ﷺ رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنے سے روکتے[۲] اور فرماتے کہ: ”سن لو! مجھے رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے پس تم لوگ رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تعظیم کرو۔ اور سجدہ میں محنت سے دعائیں کرو، لائق ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں“[۳]۔

رکوع سے سیدھے کھڑے ہونے اور اس میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان

پھر نبی ﷺ ”سمع الله لمن حمده“ کہتے ہوئے اپنی پیٹھ رکوع سے اٹھاتے[۴]۔ اور ”مسئی صلوة“ کو اس کے کرنے کا حکم بھی دیا، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”کسی شخص کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک وہ ”الله اکبر“ کہہ کر رکوع نہ کرے، اور پھر ”سمع الله لمن حمده“ کہہ کر ٹھیک سے کھڑا نہ ہو جائے“[۵]۔

اور آپ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوتے کہ ریڑھ کی ساری

۱ـ بخاری، مسلم۔ اور اس حدیث کی تخریج إرواء الغليل (۳۳۱) میں کی جاچکی ہے۔

۲، ۳ـ مسلم ابو عوانہ۔ یہ ممانعت مطلق ہے جو فرائض اور نوافل دونوں کو شامل ہے، رہی تاریخ ابن عساکر (۱/۲۹۹/۱۷) میں وارد زیادتی ”فاماصلاة التطوع فلاجناح“ یعنی نفلی نماز میں رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں“۔ یہ زیادتی شاذ یا منکر ہے، اور اس زیادتی پر عمل کرنا ناجائز ہے کیونکہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس زیادتی کو معلول قرار دیا ہے۔

۴ـ بخاری، مسلم

۵ـ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جاتیں[۱]۔ اور پھر اسی حالت میں آپ "ربنا ولك الحمد" کہتے[۲]۔ اور آپ نے ہر نمازی کو خواہ وہ امام ہو یا مقتدی اس کے کہنے کا حکم دیا، آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ: "تم لوگ نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو"[۳] اور آپ فرماتے کہ: "امام بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، پس جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم لوگ "اللهم ربنا ولك الحمد" کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری سنے گا، کیونکہ اس نے اپنے نبی ﷺ کی زبان پر "سمع الله لمن حمده"[۴] کہا ہے" (یعنی اللہ تعالیٰ حمد بیان کرنے والے کی حمد سنتا ہے)۔

ایک دوسری حدیث میں اس حکم — یعنی "اللهم ربنا ولك الحمد" کہنے — کا سبب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: "جس کی بات فرشتوں کی بات کی موافق ہوگی اس کے پہلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے"[۵]

۱، ۲۔ بخاری، ابوداؤد اور صحیح ابوداؤد (۲۲۷) نیز ملاحظہ ہو فتح الباری (۲/۳۰۸)

۳۔ بخاری، احمد

۴۔ مسلم، ابو عوانہ، احمد، ابوداؤد

تنبیہ: اس حدیث میں اس بات کی دلیل نہیں کہ مقتدی اور امام دونوں "سمع الله لمن حمده" نہ کہیں جیسا کہ اس میں اس بات کی دلیل نہیں کہ امام اور مقتدی دونوں "ربنالك الحمد" نہ کہیں کیونکہ یہ حدیث اس بات کے بیان کے لئے نہیں آئی ہے کہ اس موقع پر امام اور مقتدی کیا کہیں بلکہ اس حدیث کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ مقتدی کی "ربنالك الحمد" امام کی "سمع الله لمن حمده" کے بعد ہونی چاہئے، اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی ﷺ امام ہونے کی حالت میں بھی "ربنالك الحمد" کہتے تھے اسی طرح نبی ﷺ کی حدیث "تم لوگ نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو" کا عموم بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ مقتدی بھی امام کی طرح "سمع الله لمن حمده" وغیرہ کہے۔ شاید جس قدر ہم نے مسئلہ کی وضاحت کر دی ہے وہ کافی ہے، لہٰذا جن فضلاء نے مجھ سے اس مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا تھا وہ غور و فکر سے کام لیں، اور جسے مزید معلومات مطلوب ہوں۔ وہ حافظ سیوطی کا رسالہ "دفع التشنيع في حكم التسميع" الحاوی للفتاوی (۱/۵۲۹) میں ملاحظہ کرے۔

۵۔ بخاری، مسلم، ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی ﷺ رکوع سے سیدھا[1] کھڑے ہونے کے وقت رفع یدین انھیں طریقوں سے کرتے جن کا ذکر "تکبیر تحریمه" کے بیان میں گذر چکا۔ اور یہاں بحالت قیام مندرجہ ذیل دعائیں پڑھتے:

۱- رَبَّنَا! وَلَكَ الْحَمْدُ[2]۔

۲- اور کبھی بغیر "واو" کے " رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ "[3] کہتے۔

۳- اور کبھی " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ "[4] کہتے۔

۴- اور کبھی "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"[5] یعنی بغیر "واو" کے کہتے۔

آپ اس کا حکم دیتے اور فرماتے کہ: "جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہے تو تم "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہو کیونکہ جس کی بات فرشتوں کی بات کی موافق ہو گی اس کے پہلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے"[6]

۵- اور کبھی "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الاَرْضِ وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ" کہتے[7]۔

۶- اور یا تو "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الاَرْضِ، وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ" کہتے[8]۔

۱، ۲، ۳- بخاری، مسلم۔ یہ رفع یدین نبی ﷺ سے بتواتر ثابت ہے، اور اس کے قائل جمہور علمائے اسلام اور بعض حنفی علماء بھی ہیں ملاحظہ ہو ص ۱۹۲ کا حاشیہ نمبر: ۴، ۵، ۶

۴، ۵- بخاری، احمد۔ علامہ ابن قیم سے غلطی یہ ہوئی کہ انھوں نے "زاد المعاد" میں اس روایت کی صحت کا انکار کیا ہے جس میں "اللھم" اور "و" یکجا وارد ہے، جب کہ یہ روایت صحیح بخاری، مسند احمد اور نسائی میں بدو طریق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور دارمی میں ابن عمر اور بیہقی میں ابو سعید خدری، نیز نسائی کی ایک روایت میں ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

۶- بخاری، مسلم، ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے

۷، ۸- مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷- اور کبھی "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ، وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، لَامَانِعَ لِمَااَعْطَيْتَ، وَلَامُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ[1] مِنْكَ الْجَدُّ[2]" کہتے۔

۸- اور کبھی "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ، وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَاقَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَااَعْطَيْتَ، وَلَامُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" کہتے[3]۔

۹- اور کبھی نماز تہجد میں "لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، لِرَبِّيَ الْحَمْدُ" اس قدر بار بار دہراتے کہ یہ قیام رکوع سے پہلے والے قیام کے تقریباً برابر ہوتا جبکہ آپ نے اس قیام میں سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی ہوتی[4]۔

۱۰- رَبَّنَا! وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ (مُبَارَكًا عَلَيْهِ، كَمَايُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى).

اس دعاء کے کہنے والے ایک صحابی تھے جنھوں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہا تو صحابی نے مذکورہ دعاء پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دریافت کیا کہ کس نے ابھی بآواز بلند دعاء پڑھی تھی۔ صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: یقیناً میں نے تیں سے زائد فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کے لکھنے کیلئے ان میں کا ہر ایک دوسرے سے سبقت

۱- صحیح یہ ہے کہ اسے فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھنا چاہئے جس کے معنی خوش نصیبی اور عظمت واقتدار کے ہیں، یعنی دنیا میں مال اولاد اور عظمت واقتدار کی خوش نصیبی کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہیں دلا سکتی، بلکہ اس کے لئے صرف عمل صالح ہی نفع بخش اور باعث نجات ہو سکتا ہے۔

۲- مسلم، ابو عوانہ

۳- مسلم، ابو عوانہ، ابوداؤد

۴- ابوداؤد، نسائی بسند صحیح۔ اس حدیث کی تخریج إرواء الغليل (۳۳۵) میں موجود ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش میں تھا[1]۔

رکوع کے بعد دیر تک کھڑے رہنے اور اس میں اطمینان کے واجب ہونے کا بیان

نبی ﷺ اس قیام کو اتنا لمبا کرتے کہ تقریباً رکوع کے برابر ہوتا، جیسا کہ ابھی گذرا، بلکہ آپ کبھی اتنا لمبا قیام کرتے کہ بعض صحابہ کرام کہتے کہ آپ شاید بھول گئے ہیں[2]۔

اور آپ اس قیام کو اطمینان کے ساتھ کرنے کا حکم دیتے، چنانچہ آپ نے ''مسئ صلوۃ'' کو ارشاد فرمایا: ''پھر تم اپنے سر کو رکوع سے اٹھا کر اس طرح سیدھے کھڑے ہو کہ ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں''۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''جب تم رکوع سے اٹھو تو اپنی پیٹھ بالکل سیدھی رکھو اور اپنے سر کو اس طرح اٹھائے رکھو کہ ساری ہڈیاں اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں''[3]۔

۱۔ مالک، بخاری، ابو داؤد

۲۔ بخاری، مسلم، احمد۔ اس حدیث کی تخریج إرواء الغليل (۳۰۷) میں موجود ہے۔

۳۔ بخاری، مسلم فقط جملہ اولی۔ دارمی، حاکم، شافعی، احمد۔

تنبیہ: اس حدیث کا مدعا و مقصد بالکل واضح ہے کہ رکوع کے بعد والے اس قیام میں غایت درجہ اطمینان ہونا چاہئے، مگر رہا علماء حجاز وغیرہ کا اس حدیث سے اس قیام میں دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھنے کی سنیت پر استدلال کرنا، حدیث ''مسئ صلوٰۃ'' کی مجموعی روایات سے بعید از کار ہی نہیں بلکہ باطل ہے، کیونکہ جب اس حدیث کے کسی لفظ یا سند میں قیام اول میں دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھنے کا ذکر نہیں تو بھلا (ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں) یا (ساری ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں پر لوٹ آئیں) کے الفاظ سے رکوع کے بعد والے قیام میں دونوں ہاتھوں کے سینے پر باندھنے پر اس حدیث سے استدلال کس طرح روا ہوگا؟ یہ تو اس وقت صحیح ہوتا جب حدیث کے مجموعی الفاظ اس استدلال پر مساعد و مددگار ہوتے، مگر یہاں تو حال یہ ہے کہ حدیث کی دلالت واضح طور پر اس استدلال کے برعکس جارہی ہے۔

پھر یہاں ہاتھوں کے سینے پر باندھنے کا اس حدیث سے یقیناً کوئی تعلق نہیں، کیونکہ یہاں اس حدیث میں ''ہڈیوں'' سے مراد پیٹھ کی ریڑھ کی ہڈیاں ہیں، جیسا کہ بیان ہوا، اور اس کی تائید نبی ﷺ کے ماسبق فعل (''آپ رکوع سے اس طرح کھڑے ہوئے کہ ریڑھ کی ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آگئیں'') سے بھی ہوتی ہے۔ پس قاری کو بانصاف غور و فکر سے کام لینا چاہئے۔

حاشیہ جاری.........

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ نے اس سے فرمایا کہ: "جو شخص ایسا نہیں کرے گا اس کی نماز مکمل نہ ہوگی"۔

اور آپ ارشاد فرماتے کہ: "اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف دیکھتا بھی نہیں جو رکوع اور سجود کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا"[1]۔

......حاشیہ صفحہ گزشتہ..

اور مجھے اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ رکوع کے بعد والے اس قیام میں دونوں ہاتھوں کا سینے پر باندھنا گمراہ کن بدعت ہے، کیونکہ نماز سے متعلق احادیث کی کثرت کے باوجود اس بات کا کسی حدیث میں بھی ذکر نہیں، اور اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو کسی ایک ہی روایت میں سہی اس کا ذکر ضرور ہوتا، اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ میرے علم کی حد تک علماء سلف میں سے کوئی بھی اس پر عمل پیرا نہیں، اور نہ ہی ائمہ حدیث میں سے کسی نے اسے ذکر ہی کیا ہے۔

رہا شیخ تویجری کا اپنے رسالہ ص ۱۸-۱۹ میں امام احمد رحمہ اللہ سے نقل کرنا کہ (رکوع کے بعد نمازی کو اختیار ہے، چاہے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے پر باندھ لے، یا پھر انہیں کھلا چھوڑے رکھے)۔ درحقیقت یہ اس روایت کا خلاصہ ہے جسے صالح بن احمد رحمہ اللہ نے "مسائل الإمام احمد ص ۹۰" میں اپنے والد محترم سے ذکر کیا ہے، مگر اس میں ہماری بات کی تردید نہیں، کیونکہ یہ کوئی حدیث مرفوع نہیں بلکہ امام احمد کا قول ہے جسے انھوں نے اپنے اجتہاد ورائے سے کہا ہے، اور انسان سے اجتہاد میں غلطی کا امکان موجود ہے، پس جب کسی فعل کے بدعت ہونے پر —— جیسا کہ یہ فعل ہے —— صحیح دلیل قائم ہو جائے، تو کسی امام کا اس فعل کا قائل ہونا اس کے بدعت ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی بعض کتابوں میں اس بات کی وضاحت کی ہے؛ بلکہ مجھے تو خود امام احمد کی اس بات سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھوں کا اس قیام میں سینے پر رکھنا ان کے یہاں سنت سے ثابت نہیں، کیونکہ امام صاحب نے نمازی کو اس کے کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا ہے، تو کیا شیخ تویجری صاحب اس بات کا گمان کرسکتے ہیں کہ امام احمد رکوع سے قبل والے قیام میں بھی نمازی کو اس کے کرنے نہ کرنے کا اختیار دے سکتے ہیں؟! پس ثابت ہوا کہ رکوع کے بعد والے قیام میں دونوں ہاتھوں کا سینے پر باندھنا سنت نہیں۔ اور ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

اس مسئلے کو ہم نے باختصار سپرد قلم کیا ہے ورنہ اسے اور مزید شرح وبسط سے لکھا جاسکتا ہے، لیکن جگہ کی تنگ دامانی اس سے مانع ہے۔ ہاں شیخ تویجری پر رد میں ہم نے اسے مزید شرح وبسط سے لکھا ہے جس کی طرف اس نئے ایڈیشن کے مقدمہ ص: ۳۰ (عربی) میں ہم نے اشارہ کیا ہے۔ (تفصیل کیلئے "سلسلة الأحاديث الصحيحة حديث نمبر ۲۲۴۷" ملاحظہ فرمائیں۔ مترجم)۔

[1] احمد، طبرانی کبیر بسند صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجود کا بیان

پھر نبی ﷺ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر سجدہ ریز ہوتے[1]۔ اور "مسئ صلوۃ" کو اسکے کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "کسی شخص کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ وہ "سمع الله لمن حمده" کہہ کر بالکل سیدھا کھڑا نہ ہو جائے، اور پھر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ سجدہ نہ کرے"[2] اور آپ کو جب سجدہ کرنا ہوتا تو پہلے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور کرتے[3] پھر سجدہ کرتے اور کبھی کبھار آپ سجدہ میں جاتے وقت رفع الیدین بھی کرتے[4]۔

دونوں ہاتھوں کے بل سجدہ ریز ہونے کا بیان

نبی ﷺ ——— سجدہ میں جاتے وقت ——— اپنے دونوں ہاتھ زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھتے[5]۔ اور اسکے کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ: "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو وہ اونٹ کی

۱۔ بخاری، مسلم

۲۔ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۳۔ مسند ابویعلی (ق ۲۸۴/ ۲) بسند جید، ابن خزیمہ (۱/ ۷۹/ ۲) ایک دوسری صحیح سند سے

۴۔ نسائی، دار قطنی اور مخلص نے فوائد (۱/ ۲/ ۲) میں بخاری، مسلم کی دو سندوں سے۔

یہ رفع یدین دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے، اور سلف کی ایک جماعت اس کے مسنون ہونے کی قائل ہے جن میں سے ابن عمر، ابن عباس، حسن بصری، طاوس، عبداللہ ابن طاوس، نافع مولی ابن عمر، سالم ابن عبداللہ بن عمر، قاسم بن محمد، عبداللہ بن دینار اور عطاء ہیں، عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ نے اسے مسنون بتایا ہے، اور امام احمد کا اس پر عمل تھا، اور امام مالک اور شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے۔ رحمهم الله تعالىٰ جميعاً۔

۵۔ ابن خزیمہ (۱/ ۷۶/ ۱)، دار قطنی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور اس کے خلاف جو حدیث ——— گھٹنوں کو زمین پر پہلے رکھا جائے ——— آئی ہے وہ ضعیف ہے، اور امام مالک اس کے قائل ہیں، اور "تحقیق ابن الجوزی (۲/ ۱۰۸)" میں امام احمد سے بھی اسی طرح منقول ہے، اور مروزی نے اپنے "مسائل (۱/ ۱۴۷/ ۱)" میں امام اوزاعی سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ: میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح نہ بیٹھے، بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں کو ــــ زمین پر ــــ گھٹنوں سے پہلے رکھے"[۱]۔

اور آپ فرماتے کہ: "چہرے کی مانند دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں، پس جب تم میں سے کوئی اپنا چہرہ ــــ زمین پر ــــ رکھے تو اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے، اور جب چہرہ اٹھائے۔ تو دونوں ہاتھ بھی اٹھائے"[۲] اور آپ ــــ سجدے میں ــــ اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ٹیک لگاتے، اور انھیں کھلی ہوئی رکھتے[۳]، اور ساری انگلیوں کو[۴] ملا کر انھیں قبلہ رخ رکھتے[۵]۔ اور آپ اپنی

۱- ابوداؤد، فوائد تمام (ق ۱۰۸/۱)، اور بسند صحیح سنن نسائی صغری اور سنن نسائی کبری (ملک عبدالعزیز یونیورسٹی مکہ میں موجود فوٹو اسٹیٹ (۱/۱۵۷))، امام عبدالحق اشبیلی نے "احکام الکبریٰ (۱/۱۵۴)" میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اور "کتاب التهجد (۱/۵۶)" میں فرمایا کہ: اس حدیث کی سند وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی گذشتہ اس کی مخالف حدیث سے زیادہ بہتر ہے۔ بلکہ یہ حدیث اور اس معنی کی دیگر حدیثیں اس حدیث صحیح اور اس سے پہلے والی حدیث کی مخالف ہونے کے ساتھ سنداً بھی ضعیف ہیں، جیسا کہ "سلسلة الأحاديث الضعيفة (۹۲۹)" اور "إرواء الغليل (۳۵۷)" میں اسے میں نے بیان کیا ہے۔

واضح ہو کہ اونٹ کی مخالفت کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ــــ سجدے میں جاتے وقت زمین پر ــــ گھٹنوں سے پہلے رکھا جائے، کیونکہ اونٹ جب بیٹھتا ہے تو اپنے گھٹنے زمین پر پہلے رکھتا ہے، اور اس کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں، جیسا کہ لسان العرب اور دیگر کتب لغات میں مرقوم ہے، اور امام طحاوی بھی "مشكل الآثار" اور "شرح معاني الآثار" میں اسی کے قائل ہیں، اور یہی قول امام قاسم سرقسطی رحمہ اللہ کا بھی ہے، چنانچہ انھوں نے "غریب الحدیث (۲/۷۰/۱-۲)" میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا کہ: کوئی شخص ــــ نماز میں ــــ اڑیل اونٹ کی طرح ہرگز نہ بیٹھے۔ امام سرقسطی فرماتے ہیں کہ: یہ بات سجدہ میں جانے کی حالت سے متعلق ہے، ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازی اپنے کو اس طرح نہ پھینکے جس طرح اڑیل اونٹ بے اطمینانی سے اپنے دونوں پیروں کو یکے بعد دیگرے توڑ کر سوار کو مشقت میں ڈال کر بیٹھتا ہے، بلکہ سجدے میں جانے کے لئے باطمینان پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے، پھر اس کے بعد اپنے گھٹنوں کو، جیسا کہ اس کی تفصیل ایک مرفوع حدیث میں آئی ہے۔ پھر امام قاسم نے مذکورہ بالا حدیث ذکر فرمائی۔ مگر علامہ ابن قیم کا یہ کہنا حیرت انگیز ہے کہ: یہ بات غیر معقول ہی نہیں بلکہ عربوں کے یہاں غیر معروف بھی ہے۔ مگر ہم نے جو حوالے وغیرہ ذکر کئے ہیں اسے ملاحظہ فرمایا جائے، ان سے ابن قیم کی اس بات کی تردید ہوتی ہے۔ ہم نے اس مسئلہ کو شیخ تویجری پر اپنے رد میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، جو شاید شائع کیا جائے۔

۲- ابن خزیمہ (۱/۷۹/۲)، احمد، سراج، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، اور اس حدیث کی تخریج "إرواء الغليل (۳۱۳)" میں کی گئی ہے۔

۳- ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۴- ابن خزیمہ، بیہقی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۵- بیہقی بسند صحیح اور انگلیوں کو قبلہ رخ کرنے کا ذکر ابن ابی شیبہ (۱/۸۲/۲) اور سراج کے یہاں دوسرے طریق سے آیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں کندھوں[۱] کے بالمقابل رکھتے، اور کبھی اپنے دونوں کانوں[۲] کے، اور آپ اپنی ناک اور پیشانی زمین پر اچھی طرح رکھتے[۳]، چنانچہ آپ نے "مسیٔ صلوۃ" سے کہا کہ: "تم سجدہ دبا کر کیا کرو"[۴] اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: جب تم سجدہ کرو تو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو زمین پر اس طرح دبا کر رکھو کہ ساری ہڈیاں اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر آجائیں[۵]۔ اور آپ ارشاد فرماتے کہ: جو شخص اپنی ناک اپنی پیشانی ہی کی طرح زمین سے لگا کر نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی[۶]۔ اور آپ اپنے دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں کے کناروں کو زمین پر دبا کر رکھتے[۷]، اور (اپنے دونوں قدم کے اوپری حصے) کو انگلیوں سمیت قبلہ رخ کرتے[۸]، اور دونوں ایڑیاں ملائے رکھتے[۹]، اور دونوں پاؤں کو کھڑا رکھتے[۱۰]، اور اس کے کرنے کا حکم بھی دیا[۱۱]، اور اپنے دونوں پیروں کی انگلیاں اندر کی طرف —— قبلہ رخ —— موڑے رہتے[۱۲]۔

۱، ۳- ابوداؤد، ترمذی اور ابن الملقن (۲/۲۷) نے اسے صحیح کہا ہے، اور اس حدیث کی تخریج "إرواء الغلیل (۳۰۹)" میں کی جاچکی ہے۔

۲- ابوداؤد، نسائی بسند صحیح

۴- ابوداؤد، احمد بسند صحیح

۵- ابن خزیمہ (۱/۱۰/۱) بسند حسن

۶- دار قطنی، طبرانی (۳/۱۴۰/۱) اور ابو نعیم نے "تاریخ اصبہان" میں۔

۷- بیہقی بسند صحیح، اور انگلیوں کے قبلہ رخ کرنے کا ذکر ابن ابی شیبہ (۱/۸۲/۲) اور سراج کے یہاں دوسرے طریق سے ہے، اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۸- بخاری، ابوداؤد، اور زیادتی مسند ابن راہویہ (۱/۸۲/۲) میں ہے، اور ابن سعد (۴/۱۵۷) نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بحالت نماز اپنے جسم کے ہر ہر عضو سے استقبال قبلہ کو پسند کرتے، حتی کہ اپنے —— ہاتھوں کے —— انگوٹھوں کو قبلہ رخ کرتے تھے۔

۹- طحاوی، ابن خزیمہ (۶۵۴)، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۱۰- بیہقی بسند صحیح

۱۱- ترمذی، سراج، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۱۲- ابوداؤد، ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے، نسائی، ابن ماجہ، نہایۃ ابن الاثیر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم، اور پیشانی وناک یہ سات اعضاء ہیں جن پر نبی ﷺ سجدہ کیا کرتے تھے۔

نبی ﷺ نے اخیر کے دونوں اعضاء کو سجدے میں ایک عضو قرار دیا ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ: مجھے حکم دیا گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ: ہم سب کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں پر سجدہ کریں: پیشانی پر ـــ اور آپ نے اپنا ہاتھ ناک پر بھی پھیرا ـــ، دونوں ہاتھوں پر (اور ایک لفظ میں: دونوں ہتھیلیوں پر) اور دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے سرے پر۔ اور ہمیں کپڑوں اور بالوں کے سمیٹنے[1] اور سنوارنے سے منع فرمایا گیا ہے[2]۔

آپ فرماتے کہ: "آدمی کے ساتھ اس کے ساتوں اعضاء، چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، اور دونوں قدم بھی سجدہ ریز ہوتے ہیں"[3]۔

ایک شخص اپنے بالوں کی پیچھے کی جانب چوٹی کر کے نماز پڑھ رہا تھا[4]، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اس شخص کی مثال اس انسان کی ہے جو نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب بندھے ہوئے ہوں[5]۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا: یہ شیطان کے سوار ہونے کی جگہ ہے[6]۔ یعنی اس

۱۔ میں کہتا ہوں کہ: یہ ممانعت نماز کی حالت کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ اگر نمازی اپنے بال اور کپڑے پہلے سے سمیٹ کر نماز میں داخل ہو، تب بھی جمہور علماء کے نزدیک یہ ممانعت اسے شامل ہوگی اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے مرد کو اپنے بالوں کی چوٹی کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا، جیسا کہ ابھی اس کا ذکر آئے گا۔

۲۔ بخاری، مسلم، اور اس کی تخریج إرواء الغليل (۳۱۰) میں کی جاچکی ہے۔

۳، ۴۔ مسلم، ابو عوانہ، ابن حبان

۵۔ ابن الاثیر نے فرمایا کہ: حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نمازی کے بال جب کھلے ہوں گے تو بوقت سجود زمین پر گریں گے، پس نمازی کو بالوں سمیت سجدہ کرنے کا ثواب ملے گا، اور بالوں کے بندھے رہنے کا معنی تو یہ ہے کہ انھوں نے سجدہ نہ کیا، اور اس شخص کی تشبیہ ایسے انسان سے دی گئی ہے جس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب باندھ دئے گئے ہوں کیونکہ وہ دریں صورت بحالت سجود زمین پر نہیں پڑ سکتے۔

میں کہتا ہوں کہ: لگتا ہے کہ یہ حکم صرف مردوں کیلئے ہے نہ کہ عورتوں کیلئے، جیسا کہ اسے امام شوکانی نے ابن العربی سے نقل فرمایا ہے۔

۶۔ ابوداؤد، ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، صحیح ابوداؤد (۶۵۳)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی چوٹی کی جڑ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

اور نبی ﷺ اپنی دونوں کہنیوں کو زمین پر بچھاتے نہیں[1]، بلکہ انھیں زمین سے اٹھائے رکھتے، اور انھیں اپنے پہلوؤں سے اتنا دور رکھتے کہ دونوں بغلوں کی سفیدی آپ کے پیچھے سے نظر آتی[2]۔ اور یہاں تک کہ اگر بکری کا کوئی بچہ آپ کے ہاتھوں تلے سے گذرنا چاہتا تو گذر سکتا تھا[3]۔ اور آپ اس میں مبالغہ سے کام لیتے، یہاں تک کہ بعض صحابہ کا کہنا ہے کہ: آپ سجدے میں اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے اس قدر دور رکھتے کہ ہمیں آپ پر رحم آتا[4]۔ اور آپ اس کے کرنے کا حکم بھی دیتے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ: "جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو، اور دونوں کہنیوں کو اٹھائے رکھو"[5] اور فرماتے کہ: "سجدہ میں اپنی ہیئت درمیانی رکھو، اور تم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں کو کتے کی مانند نہ پھیلائے"[6] اور ایک دوسرے لفظ اور حدیث میں ہے کہ: "تم میں سے کوئی اپنے دونوں ہاتھوں کو کتے کی طرح بچھا کر نہ رکھے"[7] اور آپ فرماتے کہ: "تم اپنے دونوں ہاتھوں کو درندوں کی مانند نہ پھیلاؤ، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ٹیک لگاؤ، اور اپنے بازوؤں سے دور رہو، اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارے سارے اعضاء تمہارے ساتھ سجدہ ریز رہیں گے"[8]

۱۔ بخاری، ابوداؤد

۲۔ بخاری، مسلم اور اس کی تخریج إرواء الغلیل (۳۵۹) میں کی جاچکی ہے

۳۔ مسلم، ابوعوانہ، ابن حبان

۴۔ ابوداؤد، ابن ماجہ بسند حسن

۵۔ مسلم، ابوعوانہ

۶۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد، احمد

۷۔ احمد، اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۸۔ ابن خزیمہ (۱/۸۰/۲) مقدسی نے "احادیث مختارۃ" میں حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ نہایۃ ابن الأثیر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ میں اطمینان و سکون واجب ہے

نبی علیہ السلام رکوع و سجود اچھی طرح کرنے کا حکم دیتے، اور جو ایسا نہیں کرتا اسے اس بھوکے انسان سے تشبیہ دیتے جو ایک دو کھجوریں کھاتا ہے مگر اسے ان سے آسودگی نہیں ہوتی، اور آپ اس شخص کے بارے میں فرماتے کہ: یہ بدترین قسم کا چور ہے۔

اور جو شخص رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں رکھتا آپ نے اسکی نماز کو باطل قرار دیا، جیسا کہ اسکی تفصیل "رکوع کا بیان" میں گذر چکی ہے، اور "مسئ صلوۃ" کو اطمینان و سکون سے سجدہ کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ "سجود کا بیان" میں گذرا۔

سجدے میں پڑھی جانے والی دعائیں

نبی علیہ السلام اس رکن میں متنوع اذکار اور دعائیں پڑھتے، یعنی کبھی یہ دعاء پڑھتے اور کبھی وہ دعاء پڑھتے:

۱- "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" تین بار کہتے[۱]، اور کبھی اس سے زیادہ بھی اس کی تکرار کرتے[۲]۔

ایک بار نماز تہجد میں آپ نے اس کی تکرار اس کثرت سے کی کہ آپ کا سجدہ تقریباً آپ کے قیام کے برابر تھا جبکہ آپ نے اس قیام میں سورہ بقرہ سورہ نساء اور سورہ آل عمران جیسی تین لمبی سورتوں کی تلاوت کی تھی اور دوران قرأت موقع بہ موقع دعاء اور استغفار بھی کرتے جیسا کہ "نماز تہجد" کے بیان میں گذرا[۳]۔

۱- احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی، طحاوی، بزار اور طبرانی نے اسے سات صحابہ کرام سے روایت کیا ہے۔ اور "رکوع میں پڑھی جانے والی دعائیں" کے ص ۱۹۶ پر حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ فرمائیں۔

۲- اس کیلئے ص ۱۹۶ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ فرمائیں۔

۳- صفحہ ۱۸۰ ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ وَبِحَمْدِہٖ " تین بار کہتے[۱]۔

۳- سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ[۲] رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ[۳]۔

۴- سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ اس دعاء کو نبی ﷺ رکوع و سجود میں بکثرت پڑھتے، اور اس دعاء کو قرآن مجید کی تفسیر بتاتے[۴]۔

۵- اَللّٰھُمَّ! لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ، وَاَنْتَ رَبِّیْ، سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ، فَأَحْسَنَ صُوْرَهٗ، وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ[۵]

۶- اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، وَعَلَانِیَتَهٗ وَسِرَّهٗ[۶]۔

۷- سَجَدَلَكَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ، وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ، ھٰذِیْ یَدِیْ وَمَاجَنَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ[۷]۔

۸- "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ"[۸] یہ اور اسکے بعد کی دعائیں نبی ﷺ نماز تہجد میں پڑھا کرتے تھے۔

۹- سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ! وَبِحَمْدِكَ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ[۹]

۱- یہ حدیث صحیح ہے، اسے ابوداؤد، دارقطنی، احمد طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے

۲- سبوح۔ وہ ہے جسے ہر قسم کی برائی سے دور رکھا گیا ہو۔ اور "قدوس" کے معنی بابرکت کے ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۱۹۶ کا حاشیہ نمبر ۴

۳- مسلم، ابوعوانہ

۴- بخاری، مسلم۔ نیز ملاحظہ ہو ص ۱۹۶ کا حاشیہ نمبر ۶

۵- مسلم، ابوعوانہ، طحاوی، دارقطنی

۶- مسلم، ابوعوانہ

۷- ابن نصر، بزار، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے مگر ذہبی نے ان کی تردید کی ہے لیکن اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں جنہیں میں نے اصل کتاب میں ذکر کیا ہے۔

۸- ابوداؤد، نسائی بسند صحیح۔ اور اس کی تفسیر رکوع کے باب میں ص ۱۹۷ کے حاشیہ نمبر ۴ پر کی جا چکی ہے۔

۹- مسلم، ابوعوانہ، نسائی، ابن نصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِیْ مَااَسْرَرْتُ ، وَمَااَعْلَنْتُ[1]۔

۱۱- اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً، وَفِیْ لِسَانِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْراً، وَعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْراً، وَعَنْ یَسَارِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ أَمَامِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ خَلْفِیْ نُوْراً، وَاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْراً، وَأَعْظِمْ لِیْ نُوْراً[2]۔

۱۲- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ، وَاَعُوْذُبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَااُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ ، اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ[3]۔

سجدہ میں قرآن پڑھنے کی ممانعت

نبی ﷺ رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع فرماتے اور اس رکن —— سجدہ —— میں بکثرت اور بشدت دعا کرنے کا حکم دیتے ، جیسا کہ رکوع کے بیان ص ۱۹۸ میں گذرا۔ اور فرماتے کہ: "بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے قریب تر ہوتا ہے، پس سجدہ میں تم بکثرت دعائیں مانگا کرو"[4]۔

سجدہ لمبا کرنا

نبی ﷺ کا سجدہ تقریباً رکوع کی طرح لمبا ہوتا، اور کبھی کسی پیش آمدہ سبب سے آپ اپنے سجدے کو مبالغہ کی حد تک طول دیتے، چنانچہ ایک صحابی کا بیان ہے کہ: رسول اللہ ﷺ ظہر یا عصر کی نماز کے لئے حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو گود میں لئے ہمارے پاس تشریف لائے، جب آپ امامت

---

[1] ابن ابی شیبہ (۶۲ / ۱۱۲ / ۱)، نسائی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

[2]، [3] مسلم، ابو عوانہ، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۲ / ۱۰۶ / ۲، و ۱۱۲ / ۱)۔

[4] مسلم، ابو عوانہ، بیہقی۔ اس حدیث کی تخریج إرواء الغلیل (۴۵۶) میں ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے آگے بڑھے تو بچے کو اپنے دائیں قدم کے پاس بٹھایا، اور پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر نماز شروع کر دی، مگر آپ نے دوران نماز ایک سجدہ زیادہ لمبا کیا، نمازیوں میں سے میں نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ نبی ﷺ سر بسجود ہیں اور بچہ آپکی پشت پر سوار ہے، میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا، مگر جب نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول! آپ نے دوران نماز ایک سجدہ اتنا لمبا کیا کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی نئی بات پیدا ہو گئی ہے، یا پھر آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہ تھی، بلکہ معاملہ یہ تھا کہ میرے بیٹے نے میری سواری کر رکھی تھی، پس میں نے اسے اچھی طرح آسودہ ہو لینے سے پہلے اپنی پشت سے اتارنا پسند نہ کیا[1]۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، پس جب آپ سجدے میں گئے تو حسن و حسین آپکی پشت پر کودنے اور چھلانگ لگانے لگے، صحابہ کرام نے جب ان دونوں کو روکا تو آپ نے صحابہ کو اشارہ کیا کہ انھیں کھیلنے دو، اور آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دونوں کو اپنی گود میں لیکر فرمایا: جسے مجھ سے محبت ہو وہ ان دونوں سے محبت کرے[2]۔

سجدے کی فضیلت

نبی ﷺ فرماتے کہ: میں قیامت کے روز اپنی امت کے ہر فرد کو پہچان لونگا، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول مخلوق کی اس کثرت ازدحام میں آپ انھیں کیسے پہچانیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ: بتاؤ اگر تم کسی ایسے باڑے میں داخل ہو جس میں خالص سیاہ رنگ کے گھوڑے

۱ـ نسائی، ابن عساکر (۴/۲۵۷/۱-۲)، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۲ـ صحیح ابن خزیمہ (۸۸۷) میں ابن مسعود سے بسند حسن، اور بیہقی (۲/۲۶۳) میں بسند مرسل۔ ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تبویب یوں کی ہے "اس بات کی دلیل کا بیان کہ نماز میں سمجھے جانے والے اشارہ سے مشیر کی نماز نہ باطل ہوتی ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی ہی واقع ہوتی ہے"۔

میں کہتا ہوں کہ: یہ مسئلہ ان فقہی مسائل میں سے ہے جن سے رائے اور قیاس پر چلنے والے لوگ محروم ہیں۔ اس باب میں صحیحین وغیرہ میں دیگر حدیثیں بھی آئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، مگر ان میں ایک پچکلیان گھوڑا بھی ہو، تو کیا تم اسے نہیں پہچانو گے، صحابہ نے عرض کیا کہ: یقیناً ہم لوگ اسے پہچان لیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں سجدے اور وضوء کے بہ سبب اس روز چمکتے ہوں گے[1]۔

اور آپ فرماتے کہ: اللہ تعالیٰ جب اہل جہنم میں سے کچھ لوگوں پر رحم کرنے کا ارادہ کرے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے تھے انھیں جہنم سے نکالو، تو فرشتے انھیں سجدے کی علامات ہی سے پہچان کر جہنم سے باہر نکالیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ پر سجدے کی علامات کا جلانا حرام کر دیا ہے، چنانچہ وہ لوگ جہنم سے نکلیں گے، پس جہنم کی آگ سجدے کی علامات اور نشانیوں کے علاوہ انسان کے سارے جسم کو جلا کر راکھ کر دے گی[2]۔

زمین اور چٹائی پر سجدہ کرنے کا بیان

نبی ﷺ اکثر و بیشتر زمین پر سجدہ کیا کرتے تھے[3]، صحابہ کرام سخت گرمی کے موسم میں آپ کے ساتھ نماز پڑھتے، جب ان میں سے کوئی اپنی پیشانی زمین پر اچھی طرح نہیں رکھ پاتا تو اپنا کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کرتا[4]۔

آپ فرماتے کہ: اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو میرے اور میری امت کے لئے

۱۔ احمد بسند صحیح، اور ترمذی نے اسکے بعض حصے کی تخریج کر کے اسے صحیح کہا ہے، اور اس کی تخریج "سلسلة الأحاديث الصحيحة" میں ہو چکی ہے۔

۲۔ بخاری، مسلم۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ گنہگار مومنین ہمیشہ ہمیش جہنم میں نہیں رہیں گے۔ اور اسی طرح صحیح یہ ہے کہ سستی و کاہلی سے نماز چھوڑنے والا موحد مسلمان بھی ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ ملاحظہ ہو "سلسلة الأحاديث الصحيحة" (۲۰۵۴)۔

۳۔ کیونکہ مسجد نبوی میں چٹائی وغیرہ بچھی ہوئی نہ تھی، اس پر بیشمار حدیثیں دلالت کرتی ہیں جن میں سے ایک حدیث تو اس کے بعد ہی آرہی ہے اور دوسری ابو سعید خدری کی ہے جو اس کے بعد آئے گی۔

۴۔ مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد اور سامان طہارت بنایا ہے، پس میرے جس امتی کو جہاں بھی نماز کا وقت مل جائے وہیں اس کی مسجد اور پاکی حاصل کرنے کا سامان موجود ہے، مجھ سے پہلے امتوں کو اس کے لئے بڑا اہتمام کرنا پڑتا، اور وہ اپنے عبادت خانوں ہی میں نماز پڑھتے[۱]، ایک مرتبہ رمضان کی اکیسویں رات میں بارش ہوئی، مسجد نبوی کی چھت ٹپکی، کیونکہ وہ کھجور کی ٹہنیوں کی تھی، تو آپ نے فجر کی نماز میں کیچڑ میں سجدہ کیا، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں نے اپنی آنکھوں سے نبی ﷺ کی پیشانی اور ناک پر کیچڑ کا نشان دیکھا[۲]۔

اور کبھی آپ خُمْرَہْ[۳] پر نماز پڑھتے، اور کبھی چٹائی پر[۴]، ایک مرتبہ تو آپ نے ایک ایسی چٹائی پر نماز ادا کی جو کثرت[۵] استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی۔

سجدے سے اٹھنا

نبی ﷺ "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدے سے اپنا سر اٹھاتے[۶]، اور "مسیئ صلوۃ" کو اس کے کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا: کسی شخص کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ سکون واطمینان سے سجدہ نہ کرے، پھر "اللہ اکبر" کہہ کر اپنا سر سجدے سے اٹھا کر ٹھیک طور سے بیٹھ

۱۔ احمد، سراج، بیہقی بسند صحیح۔

www.KitaboSunnat.com

۲۔ بخاری، مسلم

۳۔ "خُمْرَہْ" اس چٹائی یا جائے نماز کو کہتے ہیں جو اس قدر چھوٹی ہوتی ہے کہ نمازی بحالت سجود صرف اپنا چہرہ اس پر رکھ سکے، اور وہ کھجور کی پتیوں یا دیگر قسم کی گھاس پھوس سے بنی جاتی ہے۔ نهاية ابن الأثير.

۴۔ مسلم، ابو عوانہ

۵۔ بخاری، مسلم۔ اصل حدیث میں "لُبِس" کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی "پہننے" کے ہوتے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی چیز پر بیٹھنا بھی اس کے پہننے کے معنی میں آتا ہے، پس اس سے ثابت ہوا کہ ریشمی کپڑے پر بیٹھنا حرام ہے، کیونکہ صحیحین میں صرف اس کے پہننے ہی کی ممانعت نہیں بلکہ صراحت سے اس پر بیٹھنے کی ممانعت بھی آئی ہے، لہٰذا آپ کو بعض بڑوں کے اس پر بیٹھنے کو مباح قرار دینے کے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے۔

۶۔ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ جائے[۱]، اور آپ اس جگہ کبھی کبھار "اللہ اکبر" کہتے وقت رفع یدین بھی کرتے[۲]۔ پھر آپ اپنا بایاں پیر بچھا کر اس پر اطمینان سے بیٹھ جاتے[۳]۔ اور "مسیٔ صلوۃ" کو اس کے کرنے کا حکم بھی دیا، اور فرمایا کہ: تم جب سجدہ کرو تو دبا کر کرو اور جب اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ[۴]۔ اور آپ اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھتے[۵]، اور اسکی انگلیوں کو قبلہ رخ کرتے[۶]۔

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی ۔۔۔ ایک نادر ۔۔۔ صورت

نبی علیہ وسلم کبھی کبھار اقعاء کرتے یعنی اپنے دونوں قدموں کو کھڑا کر کے اپنی ایڑیوں

۱۔ ابو داؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۲۔ احمد، ابو داؤد بسند صحیح۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس مقام پر اور اسی طرح نماز میں ہر اس مقام پر رفع یدین کے قائل ہیں جہاں "اللہ اکبر" کہا جائے، چنانچہ امام ابن قیم "البدائع ج ۸۹/۴" میں تحریر فرماتے ہیں کہ: امام اثرم امام احمد سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے رفع یدین کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ: نماز میں ہر حرکت پر رفع یدین کرنا چاہئے۔ امام اثرم فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو نماز کے اندر ہر حرکت پر رفع یدین کرتے دیکھا۔

علماء شافعیہ میں سے ابن المنذر اور ابو علی اسی کے قائل ہیں، اور اسی طرح کا ایک قول امام مالک اور شافعی سے بھی مروی ہے (طرح التثریب) اور اس مقام پر رفع یدین کرنا انس ابن مالک، ابن عمر، نافع، طاووس، حسن بصری، ابن سیرین اور ایوب سختیانی رضی اللہ عنہم ورحمہم سے صحیح اسانید سے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۰۶) میں مروی ہے۔

۳۔ بخاری (جزء رفع الیدین)، ابو داؤد بسند صحیح، مسلم، ابو عوانہ۔ اور اس کی تخریج "إرواء الغلیل (۳۱۶)" میں کی جا چکی ہے۔

۴۔ احمد، ابو داؤد بسند جید

۵۔ بخاری، بیہقی

۶۔ نسائی بسند صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بیٹھتے[1]۔

دونوں سجدوں کے درمیان

اطمینان وسکون ــــ سے بیٹھنا ــــ واجب ہے

نبی ﷺ ...... دونوں سجدوں کے درمیان ...... اس اطمینان وسکون سے بیٹھتے کہ جسم کی ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجاتیں[2]۔ نیز "مسیئ صلوۃ" کو اس کے کرنے کا حکم بھی دیا، اور فرمایا کہ: جب تک تم میں سے کوئی ایسا نہیں کرے گا اس کی نماز پوری نہ ہو گی[3]۔ اور آپ اس بیٹھک کو اتنا طول دیتے کہ یہ تقریباً آپ کے سجدے کے برابر ہوتی[4]۔ اور آپ کبھی اتنی دیر تک بیٹھے

۱۔ مسلم، ابو عوانہ، ابو الشیخ "ماروراہ ابو الزبیر عن غیر جابر" نمبر ۱۰۴-۱۰۶، بیہقی

امام ابن القیم سے اس مسئلہ میں یہ غلطی ہوئی کہ انھوں نے نبی ﷺ سے دونوں سجدوں کے درمیان بایاں پیر بچھا کر اور دایاں پیر کھڑا کر کے بیٹھنے کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ: اس بیٹھک کے علاوہ آپ سے کسی اور دوسری قسم کی بیٹھک ثابت نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ان کا کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب کہ اقعاء کا ذکر ابن عباس کی حدیث میں صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی ــــ اور انھوں نے اسے صحیح کہا ہے ــــ وغیرہ میں آیا ہے۔ ملاحظہ ہو "السلسلة الصحيحة (۳۸۳)" اور ابن عمر کی حدیث میں بسند حسن بیہقی میں آیا ہے جسے حافظ ابن حجر نے صحیح کہا ہے۔ اور ابو اسحاق حربی نے "غريب الحديث" (ج۵/۱۲/۱) میں بسند صحیح امام طاوس سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ ابن عمر اور ابن عباس ــــ دونوں سجدوں کے درمیان ــــ اپنے قدموں کو کھڑا کر کے اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ امام مالک پر باران رحمت کرے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ: نبی ﷺ کے علاوہ جو شخص بھی ہو اس کی بات رد کی جا سکتی ہے اور انھوں نے آپ کی قبر کی طرف اشارہ فرمایا۔ نیز اس سنت پر صحابہ اور تابعین وغیرہ کی ایک جماعت عمل پیرا تھی۔ میں نے اصل کتاب میں اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

ہاں واضح ہو کہ: یہی اقعاء ــــ یعنی اپنے دونوں قدموں کو کھڑا کر کے اپنی ایڑیوں پر بیٹھنے ــــ کی جائز صورت ہے، اور رہی اقعاء کی ممنوع صورت تو اس کا ذکر تشہد میں بیٹھک کے بیان میں آئے گا۔

۲۔ ابو داؤد، بیہقی بسند صحیح۔

۳۔ ابو داؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۴۔ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں[1]۔

دونوں سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعائیں

نبی علیہ السلام — دونوں سجدوں کے درمیان کی — اس بیٹھک میں مندرجہ ذیل دعائیں پڑھتے:

۱۔ اَللّٰھُمَّ (اور ایک لفظ میں: رَبِّ)! اغْفِرْلِیْ، وَارْحَمْنِیْ، وَاجْبُرْنِیْ، وَارْفَعْنِیْ، وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِی، وَارْزُقْنِیْ[2]۔

۲۔ اور کبھی "رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ"[3] کہتے۔

آپ ان دونوں دعاؤں کو نماز تہجد میں پڑھا کرتے تھے[4]۔

پھر آپ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر دوسرا سجدہ کرتے[5]۔ اور "مسیئ صلوۃ" کو اس کے کرنے کا حکم بھی دیا، چنانچہ آپ نے اسے دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان وسکون سے بیٹھنے کا حکم دینے

۱۔ بخاری مسلم۔ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: زمانۂ صحابہ کے بعد اکثر لوگوں نے اس سنت کو ترک کر دیا ہے، البتہ جس نے سنت کو اپنا فرمانروا مانا اور مخالف سنت چیزوں کی طرف التفات نہ کیا، وہ مخالف سنت چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔

۲۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۳۔ ابن ماجہ بسند حسن، اور اسحاق مروزی کی "مسائل امام احمد واسحاق بن راھویہ" کے ص ۱۹ پر ہے کہ: امام احمد نے اس دعاء کو پسند فرمایا ہے، اور اسحاق بن راھویہ نے فرمایا کہ: نمازی کو اختیار ہے، چاہے اس دعاء کو تین بار کہے، یا پھر "اللھم اغفرلی وارحمنی الخ....." کو تین بار کہے، کیونکہ ان دونوں ہی دعاؤں کا نبی علیہ السلام سے دونوں سجدوں کے درمیان پڑھنا ثابت ہے۔

۴۔ ان دونوں دعاؤں کے نماز تہجد میں پڑھے جانے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا فرض نمازوں میں پڑھنا ناجائز ہے، کیونکہ فرائض اور نوافل میں کوئی فرق نہیں، امام ترمذی نے بیان فرمایا کہ امام شافعی اور احمد واسحاق کی رائے ہے کہ ان دعاؤں کا فرائض اور نوافل دونوں ہی میں پڑھنا جائز ہے، اور امام طحاوی بھی "مشکل الآثار" میں اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ اور نظر صحیح اس کی مؤید بھی ہے، کیونکہ نماز کے اندر کوئی ایسی جگہ نہیں پائی جاتی جہاں دعاء کا پڑھنا مسنون نہ ہو، پس ظاہر ہے کہ یہاں بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔ (یعنی اس دعاء کو اگر نماز تہجد کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو فرض نمازوں میں یہ جگہ دعاء سے خالی رہ جائے گی۔ از مترجم)۔

۵۔ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ـــــ جیسا کہ گذرا ـــــ ارشاد فرمایا کہ: پھر تم "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے کے بعد اس طرح سجدہ ریز ہو کہ تمہارے جسم کے ہر ہر جوڑ کو اطمینان و سکون حاصل ہو جائے (اور پھر اپنی ساری نماز تم اسی ڈھنگ سے ادا کرو[1])۔

اور نبی ﷺ اس "تکبیر" کے ساتھ بعض اوقات رفع یدین بھی کرتے[2]، اور آپ اس دوسرے سجدے میں وہ سب کچھ کرتے جو پہلے سجدے میں کیا کرتے تھے، پھر اس کے بعد آپ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے اپنا سر سجدے سے اٹھاتے[3]، اور "مسیئ صلوۃ" کو اس کے کرنے کا آپ نے حکم بھی دیا تھا، چنانچہ آپ نے اسے دوسرے سجدے کا حکم دینے کے بعد ـــــ جیسا کہ ابھی گذرا ـــــ ارشاد فرمایا کہ: تم اپنا سر اٹھاؤ اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ"[4] کہو، اور آپ نے اس سے فرمایا کہ: پھر تم اسی طرح ہر رکعت اور ہر سجدے میں کیا کرو، پس جب تم ایسا کرو گے تو تمہاری نماز کامل ہو گی، اور اگر اس میں کسی قسم کی کوئی کمی کرو گے تو اسی کے بقدر تمہاری نماز میں کمی واقع ہو گی[5]۔ اور نبی ﷺ بعض اوقات ـــــ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے وقت "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے کے ساتھ ـــــ رفع یدین بھی کرتے تھے[6]۔

جلسہ استراحت

پھر آپ ـــــ دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد ـــــ بائیں پیر پر صرف اس

۱ـ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے انکی تائید کی ہے، اور حدیث میں جو زائد کلمات ہیں وہ بخاری و مسلم کے ہیں۔

۲ـ ابو عوانہ اور ابوداؤد بدو سند صحیح، اس رفع یدین کے امام احمد رحمہ اللہ قائل ہیں، اور امام مالک و شافعی سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے ص ۲۱۵ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

۳ـ مسلم، بخاری

۴ـ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۵ـ احمد، ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۶ـ ابو عوانہ اور ابوداؤد بدو سند صحیح، اس رفع یدین کے امام احمد رحمہ اللہ قائل ہیں، اور امام مالک و شافعی سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے، ص ۲۱۵ کا حاشیہ نمبر ۲ ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار میں ٹھیک سے بیٹھتے کہ جسم کی ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آئیں[۱]۔

دوسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگانا

پھر نبی ﷺ دوسری رکعت کے لئے زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے[۲]۔ اور آپ جب کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر ان پر ٹیک لگاتے[۳]۔ اور نبی ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو بلا کسی توقف کے "الحمدلله" سے قرأت فرماتے[۴]۔

۱ـ بخاری، ابوداؤد۔ یہ بیٹھک فقہاء کے یہاں "جلسۂ استراحت" کے نام سے مشہور ہے، امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل ہیں، اور التحقیق (۱/۱۱۱) میں امام احمد سے ایسا ہی منقول ہے اور یہی ان کی شایانِ شان بھی ہے کیونکہ بے غبار سنتوں پر ان کا عمل پیرا ہونا معروف ہے۔

ابن ہانی نے "مسائل الامام احمد (۱/۵۷) میں بیان فرمایا کہ: میں نے ابو عبداللہ امام احمد کو دیکھا کہ وہ آخری رکعت کیلئے اٹھتے وقت کبھی اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگاتے اور کبھی اچھی طرح بیٹھنے کے بعد اٹھتے۔

امام اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب تھا، چنانچہ وہ "مسائل المروزی (۱/۱۴۷/۲)" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:
نبی ﷺ کا طریقہ جوانی اور بڑھاپے میں یہی تھا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر اٹھتے۔ ملاحظہ ہو إرواء الغليل (۲/۸۲-۸۳)۔

۲ـ شافعی، بخاری

۳ـ اس حدیث کو ابو اسحاق حربی ج ۲/۵۲۵-۵۲۶ نے بسند صالح روایت کیا ہے اور اس معنی کی حدیث بسند صحیح بیہقی نے بھی روایت کی ہے۔ رہی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ "نبی ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگائے بغیر تیر کی مانند اٹھتے تھے" تو وہ من گھڑت اور جھوٹی حدیث ہے، اور اس معنی کی جتنی حدیثیں ہیں سب کمزور ہیں، میں نے اسے مفصل طور پر "سلسلة الأحاديث الضعيفة حدیث نمبر ۵۶۲، ۹۲۹، ۹۶۸ میں بیان کیا ہے۔

ابو اسحاق حربی کی سند کا میرا قوی قرار دینا بعض فضلاء کیلئے موجب اشکال ہوا اس لئے میں نے اس کی وضاحت اپنی کتاب "تمام المنة في التعليق على فقه السنة" میں کر دی ہے جو بڑی اہم ہے اس لئے اسے ضرور دیکھیں۔

۴ـ مسلم، ابو عوانہ۔ ممکن ہے اس حدیث میں جس سکوت و توقف کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد وہ سکوت و توقف ہو جس میں دعاء ثناء پڑھی جاتی ہے، نہ کہ اس سے مراد وہ سکوت ہے جس میں "اعوذ بالله إلخ....." پڑھی جاتی ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے دونوں ہی سکوت مراد ہوں، مگر پہلا امکان میرے نزدیک راجح ہے۔ پہلی رکعت کے علاوہ دیگر رکعتوں میں "اعوذ بالله إلخ....." پڑھنے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں، میرے نزدیک ہر ہر رکعت میں اس کا پڑھنا مشروع ہے، اس مسئلہ کی تفصیل "اصل کتاب" میں مذکور ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ دوسری رکعت میں وہ سب کچھ کرتے جو پہلی میں کرتے الا یہ کہ اس رکعت کو پہلی رکعت سے مختصر کرتے جیسا کہ گذر چکا۔

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے

نبی ﷺ نے "مسئ صلوۃ" کو ہر ہر رکعت میں "سورہ فاتحہ" پڑھنے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے اسے پہلی رکعت میں "سورہ فاتحہ" پڑھنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا[1] کہ: پھر تم اپنی ساری نماز میں ایسا ہی کرو[2]۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ تم ہر ہر رکعت میں ایسا ہی کرو[3]۔ اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ: ہر ہر رکعت میں قرأت ہے[4]۔

پہلا تشہد

تشہد کی بیٹھک

پھر نبی ﷺ دوسری رکعت سے فارغ ہونے کے بعد تشہد کے لئے بیٹھتے، اگر فجر کی نماز جیسی دو رکعت والی نماز ہوتی تو آپ اپنے پیر[5] کو اسطرح بچھا کر بیٹھتے جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا کرتے تھے، اور تین یا چار رکعت والی نماز کے پہلے تشہد میں بھی آپکے بیٹھنے کا یہی طریقہ تھا[6]۔ اور "مسئ صلوۃ" کو بھی آپ نے اس کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: جب تم درمیانِ

۱۔ ابوداؤد، احمد بسند قوی

۲۔ بخاری، مسلم

۳۔ احمد بسند جید

۴۔ ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، احمد مسائل ابن ہانی (۱/۵۲)۔ اور موطا امام مالک میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے کسی بھی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ (ملاحظہ ہو مقدمہ مترجم ص۷۶-۸۰)

۵۔ نسائی (۱/۱۷۳) بسند صحیح

۶۔ بخاری، ابوداؤد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز بیٹھو تو اطمینان سے اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر تشہد کیا کرو[1]۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے مجھے کتے کی طرح اپنا سرین اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے بیٹھنے سے منع فرمایا[2]۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: آپ —— بحالت تشہد —— شیطان کی مانند دونوں قدموں کو گاڑ کر ایڑیوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا کرتے تھے[3]۔

اور آپ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی دائیں ران پر (اور ایک روایت میں ہے: اپنے داہنے گھٹنے پر) اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر، (اور ایک روایت میں ہے: اپنے بائیں گھٹنے پر) رکھے رہتے[4]۔ اور اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک[5] اپنی دائیں ران پر رکھے رہتے[6]۔

ایک شخص —— تشہد میں —— اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا تو آپ نے اسے منع فرمایا، اور کہا کہ: یہ تو یہودیوں کی نماز ہے[7]۔ اور بالفاظ دیگر یوں آیا ہے: اس طرح مت بیٹھا کرو، کیونکہ یہ بیٹھک تو ان لوگوں کی ہے جنھیں عذاب دیا جائیگا[8]۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے: یہ بیٹھک تو ان لوگوں کی ہے جو مغضوب علیہم ہیں[9]۔

۱۔ ابوداؤد، بیہقی بسند جید۔

۲۔ ابوداؤد طیالسی، احمد، ابن ابی شیبہ ص ۱۹۵ کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ: یہ بیٹھک یہاں حرام ہے، جب کہ اس کی دوسری صورت دونوں سجدوں کے درمیان مشروع و مسنون ہے، جیسا کہ اس کا بیان ص ۲۱۶ کے حاشیہ نمبر ۱ میں گذر چکا ہے۔

۳۔ مسلم، ابوعوانہ وغیرہ۔ اس کی تخریج إرواء الغلیل (۳۱۶) میں کی جاچکی ہے۔

۴۔ مسلم، ابوعوانہ

۵۔ گویا اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی کہنی —— اس جگہ پر —— اپنے پہلو سے جدا نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ اس کی صراحت ابن القیم نے زاد المعاد میں کی ہے۔

۶۔ ابوداؤد، نسائی بسند جید۔

۷۔ بیہقی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، اس کی اور اس کے بعد والی حدیث کی تخریج إرواء الغلیل (۳۸۰) میں کی جاچکی ہے۔

۸۔ احمد، ابوداؤد بسند جید

۹۔ عبدالرزاق، عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کو "الأحکام" —— میری تحقیق سے —— حدیث (۱۲۸۴) میں صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشہد میں شہادت کی انگلی کو مسلسل حرکت دیتے رہنا

نبی ﷺ ——— تشہد میں ——— اپنی بائیں ہتھیلی کو بائیں گھٹنے پر پھیلا کر رکھتے اور اپنی دائیں ہتھیلی کی ساری انگلیوں کو سمیٹ کر شہادت کی انگلی سے قبلہ کی طرف اشارہ کرتے اور اپنی نظر اس پر جمائے رکھتے [۱]۔ اور آپ اپنی انگلی سے اشارہ کرتے وقت انگوٹھے کو اپنی درمیانی انگلی پر رکھے رہتے [۲]۔ اور کبھی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنالیتے [۳]۔ نبی ﷺ اپنی انگلی کو اٹھانے کے بعد اسے حرکت دے دے کر دعا کرتے [۴]۔ اور ارشاد فرماتے کہ: یہ ——— شہادت

۱۔ مسلم، ابو عوانہ، ابن خزیمہ، مسند حمیدی (۱/۱۳۱) اور اسی طرح مسند ابو یعلی (۲/۲۷۵) میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح یہ زیادتی منقول ہے: یہ شیطان کو بھگانے کا آلہ ہے ——— امام حمیدی نے اپنی انگلی گاڑ کر فرمایا کہ ——— اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس سے سہو نہ ہوگا۔ امام حمیدی کہتے ہیں کہ: مسلم ابن ابی مریم کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس نے شام کے کسی گرجے میں انبیاء کی تماثیل بحالت نماز دیکھیں کہ وہ سب کے سب اس طرح کئے ہوئے تھے۔ امام حمیدی نے اپنی انگلی کھڑی کر کے دکھلایا۔

میں کہتا ہوں کہ: یہ بڑی انوکھی اور کار آمد بات ہے، اور اس کی سند شخص مذکور تک صحیح ہے۔

۲۔ مسلم، ابو عوانہ

۳، ۴۔ ابو داؤد، نسائی، منتقی ابن جارود (۲۰۸)، صحیح ابن خزیمہ (۱/۸۶/۱-۲)، صحیح ابن حبان (۴۸۵) بسند صحیح، اور ابن الملقن (۲/۲۸) نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔ کامل ابن عدی (۱/۲۸۷) میں تشہد میں شہادت کی انگلی ہلانے والی حدیث کا ایک شاہد موجود ہے، ابن عدی نے اس شاہد حدیث کے ایک راوی "عثمان بن مقسم" کے بارے میں کہا ہے کہ: اس کی حدیث لکھی جائے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: صحابی کے قول "نبی ﷺ اپنی شہادت کی انگلی سے دعاء کرتے" میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا یہ فعل نماز کے اخیر میں تھا۔

میں کہتا ہوں کہ: اس میں سلام پھیرنے تک بالا ستمرار شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے اور اسے حرکت دیتے رہنے کی دلیل موجود ہے، کیونکہ سلام پھیرنے سے قبل دعاء کرنا امام مالک وغیرہ کا مذہب ہے۔ ابن ہانی نے مسائل احمد ص ۸۰ میں ذکر کیا ہے کہ: امام احمد سے پوچھا گیا کہ کیا نمازی اپنی انگلی سے اشارہ کرے، تو انھوں نے کہا کہ: ہاں شدت کیساتھ۔

حاشیہ جاری............

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی انگلی ——— شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے[1]۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دعاء میں انگلی سے اشارہ نہ کرنے پر ملامت اور نکیر فرماتے[2]۔ اور نبی ﷺ شہادت کی انگلی کو حرکت دے دے کر دعاء کرنے کا کام دونوں تشہد میں کرتے[3]۔ آپ نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کر کے دعاء کرتے دیکھا تو آپ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: صرف ایک سے صرف ایک سے[4]۔

......حاشیہ صفحہ گزشتہ

میں کہتا ہوں کہ: اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تشہد میں انگلی کا حرکت دیتے رہنا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے جس پر امام احمد اور دیگر ائمہ سنت عمل پیرا تھے۔ پس وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں جن کا گمان ہے کہ یہ لغو اور عبث کام ہے جو نماز سے جوڑ نہیں کھاتا، اسی لئے یہ لوگ اس کی سنیت کا علم رکھ کر بھی اسے حرکت نہیں دیتے، اور اس کی تاویل میں وہ تکلف کرتے ہیں جو فہم ائمہ اور عربی اسلوب دونوں ہی کے خلاف ہے۔ اور عجیب بات تو یہ ہے کہ دیگر مسائل میں امام کی بات سنت کے مخالف ہونے کے باوجود بعض لوگ ان کی طرف سے مدافعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کی بات کو غلط قرار دینا ان پر طعن و تشنیع کرنا ہے، لیکن یہ لوگ اس بات کو یہاں بھول گئے ہیں اور اس سنت صحیحہ کی تردید اور اس پر عاملین کا مذاق اڑاتے ہیں، حالانکہ ---- یہ لوگ سمجھیں نہ سمجھیں ---- اس میں تو ان ائمہ کا بھی مذاق اڑانا ہے جن کی طرف سے وہ باطل طور پر مدافعت کرنے کے عادی ہیں، کیونکہ وہ ائمہ یہاں اس سنت کے قائل ہیں، یہی نہیں بلکہ اس سے تو رسول اللہ ﷺ کی ذات کا بھی مذاق اڑانا لازم آتا ہے، کیونکہ اس سنت کے لانے والے آپ ہی تو ہیں، پس اس سنت کا مذاق اڑانا دراصل رسول ﷺ کا مذاق اڑانا ہے۔ (فما جزاء من یفعل ذلك منكم إلا......)؟!

رہا یہ کہ انگلی کا اشارہ کرنے کے بعد گرا لینا یا "لا إله" پر اٹھانا اور "إلا الله" پر گرا لینا، تو ان باتوں کی سنت رسول ﷺ میں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی، بلکہ یہ باتیں حدیث مذکور کی روشنی میں سنت کے خلاف ہیں۔

اور جس حدیث میں یہ ہے کہ "نبی ﷺ اپنی شہادت کی انگلی کو حرکت نہیں دیتے تھے"۔ وہ سنداً صحیح نہیں ہے جیسا کہ اس کی تحقیق میں نے ضعیف سنن ابی داؤد (۱۷۵) میں کی ہے، اور اگر اس کی صحت ثابت بھی ہو جائے تو یہ حدیث نافی ہوگی، اور مذکورہ بالا حدیث "مثبت" ہوگی، اور علماء کے یہاں مثبت کا نافی پر مقدم کرنا معروف بات ہے، پس حدیث میں سنت تحریک کے نفاۃ کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

۱۔ احمد، بزار، ابو جعفر، الامالی للبختری (۶۰/۱)، الدعاء للطبرانی (ق ۷۳/۱)، سنن عبدالغنی المقدسی (۱۲/۲) بسند حسن، مسند الرویانی (۲۴۹/۲)، بیہقی۔

۲۔ ابن ابی شیبہ (۲/۱۲۳/۲) بسند حسن۔

۳۔ نسائی، بیہقی بسند صحیح

۴۔ ابن ابی شیبہ (۱۲/۴۰/۱) و (۲/۱۲۳/۲)، نسائی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے، ابن ابی شیبہ کے یہاں اس کا ایک شاہد بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے تشہد کا وجوب اور اسمیں دعاء کی مشروعیت کا بیان

نبی ﷺ ہر دو رکعت کے بعد "التحیات" پڑھتے[۱]۔ اور آپ جب ...... تشہد کی ...... بیٹھک میں ہوتے تو سب سے پہلے "التحیات لله" پڑھتے[۲]۔ اگر آپ پہلی دونوں رکعتوں کے بعد تشہد کے لئے بیٹھنا بھول جاتے تو سجدہ سہو کرتے[۳]۔ اور لوگوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم دیتے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ: جب تم دو رکعت کے بعد بیٹھو تو "التحیات الخ......" پڑھا کرو، اور جو دعاء تمہیں سب سے زیادہ پسند ہو، اللہ عزوجل کو اس سے خطاب کیا کرو[۴]۔ اور بالفاظ دیگر یوں آیا ہے: تم ہر بیٹھک میں "التحیات" پڑھا کرو[۵]۔ اور "مسیئ صلوۃ" کو بھی اس کے کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ ابھی قریب میں اس کا ذکر ہوا ہے[۶]۔

نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشہد اس طرح سکھاتے جس طرح انھیں قرآن کریم کی سورت سکھاتے[۷]، اور مسنون یہ ہے کہ تشہد آوازنہ پڑھا جائے[۸]۔

۱۔ مسلم، ابو عوانہ

۲۔ ابن الملقن نے کہا (۲/۲۸) کہ اس حدیث کو بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند جید روایت کیا ہے۔

۳۔ بخاری، مسلم۔ اس حدیث کی تخریج إرواء الغلیل (۳۳۸) میں کی جا چکی ہے۔

۴۔ نسائی، احمد، معجم الکبیر للطبرانی (۳/۱۲۵) بسند صحیح۔

میں کہتا ہوں کہ: اس حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہر تشہد میں دعاء پڑھنی چاہئے خواہ اس تشہد کے بعد سلام پھیرا جائے یا نہیں، ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔

۵۔ نسائی بسند صحیح

۶۔ دیکھئے ص ۲۲۱ کا حاشیہ نمبر ۱

۷۔ بخاری، مسلم

۸۔ ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشہد کے الفاظ

نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انواع واقسام کے تشہد سکھائے۔

(۱) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تشہد: ان کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے میری ہتھیلی اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھ کر مجھے تشہد کے الفاظ اس طرح سکھائے جس طرح کہ مجھے قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ (چنانچہ آپ نے فرمایا):

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ[1]**، وَالصَّلَوَاتُ**[2] **وَالطَّيِّبَاتُ**[3]**، اَلسَّلَامُ**[4] **عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ**[5] **اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ** (اور بوقت دعاء یہ —— **السلام علينا وعلى عبادالله الصالحين** —— کلمات آسمان وزمین کے سارے نیک بندوں کو شامل ہوتے ہیں) **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ**۔ جب تک نبی ﷺ زندہ تھے اس وقت تک ہم لوگ اسی طرح کہتے مگر جب آپ کا انتقال ہو گیا تو ہم لوگوں نے "**اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ**

۱۔ یعنی وہ الفاظ جو سلامتی اور ملک وبقاء پر دلالت کرتے ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

۲۔ یعنی وہ دعائیں جن سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا نہ تو کوئی مستحق ہے، اور نہ ہی وہ اس کے سوا کسی اور کو زیب دیتی ہیں۔

۳۔ یعنی عمدہ اور بہترین کلمات جو اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہیں۔ وہ نازیبا کلمات نہیں جو بادشاہان وقت کی سلامی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں

۴۔ اس کا معنی رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دینے کے ہیں، کیونکہ "سلام" اللہ سبحانہ کا نام ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ آپ کا نگران اور ضامن ہے" جیسا کہ "الله معك" کہا جاتا ہے، یعنی اس کی نگرانی ومدد اور لطف وکرم تمہارا ساتھ دے۔

۵۔ ہر اس خیر کو برکت کہتے ہیں جو فیض دائمی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رونما ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَیُّھَا النَّبِیُّ" کے بجائے "اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ"[۱] کہنا شروع کردیا۔

(۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تشہد: ان کا بیان ہے کہ: نبی ﷺ ہم لوگوں کو قرآن کی سورت کی مانند تشہد کی تعلیم دیا کرتے تھے اور فرماتے:

---

[۱] بخاری، مسلم، ابن ابی شیبہ (۱/۹۰/۲)، سراج، مسند ابو یعلی (۲/۲۵۸) اور اس حدیث کی تخریج إرواء الغلیل حدیث (۳۲۱) میں کی جاچکی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا کہ نبی ﷺ جب تک بقید حیات تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشہد میں "السلام عليك أيها النبي" کہا کرتے تھے، مگر آپ کے انتقال کے بعد لوگ "السلام علی النبی" کہنے لگے۔ یقیناً ایسا نبی ﷺ کے حکم ہی سے ہوا ہوگا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز میں تشہد کی تعلیم دیتے وقت "السلام علی النبی" ہی کہتی تھیں، جیسا کہ مسند سراج (ج۹/۱/۲) اور فوائد مخلص (ج ۱۱/۵۴/۱) میں ان سے بدو سند صحیح مروی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر ارشاد فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آپ بقید حیات تھے اس وقت صحابہ کرام بصیغہ حاضر "السلام عليك أيها النبي" کہا کرتے تھے، لیکن جب آپ کا انتقال ہوگیا تو بصیغہ غائب "السلام علی النبی" کہنے لگے۔ اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

سبکی نے شرح المنہاج میں اس روایت کو محض مسند ابو عوانہ کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ: اگر صحابۂ کرام سے یہ بات ثابت ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ پر سلام بصیغۂ حاضر بھیجنا ضروری نہیں، بلکہ (بصیغۂ غائب) "السلام علی النبی" کہنا ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے (کیونکہ صحیح بخاری کی روایت ہے) جب کہ مصنف عبدالرزاق میں بھی بسند صحیح مجھے ایک اسی جیسی حدیث ملی ہے، جسے امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے اور انھوں نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ: صحابۂ کرام نبی ﷺ کی زندگی میں "السلام عليك أيها النبي" کہتے تھے، مگر آپ کی وفات کے بعد "السلام علی النبی" کہنے لگے۔

رہی وہ روایت جسے سعید بن منصور نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کے واسطے سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو یہ تشہد سکھایا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہم لوگ تو "السلام عليك أيها النبي" نبی ﷺ کی زندگی میں کہا کرتے تھے، اس پر ابن مسعود نے کہا کہ: ہمیں اسی طرح تعلیم دی گئی ہے اور اسی طرح ہم لوگوں کو سکھاتے ہیں۔ تو لگتا ہے کہ ابن عباس نے یہ بات بطور نتیجہ کے کہی تھی مگر ابن مسعود نے ان کی بات کی طرف رجوع نہیں کیا۔ لیکن ابو معمر کی (یعنی بخاری والی) روایت اصح ہے۔ کیونکہ ابو عبیدہ کا اپنے باپ ابن مسعود سے سماع ثابت نہیں، اور سعید بن منصور کی ان تک سند بھی ضعیف ہے۔

حافظ ابن حجر کے اس کلام کو قسطلانی، زرقانی اور لکھنوی وغیرہ علماء محققین نے برضا ور غبت اور بلا کسی تعاقب کے نقل فرمایا ہے۔ میں نے اس بحث کا تتمہ اصل کتاب میں ذکر کیا ہے، نیز عربی مقدمہ کا (ص ۱۸-۲۵) تک دیکھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ اَلصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ[1] لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَن لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اور ایک روایت میں "عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"[2] ہے۔

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تشہد: یہ نبی ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے تشہد کے الفاظ اس طرح بیان فرمایا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَن لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ[3]۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ اس تشہد میں "وَبَرَكَاتُهٗ"[4] اور "وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ"[5] کا اضافہ میں نے کیا ہے۔

(۴) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تشہد: آپ نے فرمایا کہ: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ: نمازی جب تشہد کے لئے بیٹھے تو سب سے پہلے "اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَن لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" پڑھے، یہ ساتوں، تشہد نماز کے کلمات ہیں[6]۔

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ: اس کی تقدیر عبارت "واؤ" کیساتھ "والمبارکات والصلوات والطیبات" ہے۔ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد میں ہے، مگر یہاں "واؤ" کو اختصاراً حذف کر دیا گیا ہے، اور ایسا کرنا کلام عرب میں جائز ومعروف چیز ہے۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ: تحیات اور اس کے بعد کے سارے کلمات کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، ان کی حقیقت کسی اور کے لائق نہیں۔

۲۔ مسلم، ابوعوانہ، شافعی، نسائی

۳۔ ابوداؤد، دارقطنی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴، ۵۔ تشہد میں یہ دونوں اضافے نبی ﷺ سے ثابت ہیں، ایسا ہرگز نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے ان کا اضافہ کیا ہو، بلکہ انھوں نے اپنے اس تشہد میں ان کا اضافہ ان صحابہ کرام سے لے کر کیا ہے جنھوں نے نبی ﷺ سے انھیں روایت کیا ہے۔

۶۔ مسلم، ابوعوانہ، ابوداؤد، ابن ماجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) **عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا تشہد:** آپ منبر کے اوپر سے لوگوں کو تشہد کی تعلیم دیتے، اور کہتے کہ یہ الفاظ کہا کرو "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"[1].

(۶) **عائشہ رضی اللہ عنہا کا تشہد:** قاسم بن محمد رحمہ اللہ کا بیان ہے عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیں تشہد کی تعلیم دیتیں، اور تشہد کے الفاظ اپنی انگلیوں پر گن کر کہتیں "اَلتَّحِيَّاتُ، الطَّيِّبَاتُ اَلصَّلَوَاتُ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"[2]

۱؎ مالک، بیہقی بسند صحیح۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہونے کے باوجود حدیث مرفوع کے حکم میں ہے، کیونکہ واضح ہے کہ اس قسم کی دعاء اجتہاد و رائے سے نہیں کہی جا سکتی، اس لئے کہ اگر یہ دعاء اجتہاد و رائے کے قبیل سے ہوتی تو اسے دیگر دعاؤں پر کوئی فضیلت حاصل نہ ہوتی۔

تنبیہ: تشہد کے جتنے صیغے گذرے ہیں ان میں سے کسی میں بھی "ومغفرته" کا لفظ موجود نہیں، پس اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے، اسی لئے بعض سلف نے اس کا انکار کیا ہے، چنانچہ امام طبرانی (۱/۵۶/۳) نے طلحہ بن مصرف سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ: ربیع ابن خثیم نے تشہد میں "وبركاته و مغفرته" کہا، تو علقمہ نے فرمایا کہ: ہمیں تعلیم میں "السلام عليك أيها النبي ورحمة الله و بركاته" بتایا گیا ہے، اس لئے اتنا ہی کہیں۔ علقمہ نے یہ اتباع اپنے استاذ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے، چنانچہ طبرانی نے معجم اوسط میں میرے مصورہ نسخے کے (۲۸۴۸) میں بسند صحیح —— بشرطیکہ مسیب الکاہلی کا سماع ابن مسعود سے ثابت ہو —— روایت کیا ہے کہ: ابن مسعود ایک شخص کو تشہد سکھا رہے تھے مگر جب وہ "اشهد أن لا إله إلاالله" پر پہنچے تو اس شخص نے "وحده لاشريك له" کا اضافہ کیا، اس پر ابن مسعود نے فرمایا کہ: بیشک وہ "وحده لاشريك له" ہے لیکن ہمیں تو وہی کہنا چاہئے جس کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔

۲؎ مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۲۹۳)، سراج، مخلص —— جیسا کہ گذر چکا —— البتہ الفاظ بیہقی (۲/ ۱۴۴) کے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی جگہوں اور اسکے الفاظ کا بیان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اور دوسرے تشہد میں اپنے آپ پر درود پڑھتے[1]، اور اپنی امت کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ بھی تشہد پڑھنے کے بعد آپ پر درود پڑھے[2]، اور آپ نے اسے مختلف الفاظ سے درود کی تعلیم دی۔

پہلا درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ[3] عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا

۱۔ صحیح ابو عوانہ (۲/ ۳۲۴)، نسائی

۲۔ کیونکہ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں نے ــــ تشہد میں ــــ آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو جان لیا، مگر آپ یہ بتائیں کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں، تو آپ نے پہلے یا دوسرے تشہد کی قید کے بغیر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ "اللهم صل علی محمد...... الحدیث" کہا کرو۔ پس اس حدیث میں پہلے تشہد میں بھی آپ پر درود پڑھنے کی مشروعیت پر دلیل موجود ہے، امام شافعی کا یہی مذہب ہے، انھوں نے کتاب الام میں اس کی صراحت کی ہے، اور امام نووی نے مجموع (۳/ ۴۶۰) میں لکھا ہے کہ شافعیہ کے یہاں یہی صحیح ہے، اور روضہ (۱/ ۲۶۳) میں اسی کو اظہر قرار دیا ہے، اور ابن رجب نے طبقات الحنابلہ (۱/ ۲۸۰) میں اسے وزیر ابن ہبیرہ حنبلی کا مذہب مختار بتایا ہے، اور ابن رجب نے خود بھی اس سے اپنی رضا کا اظہار کیا ہے۔ تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں مگر ان میں سے کسی ایک حدیث میں بھی درود کے دوسرے تشہد کیساتھ خاص ہونے کا ذکر نہیں، بلکہ ساری حدیثیں عام ہیں جو دونوں تشہد کو شامل ہیں۔ گو کہ یہ ساری حدیثیں باہم ایک دوسرے کے لئے قوت بخش ہیں، مگر چونکہ یہ ہماری شرط پر نہیں ہیں اس لئے ہم نے انھیں بجائے متن کتاب کے اصل کتاب کے حاشیہ میں درج کیا ہے۔ میں نے اصل کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا ہے کہ پہلے تشہد میں درود پڑھنے سے روکنے والوں کے پاس کوئی ایسی صحیح دلیل نہیں ہے جو حجت بن سکے، اسی طرح جو لوگ تشہد اول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے وقت "اللهم صل علی محمد" سے زیادہ کچھ کہنا مکروہ سمجھتے ہیں ان کے پاس بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دلیل نہیں، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جس نے صرف "اللهم صل علی محمد" کہنے پر اکتفا کیا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سابق "قولوا: اللهم صل علی محمد و علی آل محمد...... الخ" کی بجا آوری نہیں کی۔ اس بحث کا تتمہ و تکمیل اصل کتاب میں موجود ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے معنی کی سب سے بہتر وضاحت ابو العالیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش اور تعظیم کرنا ہے، اور فرشتوں وغیرہ کے درود بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے اس مدح و ستائش اور تعظیم میں طلب زیادتی ہے۔ ابو العالیہ کے اس قول کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں نقل کرنے کے بعد اس مشہور قول کی تردید کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے درود کا معنی رحمت بتایا گیا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے "جلاء الافهام" میں اسے غایت درجہ تفصیل سے بیان کیا ہے، اس لئے اس کا مطالعہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّيْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، وَبَارِكْ[1] عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَعَلَى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. اس درود کو نبی ﷺ خود پڑھا کرتے تھے[2]۔

دوسرا درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَاصَلَّيْتَ عَلَى (اِبْرَاهِيْمَ[3]، وَعَلَى) آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى (اِبْرَاهِيْمَ، وَعَلَى) آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ[4].

تیسرا درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَاصَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ[5].

چوتھا درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَاصَلَّيْتَ عَلَى آلِ

۱۔ یہ "برکت" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی بالیدگی و بڑھوتری کے ہیں، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنے کو "تبریک" کہتے ہیں۔ پس یہ دعاء اس بات کو شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھلائیاں آل ابراہیم کو عطاء کیں وہ نبی ﷺ کو عطاء کرے، انھیں قائم و دائم رکھے اور انھیں بڑھا کر دوگنا کرے۔

۲۔ احمد، طحاوی بسند صحیح، بخاری، مسلم، مگر ان دونوں میں "اھل بیتہ" کا لفظ نہیں ہے۔

۳۔ اس حدیث میں دونوں جگہوں پر زائد الفاظ بخاری، طحاوی، بیہقی، احمد اور نسائی کی روایات میں موجود ہیں، اسی طرح دیگر طرق سے تیسرے اور ساتویں درود میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں، پس ابن القیم رحمہ اللہ (جلاء الافہام ص ۱۹۸) کے ـــــ اپنے استاذ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (فتاویٰ ج ۱/۱۶) کی تقلید میں ـــــ اس قول سے کہ: کسی صحیح حدیث میں "ابراھیم و آل ابراھیم" کے الفاظ یکجا نہیں آئے ہیں؛ آپ کو دھوکہ نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ لیجئے ہم نے انھیں یکجا صحیح سند سے ثابت کردیا۔ اور یہ درحقیقت ہماری اس کتاب کے ان فوائد میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے غیر مسبوق وقت تتبع روایات اور جمع الفاظ سے حاصل ہوئے ہیں۔ ابن القیم کی غلطی اس سے اور بھی عیاں ہوتی ہے کہ انھوں نے ساتویں درود کو صحیح قرار دیا ہے، جب کہ اس میں بھی الفاظ مذکور یکجا موجود ہیں۔

۴۔ بخاری، مسلم، عمل الیوم و اللیلۃ (۱۶۲/ ۵۴) للنسائی، حمیدی (۱/۱۳۸)، ابن مندہ (۲/۶۸) اور کہا ہے کہ: اس حدیث کی صحت پر اجماع ہے۔

۵۔ احمد، نسائی، مسند ابویعلی (ق/۴۴/۲) بسند صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِبْرَاهِیْمَ ، وَبَارِكْ عَلَی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیْ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلَی آلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ[1].

پانچواں درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی آلِ اِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِكْ عَلَی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلَی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلَی آلِ اِبْرَاهِیْمَ[2]

چھٹا درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلَی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ[3].

ساتواں درود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ ، وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَاصَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ عَلَی اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ[4]

نبی امت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے مہتم بالشان فوائد

پہلا فائدہ: یہ بات پیش نظر رہے کہ درود کے اکثر الفاظ میں بجائے "ابراھیم" کے "آل ابراھیم" کا لفظ آیا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں "آل الرجل" جس طرح آدمی کے

۱۔ مسلم، ابو عوانہ، مصنف ابن ابی شیبہ (۲/ ۲/۱۳۲/۱)، ابو داؤد، نسائی (۱۵۹-۱۶۱) اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ بخاری، نسائی، طحاوی، احمد، اور اسماعیل قاضی کی "فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ" میری تحقیق سے مکتب اسلامی کے پہلے ایڈیشن کا ص: ۲۸ اور دوسرے ایڈیشن کا ص ۶۲ ملاحظہ ہو۔

۳۔ بخاری، مسلم، اور نسائی (۵۹/۱۶۴)

۴۔ نسائی (۱۵۹/ ۷ / ۴)، طحاوی، معجم ابو سعید ابن الاعرابی (۷۹ / ۲) بسند صحیح، اور ابن القیم نے اسے "جلاء الا فهام" ص ۱۴-۱۵ میں محمد بن اسحاق السراج کی طرف منسوب کرنے کے بعد صحیح قرار دیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس درود میں بھی "ابراھیم و آل ابراھیم" کو یکجا ذکر کیا گیا ہے، اور اسی چیز کا ابن القیم اور ان کے استاذ نے انکار کیا ہے، جس کا رد ہم ص ۲۳۰ پر کر چکے ہیں، یہاں اب اس کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل وعیال کو شامل ہوتا ہے اسی طرح اس آدمی کو بھی شامل ہوتا ہے، چند جملے بطور مثال کے اس کی دلیل میں پیش ہیں ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ اِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ [آل عمران آیت ۳۳]، ﴿اِلَّا آلَ لُوْطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ﴾ [القمر آیت ۳۴] اسی طرح حدیث رسول ﷺ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِيْ اَوْفٰى" اسی طرح "اَهْلُ الْبَيْتِ" کا لفظ بھی آدمی اور اسکے اہل وعیال کو شامل ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ" [ھود آیت ۷۳] پس اس شرح وبسط کی روشنی میں ابراہیم علیہ السلام لفظ "آل ابراھیم" میں داخل ہوئے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اسی لئے اکثر درود میں "کما صلیت علیٰ آل ابراھیم" اور "کمابارکت علی آل ابراھیم" کے الفاظ آئے ہوئے ہیں، اور بعض میں صرف لفظ "ابراھیم" پر اکتفا کیا گیا ہے، کیونکہ درود وغیرہ میں اصل ابراہیم علیہ السلام ہیں، رہے انکے اہل وعیال تو وہ ان کے تابع اور ضمن میں آتے ہیں، اسی حقیقت سے متنبہ کرنے کے لئے بعض جگہوں پر دونوں الفاظ لائے گئے ہیں۔

اس بات کے معلوم ہو جانے کے بعد یہ بھی جانتے چلئے کہ یہ سوال علماء اسلام کے درمیان بہت مشہور ہے کہ "کماصلیت الخ" میں کونسی وجہ تشبیہ ہے، کیونکہ مشبہ کا مشبہ بہ سے کم تر ہونا امر متفق علیہ ہے، جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، کیونکہ محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں، اور اس افضلیت کا تقاضا یہ ہے کہ جو درود بھی ان کے لئے طلب کیا جائے وہ ماضی اور مستقبل کے ہر درود سے افضل ہو۔

اس سوال کے جواب میں "فتح الباری" اور "جلاء الأفهام" میں علماء کے تقریباً دس اقوال مذکور ہیں، جن میں سے ایک قول قوی ہے، اور اسے شیخ الاسلام اور ابن القیم رحمہما اللہ نے پسندیدہ قرار دیا ہے، بقیہ سب کے سب کمزور اقوال ہیں، اور وہ قوی قول یہ ہے: آل ابراہیم میں انبیاء علیہم السلام پائے جاتے ہیں، جبکہ آل محمد میں کوئی اور نبی نہیں پایا جاتا، پس جب نبی ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کی آل کے لئے انبیاء سمیت ابراہیم اور آل ابراہیم جیسا درود طلب کیا جائے گا، تو آل محمد کو جو انبیاء کے درجے کے نہیں ہیں اس درود سے اتنا ہی حصہ ملے گا جو ان کے مناسب حال ہو گا، اور باقی ماندہ حصہ جو ابراہیم علیہ السلام سمیت سارے انبیاء کا حق ہے وہ محمد ﷺ کو حاصل ہو گا، پس اس طرح نبی ﷺ کو وہ فضیلت حاصل ہو گی جو کسی اور دوسرے انسان کو نہیں ہوئی۔ ابن القیم نے فرمایا کہ یہ قول گذشتہ سارے اقوال سے بہتر ہے، مگر یہ کہنا اس سے بھی بہتر ہو گا کہ محمد ﷺ آل ابراہیم میں سے ہیں، بلکہ آل ابراہیم میں سب سے بہتر انسان ہیں، اسکی دلیل وہ نص ہے جسے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحاً وَآلَ اِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ [آل عمران آیت ۳۳] کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ: محمد ﷺ آل ابراہیم میں سے ہیں اور جب اولاد ابراہیم میں سے دیگر انبیاء "آل ابراهیم" میں داخل ہوئے تو محمد ﷺ اس میں بدرجہ اولیٰ داخل ہوں گے۔ پس ہمارا قول "کماصلیت علی آل ابراهیم" نبی ﷺ اور اولاد ابراہیم کے بقیہ سارے انبیاء پر درود کو شامل ہو گا، پھر ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہم جس قدر آپ سمیت ابراہیم اور آل ابراہیم پر عموماً درود بھیجیں، اسی قدر آپ اور آپ کی آل پر خصوصاً بھیجیں، اور اس درود میں سے آل محمد کو اتنا حاصل ہو گا جو ان کے مناسب حال ہو گا، اور باقی ماندہ حصہ سب کا سب نبی ﷺ کو ملے گا۔

ابن القیم نے فرمایا کہ: جو درود آل ابراہیم کو رسول اللہ ﷺ سمیت حاصل ہو گا وہ نبی ﷺ کو تنہا حاصل ہونے والے درود سے بلاشک افضل ہو گا، اس لئے نبی ﷺ کے لئے وہ عظیم درود طلب کیا جاتا ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے درود سے یقیناً افضل ہو۔ پس اس بیان سے تشبیہ کا فائدہ، اور اس تشبیہ کا اپنے اصول —— مشبّہ بہ کا مشبہ سے اقوی ہونا —— پر جاری ہونا واضح ہو گیا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس لفظ سے جتنا درود حاصل ہو گا وہ کسی اور دوسرے لفظ سے نہیں، کیونکہ جب اس دعاء سے مشبہ بہ کے ہم مثل ہی مطلوب ہے، درانحالیکہ اس میں نبی ﷺ کا وافر حصہ ہے، تو اب نبی ﷺ کیلئے مطلوب درود ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کے درود سے زیادہ ہوا، اور اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مستزاد یہ کہ مشبہ بہ میں نبی ﷺ کا جتنا حصہ ہے اتنا کسی اور کا نہیں۔ پس اس سے ابراہیم اور انبیاء سمیت آل ابراہیم پر نبی ﷺ کی شایان شان فضیلت و برتری ثابت ہوئی، اور یہ درود اس فضیلت و برتری پر دال اس کا تابع اور اس کے اسباب و مقتضیات میں سے ہے، پس اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے آل پر درود اور بہت بہت سلام بھیجے، اور جو بدلہ کسی نبی کو بھی اس کی امت کی جانب سے عطاء کیا ہو، اس سے بہتر بدلہ ہم لوگوں کی جانب سے آپ کو عطاء کرے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَابَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

دوسرا فائدہ: قارئین کرام دیکھ رہے ہوں گے کہ انواع و اقسام کے درود کے ان سارے صیغوں میں نبی ﷺ کے پہلو بہ پہلو آپ کی آل و ازواج اور اولاد پر بھی درود کا ذکر ہے، اس لئے فقط "اللھم صل علی محمد" پر اکتفاء کرنے والے کا قول نہ تو سنت سے ہم آہنگ ہے، اور نہ ایسا کرنے والا حکم رسول کی بجا آوری کرنے والا ہی سمجھا جائے گا، بلکہ ضروری ہے کہ ان ساتوں درود میں سے کوئی ایک درود مکمل طور پر ضرور پڑھے، اور اس مسئلہ میں پہلے اور دوسرے تشہد میں کوئی فرق نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب الام (ج۱/ ۱۰۲) میں اس کی وضاحت کی ہے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: "پہلی اور دوسری بیٹھک میں تشہد کے الفاظ یکساں ہیں، ان میں کوئی اختلاف نہیں، تشہد سے میری مراد، تشہد اور نبی ﷺ پر درود دونوں ہی ہیں، ان دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا بدل نہیں ہوسکتا"، اور رہی وہ حدیث جس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ پہلی دونوں رکعتوں میں تشہد سے زیادہ کچھ نہیں پڑھتے تھے، تو وہ منکر حدیث ہے۔ میں نے اس کی تحقیق "سلسلة الأحاديث الضعيفة" (۵۸۱۶) میں کی ہے۔

اس زمانے کے عجائب اور علمی بے راہ روی دیکھئے کہ استاذ محمد اسعاف نشاشیبی نے (الإسلام الصحیح) میں بڑی جرأت سے کام لیکر نبی ﷺ پر درود پڑھتے وقت آل نبی پر درود بھیجنے سے انکار کیا ہے، حالانکہ آل نبی پر درود بھیجنے کا ذکر صحیحین وغیرہ میں صحابہ کرام کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جماعت نے کیا ہے جن میں سے کعب بن عجرہ، ابو حمید الساعدی، ابو سعید الخدری، ابو مسعود الانصاری، ابو ہریرہ اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔ ان کی احادیث میں ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ ہم لوگ آپ پر درود کیسے بھیجیں، تو آپ نے انھیں ان الفاظ میں درود کی تعلیم دی۔ آل نبی پر درود بھیجنے کے انکار کی نشاشیبی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول ﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيماً﴾ میں نبی ﷺ کے ساتھ کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ پھر اس کے بعد اس نے مبالغہ کے ساتھ انکار کیا کہ صحابہ کرام نبی ﷺ سے یہ سوال کریں، کیونکہ انھیں یہ معلوم تھا کہ درود کے معنی دعاء کے ہوتے ہیں، پھر کیسے وہ یہ بات پوچھیں گے ؟! مگر یہ تو نشاشیبی کا واضح طور پر لوگوں کو دھوکہ دینا ہے، کیونکہ صحابہ کرام کا سوال آپ پر درود بھیجنے کے معنی سے متعلق نہ تھا کہ اس پر یہ اعتراض وارد ہو، بلکہ جیسا کہ میں اشارہ کر چکا ہوں کہ ساری روایات میں ان کا سوال آپ پر درود بھیجنے کے طریقہ سے متعلق تھا، پھر تو کوئی تعجب کی بات نہیں رہی کیونکہ ان کا سوال شرعی طریقے کے بارے میں تھا جس کی معرفت شارع علیم و حکیم کے علاوہ کسی اور کے ذریعہ ممکن ہی نہیں، اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ "أَقِيمُوْا الصَّلَاةَ" نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نبی ﷺ سے فرض نماز کی ادائیگی کا طریقہ معلوم کریں، کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں کہ نماز کے لغوی معنی کی معرفت انھیں اس کی ادائیگی کے شرعی طریقہ کی معرفت سے بے نیاز نہیں کر سکتی۔

اور رہی ان کی وہ دلیل جس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ یہ بات سارے مسلمانوں کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کے کلام کے شارح و مفسر ہیں، چنانچہ قرآن پاک میں ہے ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾[النحل آیت ۴۴] ہم نے آپ پر قرآن اس لئے اتارا ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے اتارا جائے اسے آپ واضح کر کے انھیں بتادیں"۔ پس جب نبی ﷺ نے اپنے اوپر درود بھیجنے کا طریقہ بتاتے وقت اپنی آل پر بھی درود بھیجنے کا ذکر فرمایا تو اس کا قبول کرنا ہم پر فرض ہوا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا آتَاكُمُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾[الحشر آیت ۷] جو کچھ رسول اللہ تم کو دیں وہ قبول کیا کرو"۔ اور اسی طرح ایک مشہور صحیح حدیث میں بھی ہے "أَلَا إِنِّیْ أُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ" سن لو مجھے قرآن اور اس کا مثل ——حدیث—— دیا گیا ہے"۔ یہ حدیث تخریج المشکوٰۃ (۱۶۳، ۴۲۴۷) میں دیکھئے۔

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ نشاشیبی اور اس کے دام فریب میں پھنسنے والے لوگ اس شخص کے بارے میں کیا کہیں گے جو نماز میں تشہد یا حائضہ عورت کے ترک صوم وصلاۃ ہی کا انکار کر بیٹھے، اور اس پر یہ دلیل لائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تشہد کا ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف قیام اور رکوع و سجود ہی کا ذکر کیا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حائضہ عورت سے صوم وصلاۃ کو ساقط قرار دیا ہے اس لئے اس پر واجب ہے کہ بحالت حیض بھی صوم وصلاۃ کی پابند رہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ اس منکر کی تائید کریں گے یا اس پر نکیر کریں گے؟ اگر ان لوگوں نے پہلی صورت اختیار کی —— حالانکہ ہم ان سے اس کی امید نہیں رکھتے —— تو بالکل ہی گمراہ اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گئے، اور اگر دوسری صورت اختیار کی تو اسے ان کی توفیق الٰہی اور اصابت رائے پر محمول کیا جائے گا۔ پس جو دلیل یہ لوگ اس منکر کے رد میں لائیں گے وہی دلیل ہماری بھی نشاشیبی کے رد میں ہوگی، اور ہم اس کی وجہ بیان کر چکے ہیں۔ پس اے مسلم تو قرآن کو سنت سے جدا کر کے سمجھنے کی کوشش نہ کر، کیونکہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں، خواہ تم زبان دانی میں سیبویہ زمانہ ہی کیوں نہ ہو، لو یہ مثال تمہارے سامنے ہے، کیونکہ نشاشیبی زبان دانی میں عصر حاضر کے علماء کبار میں سے تھے، مگر تم دیکھتے ہو کہ انھیں اپنی زبان دانی کے غرے نے ضلالت میں ڈالدیا ہے، قرآن فہمی میں انھوں نے سنت سے استفادہ نہیں کیا بلکہ جیسا کہ تم جانتے ہو وہ سنت کے منکر رہے، اس قسم کی مثالیں بہت ہیں، مگر جگہ کی تنگ دامانی ان کے ذکر سے مانع ہے اس لئے مذکورہ بالا بیان کافی ہے، واللہ الموفق۔

تیسرا فائدہ: قارئین کرام یہ بھی ملاحظہ کر رہے ہوں گے کہ درود کے کسی بھی صیغے میں لفظ "سَیِّدَنَا" نہیں آیا ہے، اس لئے متاخرین علماء نے صلوات ابراہیمیہ میں اس لفظ کے اضافہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواز میں اختلاف کیا ہے، اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کا یہ موقع نہیں ہے، اور نہ ہی یہاں ان علماء کے ذکر کا موقع ہے جو لفظ "سَیِّدَنَا" کی زیادتی کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں، ان کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی اس کامل تعلیم ہی کی اتباع کرنی چاہئے جو آپ نے اپنے اوپر درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کئے جانے پر امت کو دی تھی، اور ارشاد فرمایا تھا کہ لوگ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلخ" کہا کریں۔ ہاں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ شافعی مذہب کے ان بڑے علماء میں سے ہیں جنھیں حدیث و فقہ میں یکساں مہارت حاصل ہے، اس لئے میں اس مسئلہ میں ان کی رائے ہدیۂ قارئین کرنا مناسب سمجھتا ہوں، کیونکہ متأخرین شوافع کے یہاں درود میں لفظ "سَیِّدَنَا" کا اضافہ بہت عام ہے، حالانکہ یہ تعلیم نبوی کے سراسر خلاف ہے۔

حافظ محمد بن محمد بن محمد الغرابیلی (۷۹۰-۸۳۵) جو حافظ ابن حجر کے ساتھ رہتے تھے ارشاد فرماتے ہیں —— اور میں یہاں ان کی اپنی تحریر سے نقل کر رہا ہوں[1] —— کہ: حافظ ابن حجر سے نماز یا غیر نماز میں نبی ﷺ پر درود بھیجنے سے متعلق سوال کیا گیا خواہ وہ درود فرض ہو یا مستحب، کیا اس میں یہ شرط ہے کہ ہم نبی ﷺ کو سیادت سے موصوف کریں، یعنی کونسا طریق بہتر ہے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ" یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ وَلَدِ آدَمَ" کہنا یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" کہنے پر اکتفا کرنا؟ یعنی آپ کو لفظ "سید" سے موصوف کرنا بہتر ہوگا کیونکہ سیادت آپ کی ثابت صفت ہے، یا لفظ "سید" سے موصوف نہ کرنا بہتر ہوگا کیونکہ اس کا ذکر احادیث میں نہیں آیا ہے۔ اس پر حافظ ابن حجر نے جواب دیا کہ:

منقول و مروی الفاظ پر عمل پیرا ہونا بہتر ہے، اور یہ نہ کہا جائے کہ نبی ﷺ نے اس لفظ کو بطور انکساری نہیں کہا، جیسا کہ آپ اپنا نام لیتے وقت "صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں کہتے تھے، حالانکہ آپ کا جب بھی ذکر آئے آپ نے اپنی امت کو "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنے کا حکم دیا۔ کیونکہ ہم کہیں گے کہ اگر یہ بہتر و راجح ہوتا تو صحابہ و تابعین سے ثابت ہوتا، مگر ہمیں تو صحابہ و تابعین میں سے کسی کا کوئی بھی اثر اس بارے میں نہ ملا، جب کہ درود سے متعلق بکثرت ان کے

---

[1] یہ کتاب مکتبہ ظاہریہ دمشق میں قلمی شکل میں محفوظ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثار موجود ہیں۔امام شافعی ـــــ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے ـــــ کو لیجئے یہ نبی ﷺ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والوں میں سے ہیں، انھوں نے اپنی کتاب ''الرسالۃ'' ـــــ جو شافعی مذہب کی بنیاد واساس ہے ـــــ کے خطبہ میں ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ'' اور اپنی حسب اجتھاد انھوں نے اس کی تکمیل ''كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ، وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الغَافِلُوْنَ'' سے کی ہے۔ گویا کہ انھوں نے ان کلمات کو حدیث صحیح ''سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ'' سے مستنبط کیا ہے، چنانچہ یہ ثابت ہے کہ آپ نے ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کو دیر تک کثرت سے تسبیح کرتے دیکھ کر ارشاد فرمایا: میں نے تیرے بعد چند ایسے کلمات کہے ہیں جن کا وزن تیری تسبیحات سے بڑھ کر ہے، پھر آپ نے ان کلمات کو ذکر فرمایا، اور آپ کو جامع قسم کے دعائیہ کلمات پسند تھے۔

قاضی عیاض نے کتاب الشفاء میں نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی کیفیت کے باب میں صحابہ و تابعین سے بہت ساری مرفوع حدیثیں نقل کی ہیں، لیکن ان میں سے کسی حدیث میں بھی ''سَيِّدَنَا'' کا لفظ نہیں ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

(ا) حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا طریقہ سکھاتے وقت کہتے: اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ المَدْحُوَّاتِ، وَبَارِيَ المَسْمُوْكَاتِ! اِجْعَلْ سَوَابِقَ صَلَوَاتِكَ، وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ، وَزَائِدَ تَحِيَّتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، الفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ.

اور علی رضی اللہ عنہ یہ کلمات بھی کہتے: صَلَوَاتُ اللهِ البَرِّ الرَّحِيْمِ، وَالمَلَائِكَةِ المُقَرَّبِيْنَ، وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ العَالَمِيْنَ! عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَإِمَامِ المُتَّقِيْنَ. الحدیث۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے: اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ، وَبَرَكَاتِكَ، وَرَحْمَتَكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، إِمَامِ الخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ. الحدیث۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے کہ جسے حوض رسول سے سیراب کن جام کی خواہش ہو وہ ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ أَزْوَاجِهِ وَ أَوْلَادِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَیْتِہٖ وَ أَصْھَارِہٖ وَ أَنْصَارِہٖ وَ أَشْیَاعِہٖ وَ مُحِبِّیْہِ" پڑھے۔

"کتاب الشفاء" میں صحابہ وغیرہ سے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے طریقے سے متعلق جو آثار مذکور ہیں ان میں سے میں نے مذکورہ بالا آثار کا انتخاب کیا ہے، ورنہ انھوں نے اس میں اور آثار بھی نقل کیے ہیں۔

ہاں بروایت ابن ماجہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں ہے کہ وہ نبی ﷺ پر درود یوں پڑھتے "اَللّٰھُمَّ! اجْعَلْ فَضَائِلَ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ...... الحدیث" لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کو امام طبرانی نے بسند حسن روایت کیا ہے، اس میں کچھ نادر اور غیر مانوس قسم کے الفاظ ہیں جو ابوالحسن بن فارس کی کتاب "فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ" میں میری روایت سے مشروح انداز میں موجود ہیں۔

شافعی علماء نے تحریر کیا ہے کہ: اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ نبی ﷺ پر سب سے افضل قسم کا درود بھیجے گا، تو اس کے اس قسم کے پورا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَسَهَا عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ" پڑھے۔

اور امام نووی نے فرمایا کہ: صحیح یہ ہے کہ وہ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ...... الحدیث" پڑھے۔

علماء متاخرین کی ایک جماعت نے اس فتوی کا تعاقب کیا ہے کہ مذکورہ دونوں طریقوں میں سے روایت کے اعتبار سے کسی کو بھی افضلیت حاصل نہیں، ہاں معنی کی حیثیت سے پہلا طریقہ بظاہر افضل ہے۔

یہ مسئلہ فقہ کی کتابوں میں مشہور و معروف ہے، یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ جو فقہاء اس مسئلہ کو زیر بحث لائے ہیں ان میں سے کسی نے بھی درود میں "سَیِّدَنَا" کا ذکر نہیں کیا ہے، اگر اس لفظ کی زیادتی مستحب و بہتر ہوتی تو ان سارے علماء پر مخفی نہ رہتی۔ پس ساری بھلائی اتباع سلف میں ہے۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں کہ: یہ جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکم نبوی کی اتباع میں آپ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درود بھیجنے میں لفظ "سَیِّدَنَا" کی زیادتی کو ناجائز کہا ہے۔ حنفیہ کا بھی یہی مذہب ہے، اور اسی پر عمل پیرا ہونا چاہئے کیونکہ حب رسول کی یہی دلیل صادق ہے "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا[آل عمران آیت ۳۱]۔ اسی لئے امام نووی نے روضۃ الطالبین (۱/۲۶۵) میں ارشاد فرمایا ہے کہ: سب سے کامل درود "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ" ہے۔ پس امام نووی نے اس میں "سَیِّدَنَا" کا لفظ ذکر نہیں فرمایا۔

چوتھا فائدہ: واضح رہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کے آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کرنے پر، پہلے اور چوتھے صیغے ہی کی تعلیم دی تھی، اس لئے اس سے اس کے سارے صیغوں سے افضل ہونے پر استدلال کیا گیا ہے، کیونکہ آپ اپنے اور صحابہ کرام کیلئے اشرف وافضل شیٔ کا ہی انتخاب فرمائیں گے، اسی وجہ سے امام نووی نے روضۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ: اگر کوئی قسم کھالے کہ وہ نبی ﷺ پر سب سے افضل و بہتر درود پڑھے گا، تو صرف اسی قسم کے درود سے اس کی قسم پوری ہوگی، امام سبکی نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ: جس نے یہ الفاظ پڑھے اس نے یقینی طور پر آپ پر درود بھیجا، اور جس نے دوسرے الفاظ پڑھے اس کے مطلوب درود کی بجاآوری یقینی نہیں، کیونکہ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: تم "اَللّٰھُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ...... اِلخ" پڑھا کرو۔ پس آپ نے اسی قول کو صحابہ کرام کا اپنے اوپر درود قرار دیا۔ انتھی۔ اس بات کو ہیتمی نے الدر المنضود (ق ۲۵/۲) میں ذکر کیا ہے، پھر اس کے بعد (ق ۲۷/۱) میں کہا کہ: صحیح احادیث میں جتنے صیغے بھی وارد ہیں سب سے مقصد حاصل ہو جائے گا۔

پانچواں فائدہ: واضح رہے کہ درود اور تشہد میں سے کسی ایک کے بھی سارے صیغوں کو ایک بنا کر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ یہ بدعت ہے۔ سنت تو یہ ہے کہ کبھی اس صیغے کو پڑھا جائے اور کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے صیغے کو پڑھا جائے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے (مجموع ٦٩/ ١/٢٥٣) میں، تکبیرات عیدین کی بحث میں اس کی وضاحت کی ہے۔

چھٹا فائدہ: علامہ صدیق حسن خاں رحمہ اللہ نے "نزل الأبرار بالعلم المأثور من الأدعية والأذكار" میں نبی علیہ السلام پر درود اور بکثرت دورد بھیجنے کی فضیلت میں بہت ساری حدیثیں ذکر کرنے کے بعد ص۱۶۱ پر ارشاد فرمایا کہ: اس میں شک نہیں کہ نبی علیہ السلام پر سب سے زیادہ درود مسلمانوں میں اہلحدیث اور حدیث پاک کی روایت کرنے والے لوگ بھیجتے ہیں، کیونکہ نبی علیہ السلام کے ذکر کی مناسبت سے ہر حدیث پر اپنی زبان کو درود سے تر رکھنا ان کا مشغلہ ہے، جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء اور ان کے علاوہ احادیث کی جتنی بھی کتابیں ہیں سب ہزاروں احادیث پر مشتمل ہیں، حتیٰ کہ سیوطی کی "جامع صغیر" جو حجم میں سب سے چھوٹی کتاب ہے اس میں دس ہزار حدیثیں ہیں، اور اس پر دیگر کتب احادیث کو بھی قیاس کریں، پس یہ اہلحدیث ناجی جماعت قیامت میں نبی علیہ السلام سے قریب تر ہوگی، اور ——— میرے ماں باپ آپ پر قربان ——— یہی لوگ وہاں آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ مند ہوں گے۔ اس فضیلت میں کوئی ان کا ہمسر نہیں الا یہ کہ اس کا عمل اہلحدیث کے عمل سے بہتر ہو، اور یہ بہت ہی دشوار ترین امر ہے۔ پس اے بھلائی کا خواستگار، اور بے کم و کاست نجات کا طلب گار! تجھ پر ضروری ہے کہ محدث بن، یا پھر محدثین کرام کا طفیلی بن، ورنہ کچھ نہ...... کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور شئ تمہارے لئے مفید نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ: میں بھی اللہ تعالیٰ سے اس بات کا طلبگار ہوں کہ مجھے ان محدثین کے زمرے میں شامل کرے جو نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ قریب ہیں، اور شاید یہ کتاب اس بات کی دلیل ہو۔ امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے برملا یہ اشعار کہے ہیں:

دِيْنُ النَّبِيِّ مُحَمَّـــدٍ اَخْبَارٌ. احادیث محمد رسول اللہ علیہ السلام کا دین ہیں۔

نِعْـمَ الْمَطِيَّةُ لِلْفَتىٰ آثَـــارٌ. احادیث رسول جوان انسان کی بہت ہی بہترین سواری ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَاتَرْ غَبَنَّ عَنِ الحَدِيْثِ وَ أهْلِهٖ. حدیث رسول اور اہلحدیث سے بے رغبتی نہ برتو۔
فَالرَّأيُ لَيْلٌ وَالْحَدِيْثُ نَهَـــارٌ. کیونکہ آراء الناس تو تاریک رات کی مانند ہیں اور احادیث روز روشن کی مانند۔
وَلَرُبَّمَا جَهِلَ الفَتىٰ أثَرَ الهُدٰى. بسا اوقات تو جوان انسان تابناک
وَالشَّمْسُ بَازِغَةٌ لَهَـــا أنْوَارٌ. سورج کی روشنی میں بھی آثار ہدایت سے ناواقف رہتا ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ نے دوسرے تشہد کی طرح اس تشہد میں بھی دعاء کو مسنون قرار دیا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ: جب تم دو رکعت کے بعد بیٹھو تو "التحیات للہ..... إلخ" پڑھو، پھر اس کے بعد تمہیں جو دعاء پسند ہو اسے پڑھو[1]۔

تیسری اور پھر چوتھی رکعت کیلئے کھڑے ہونے کا بیان

پھر نبی ﷺ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ"[2] کہتے ہوئے تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوتے، اور "مسئ صلوٰۃ" کو آپ نے اس بات کا حکم دیا تھا کہ: تم اسی طرح ہر رکعت اور ہر سجدہ میں کرنا جیسا کہ ص ۲۱۸ پر گذرا۔ اور آپ جب تشہد سے کھڑے ہونے کا ارادہ کرتے تو پہلے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے، پھر کھڑے ہوتے[3]۔ اور کبھی آپ اس موقع سے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے کیساتھ رفع یدین بھی کرتے[4]۔

اور جب آپ چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہونا چاہتے تو "اَللّٰہُ اَکْبَرُ"[5] کہتے اور "مسئ صلوٰۃ" کو بھی اس کے کرنے کا حکم دیا تھا، جیسا کہ ابھی گذرا۔ اور کبھی آپ اس جگہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے کیساتھ رفع یدین بھی کرتے[6]۔

۱۔ نسائی، احمد اور طبرانی نے اس حدیث کو مختلف طرق سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور سلسلة الأحادیث الصحیحة (۸۷۸) میں فقہی کلام کے ساتھ اس حدیث کی تخریج کی جاچکی ہے، اور مجمع الزوائد (۲/۱۴۲) میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کا شاہد ہے۔
۲۔ بخاری، مسلم
۳۔ مسند ابو یعلی (۲/۲۸۴) بسند جید، اور اس کی تخریج سلسلة الأحادیث الصحیحة (۶۰۴) میں ملاحظہ کریں۔
۴، ۵۔ بخاری، ابو داؤد
۶۔ ابو عوانہ، نسائی بسند صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ بائیں پیر پر صرف اس مقدار میں ٹھیک سے بیٹھتے کہ جسم کی ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آئیں، اس کے بعد آپ زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے[۱]، اور اٹھتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کی مٹھیوں پر ٹیک لگاتے[۲]۔

اور آخری دونوں رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے، اور "مسئ صلوٰۃ" کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیا، لیکن نماز ظہر میں زیادہ تر ان دونوں رکعتوں میں چند دیگر آیات کی بھی تلاوت فرماتے جیسا کہ نماز ظہر میں تلاوت کے بیان ص ۱۷۶ میں گذر چکا ہے۔

پنج وقتہ نمازوں میں دعاء نازلہ پڑھنے کا بیان

نبی ﷺ کا جب کسی پر بد دعاء یا کسی کے لئے دعا کرنے کا ارادہ ہوتا تو آخری رکعت میں رکوع کے بعد "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا! لَكَ الْحَمْدُ" کہنے کے بعد[۳] اپنے دونوں ہاتھوں[۴] کو اٹھا کر بآواز بلند[۵] دعاء نازلہ پڑھتے، اور مقتدی حضرات "آمین" کہتے[۶]۔

۱۔ بخاری، ابوداؤد

۲۔ ابراہیم حربی کی "غریب الحدیث" اور اس کی ہم معنی حدیث بخاری اور ابوداؤد میں بھی موجود ہے۔ اور جس حدیث میں ہے کہ: نبی ﷺ نے نماز میں اٹھتے وقت ہاتھ پر ٹیک لگانے سے منع فرمایا؛ تو وہ منکر ہے، یعنی صحیح نہیں ہے۔ میں نے اسے سلسلة الأحاديث الضعيفة(۹۶۷) میں بیان کیا ہے۔

۳،۵۔ بخاری، احمد

۴۔ احمد، طبرانی بسند صحیح "مسائل المروزی ص ۲۳" میں ہے کہ: دعاء قنوت نازلہ میں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا امام احمد وامام اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ ہاں اس جگہ دونوں ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا ——— سنت سے ——— ثابت نہیں، لہٰذا ایسا کرنا بدعت ہے، اور خارج نماز بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ اس بارے میں جتنی روایات آئی ہیں سب کی سب بالکل ہی ضعیف ہیں، میں نے اس کی تحقیق "ضعیف ابوداؤد(۲۶۲)" اور "سلسلة الأحاديث الصحيحة"(۵۹۷) میں کی ہے۔ اسی لئے علامہ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے بعض فتاویٰ میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ایسا صرف جاہل لوگ کرتے ہیں۔

۶۔ ابوداؤد، سراج، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی وغیرہ نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ پانچوں نمازوں میں دعاء نازلہ پڑھتے[۱]، مگر دعاء نازلہ تبھی پڑھتے جب کسی قوم کیلئے دعاء یا کسی قوم پر بد دعاء کرنا مقصود[۲] ہوتا۔ چنانچہ آپ نے بسا اوقات ——— دعاء نازلہ ——— میں فرمایا: اے اللہ تو ولید بن ولید، سلمۃ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ تو قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما، اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسی سخت قحط سالی مسلط فرما، (اے اللہ تو قبائل لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ جو تیرا اور تیرے رسول کا نافرمان ہے ان سب پر لعنت فرما[۳])۔ پھر آپ جب دعاء نازلہ سے فارغ ہوتے تو "اللہ اکبر" کہہ کر سجدے میں چلے جاتے[۴]۔

نماز وتر میں دعاء قنوت پڑھنے کا بیان

نبی ﷺ کبھی کبھار[۵] نماز وتر میں دعاء قنوت پڑھتے[۶]، اور اسے رکوع میں جانے سے پہلے

۱۔ ابوداؤد، سراج، دارقطنی بدو سند حسن۔

۲۔ صحیح ابن خزیمہ (۱/۷۸/۲)، خطیب کی کتاب القنوت بسند صحیح

۳۔ احمد، بخاری، اور قوسین کے درمیان جو زیادتی ہے وہ صحیح مسلم کی ہے۔

۴۔ نسائی، احمد، سراج (۱/۱۰۹)، مسند ابو یعلی موصلی بسند جید۔

۵۔ میں نے "کبھی کبھار" کا لفظ استعمال کیا ہے، کیونکہ جن صحابہ کرام نے حدیث وتر کی روایت کی ہے انھوں نے اس میں دعاء قنوت کا ذکر نہیں کیا، پس اگر اس پر نبی ﷺ کا دائمی عمل ہوتا تو سبھوں نے اسے آپ سے نقل کیا ہوتا، مگر اسے آپ سے صرف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے، پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اسے کبھی کبھار کیا کرتے تھے، اور یہی دعاء قنوت کے واجب نہ ہونے کی دلیل بھی ہے، چنانچہ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے، اسی لئے محقق ابن ہمام نے فتح القدیر (ج ۱/۳۰۶، ۳۵۹، ۳۶۰) میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ: دعاء قنوت کو وتر میں واجب کہنا کمزور اور بے دلیل بات ہے۔ ان کا یہ قول انصاف اور عدم تعصب پر مبنی ہے، کیونکہ انھوں نے جس چیز کو راجح قرار دیا ہے یہ ان کے حنفی مذہب کے خلاف ہے۔

۶۔ ابن نصر، دارقطنی بسند صحیح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے[1]۔ اور آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو نماز وتر میں قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ذیل کی دعاء پڑھنے کی تعلیم دی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّمَاقَضَیْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَایُقْضٰی عَلَیْكَ، وَإِنَّهٗ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ (وَلَایَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ[2])، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ، لَامَنْجَامِنْكَ إِلَّا إِلَیْكَ[3]

۱۔ ابن ابی شیبہ (۱۲/۳۱/۱)، ابو داؤد، نسائی کی سنن کبری (ق ۲۱۸/۱-۲)، احمد، طبرانی، بیہقی، ابن عساکر (۴/۲۴۴/۲) بسند صحیح، اور ابن مندہ نے اس حدیث میں سے "کتاب التوحید (۷۰/۲)" میں ایک دوسری سند حسن سے صرف دعاء کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی تخریج إرواء الغلیل حدیث (۴۲۶) میں ملاحظہ کیجئے۔

تنبیہ: امام نسائی نے (کبری ج ۱/۴۵۱) و (صغری ج ۳/۲۴۸) میں دعاء قنوت کے اخیر میں "وصلى الله على النبی محمد" کا اضافہ کیا ہے، مگر چونکہ اس کی سند ضعیف ہے، حافظ ابن حجر، اور قسطلانی وزرقانی وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے، اس لئے میں نے اس زیادتی کو اصل کتاب میں جگہ نہ دی، کیونکہ یہ ہماری اس شرط کے خلاف ہے جسے ہم نے اس کتاب کے مقدمہ ص ۹۲ میں بیان کیا ہے۔ علامہ عزالدین بن عبدالسلام نے فتاویٰ (۶۶/۱-۱۹۶۲ء) میں ارشاد فرمایا ہے کہ: قنوت وتر میں نبی ﷺ پر درود بھیجنا ثابت نہیں ہے، اور آپ کی نماز میں اپنی طرف سے کسی چیز کا اضافہ کرنا مناسب نہیں"۔

ان کے اس قول میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بدعت حسنہ میں اس وسعت سے کام نہ لیا جائے جس کے بعض متاخرین علماء قائل ہیں۔

استدراك: مگر اب میں کہتا ہوں کہ صحیح ابن خزیمہ (۱۰۹۷) میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ماہ رمضان میں امامت والی حدیث میں ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قنوت وتر کے آخر میں نبی ﷺ پر درود بھیجتے تھے، نیز اسی طرح اسماعیل قاضی کی فضل الصلاۃ علی النبی (۱۰۷) وغیرہ میں ابو حلیمہ معاذ بن حارث انصاری سے عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں تراویح کی امامت میں قنوت وتر میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا ثابت ہے۔

پس یہ زیادتی سلف صالحین کے اس پر عمل پیرا ہونے کے بسبب مشروع ہوئی، لہٰذا اس پر بدعت کا اطلاق کرنا نامناسب بات ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "تلخیص" میں اس زیادتی کو حدیث میں ثابت گردانا ہے، اور میں نے بھی "اصل کتاب" میں اس کی تحقیق کی ہے، لیکن امام نووی سے چوک یہ ہوئی کہ انھوں نے روضۃ الطالبین (۲۵۳/۱) میں بصراحت کہا کہ: یہ زیادتی علماء کی جانب سے ہے، جس طرح سے انھوں نے "فلك الحمد على ماقضيت، أستغفرك وأتوب إليك" کی زیادتی کر رکھی ہے۔ مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ انھوں نے چند سطر کے بعد ہی ارشاد فرمایا کہ: لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ قاضی ابوالطیب کا "ولا يعز من عاديت" کا انکار کرنا غلط ہے، کیونکہ یہ جملہ بیہقی کی روایت میں موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۔ صحیح ابن خزیمہ (۱/۱۱۹/۲) اور اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ اور ان دیگر کتابوں کا بھی مراجعہ کریں جن کا سابق حوالے میں ذکر کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشہد اخیر اور اس کے وجوب کا بیان

پھر نبی ﷺ چوتھی رکعت پوری کرنے کے بعد آخری تشہد کے لئے بیٹھ جاتے، اور پہلے تشہد میں آپ نے جن چیزوں کا حکم دیا تھا ان سب کا حکم اس تشہد میں بھی دیتے، ہاں آپ اس تشہد میں تورک فرماتے[۱]، یعنی اپنا بایاں سرین زمین پر رکھ کر اپنے دونوں پاؤں ایک جانب نکالتے[۲]، اور دائیں پیر کا پنجہ[۳] کھڑا کر کے بائیں پیر کے پنجے کو اپنی ران اور پنڈلی کے نیچے رکھتے[۴]، اور کبھی کبھار دائیں پیر کے پنجے کو بچھا کر رکھتے[۵] اور اپنے گھٹنے کو بائیں ہتھیلی کا لقمہ بنا کر اپنا بوجھ اس پر ڈالے رہتے[۶]۔

اور آپ نے پہلے تشہد کی طرح اس تشہد میں بھی اپنے اوپر درود پڑھنے کو مشروع قرار دیا، پہلے تشہد کے باب ص ۲۲۹-۲۳۱ میں آپ پر درود کے سارے صیغوں کا بیان گذر چکا ہے۔

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے وجوب کا بیان

آپ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آپ پر درود پڑھے بغیر دعاء مانگ رہا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ: اس نے عجلت اور جلد بازی سے کام لیا، پھر آپ نے اسے بلا کر ایک حکم عام صادر فرمایا کہ: تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے، تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، پھر

۱- بخاری، اور رہی نماز فجر وغیرہ دو رکعت والی نمازیں تو ان میں پیر بچھا کر بیٹھنا سنت ہے، جیسا کہ ص ۲۲۱ پر بیان کیا گیا۔ مسائل ابن ہانی ص ۷۹ میں امام احمد سے یہی تفصیل مذکور ہے۔

۲- ابوداؤد، بیہقی بسند صحیح۔

۳- بخاری، اور رہی نماز فجر وغیرہ دو رکعت والی نمازیں تو ان میں تورک نہ کرنا سنت ہے جیسا کہ ص ۲۲۱ پر بیان کیا گیا۔ مسائل ابن ہانی ص ۷۹ میں امام احمد سے یہی تفصیل مذکور ہے

۴، ۵، ۶- مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ پر درود بھیجے (اور ایک روایت میں ہے کہ: اسے حکم ہے کہ نبی ﷺ پر درود بھیجے)، پھر جو دعاء چاہے کرے[1]۔ اور ایک شخص کو سنا کہ اس نے نماز میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر نبی ﷺ پر درود بھیجا، تو آپ نے فرمایا کہ: دعاء مانگو قبول ہو گی، سوال کرو عطاء کیا جائے گا[2]۔

دعاء مانگنے سے قبل چار چیزوں سے پناہ مانگنی واجب ہے

نبی ﷺ ارشاد فرماتے کہ: جب تمہیں آخری تشہد سے فراغت حاصل ہو جائے تو تم چار چیزوں سے بایں الفاظ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ. پھر اس کے بعد جس چیز کی چاہو اپنے لئے دعاء مانگو[3]۔ چنانچہ نبی ﷺ بھی اس دعاء کو تشہد کے بعد پڑھا کرتے تھے[4]۔ اور صحابہ کرام کو آپ یہ دعاء قرآن کریم کی سورت کی مانند سکھاتے[5]۔

۱۔ احمد، ابو داؤد، صحیح ابن خزیمہ (۱/ ۸۳/ ۲)، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

معلوم رہے کہ یہ حدیث تشہد اخیر میں نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے واجب ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ آپ نے اس میں اس کا حکم دیا ہے۔ امام شافعی اس کے وجوب کے قائل ہیں، امام احمد سے بھی آخری روایت وجوب ہی کی ہے۔ اور ان دونوں سے قبل صحابہ کرام وغیرہم کی ایک جماعت بھی اس کے وجوب کی قائل تھی، بلکہ امام آجری کا کتاب الشریعة ص ۴۱۵ میں تو یہ کہنا ہے کہ: جو شخص تشہد اخیر میں نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس پر نماز کا پھر سے دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ پس اس تشہد میں نبی ﷺ پر درود پڑھنے کو واجب قرار دینے کی وجہ سے جس نے امام شافعی کو شذوذ اور انفرادیت کی طرف منسوب کیا وہ بے انصاف شخص ہے۔ جیسا کہ فقیہ ہیتمی نے "الدر المنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود (ق ۱۳-۱۶) میں بیان کیا ہے۔

۲۔ نسائی بسند صحیح

۳۔ مسلم، ابو عوانہ، نسائی، منتقی ابن الجارود (۲۷)، اس کی تخریج إرواء الغلیل (۳۵۰) میں کی گئی ہے۔

۴۔ ابو داؤد، احمد بسند صحیح

۵۔ مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام پھیرنے سے قبل دعاء کرنے اور اسکی مختلف قسموں کا بیان

نبی ﷺ اپنی نماز میں[1] مختلف قسم کی دعائیں پڑھتے، کبھی یہ دعاء پڑھتے اور کبھی دوسری دعاء پڑھتے، نیز لوگوں کے لئے بعض دیگر دعاؤں کے پڑھنے کو جائز بھی قرار دیا۔ اور نمازی کو حکم دیا کہ ان دعاؤں میں سے اسے جو پسند ہو اختیار کرے[2]۔ اور وہ دعائیں یہ ہیں:

پہلی دعاء: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ[3] وَالْمَغْرَمِ[4]

۱۔ ہم نے "تشہد" کی بجائے "نماز" کا لفظ استعمال کیا ہے، کیونکہ حدیث کا لفظ اسی طرح سے ہے، اس میں تشہد وغیرہ کی کوئی قید نہیں، پس یہ لفظ سجود و تشہد اور ان کے علاوہ نماز میں دعاء کے ہر مناسب مقام کو شامل ہے، اور رہے سجود اور تشہد تو اس میں تو خصوصیت سے دعاء کرنے کا حکم وارد ہے، جیسا کہ ص۲۱۱، ۲۲۴ پر گذرا۔

۲۔ بخاری، مسلم۔ امام اثرم کہتے ہیں کہ:

میں نے امام احمد سے کہا کہ میں تشہد کے بعد کونسی دعاء پڑھوں، تو انھوں نے فرمایا کہ: جو حدیث میں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ کیا رسول ﷺ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ: نمازی جس دعاء کو چاہے اختیار کرے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ: حدیث میں جو دعائیں وارد ہیں ان میں سے اختیار کرے۔ میں نے ان سے دوبارہ دریافت کیا تو انھوں نے یہی کہا کہ: وہ دعائیں جو حدیث میں آئی ہوں۔ علامہ ابن تیمیہ نے اسے مستحسن قرار دیا ہے۔ ان کی اپنی تحریر سے (مجموع ۶۹/۲۱۸/۱) میں ملاحظہ کریں۔

علامہ پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ "الدعاء" میں "الف و لام" جنس دعاء کیلئے نہیں، بلکہ ان دعاؤں کیلئے ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں الخ. پھر علامہ نے فرمایا کہ: پس یہ کہنا بہتر ہوگا کہ دعاء سے مراد مشروع و مسنون دعائیں ہیں، یعنی وہ دعائیں جو حدیث میں وارد اور نفع بخش ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ نے بڑی ہی اچھی بات کہی، لیکن نفع بخش دعاؤں کی معرفت کا دار و مدار حدیث صحیح کے علم پر ہے، مگر کم لوگ ہیں جو اس کا علم رکھتے ہیں۔ پس بہتر تو یہ ہے کہ صحیح دعاؤں کو ہی لیا جائے، خصوصاً وہ دعائیں جن میں دعاء کرنے والے کا مقصد موجود ہو۔ واللہ اعلم۔

۳۔ وہ شئی جس سے انسان گنہگار ہوتا ہے، یا پھر اس سے عین گناہ مقصود ہے، یعنی مصدر کو اسم کی جگہ رکھ دیا گیا ہے۔ "مغرم" کی تفسیر بھی اسی طرح سے کی جائے گی، اور اس سے مراد قرض ہے، اس کی دلیل اس حدیث کے تکمیلی کلمات ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: نبی ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ آپ قرض سے بکثرت پناہ مانگا کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ: جب انسان مقروض ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۴۔ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری دعاء: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ[1]، وَ مِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ (بَعْدُ)[2].

تیسری دعاء: اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا[3].

چوتھی دعاء: اَللّٰهُمَّ! بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ، وَقُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ، أَحْیِنِیْ مَاعَلِمْتَ الْحَیَاةَ خَیْراً لِیْ، وَتَوَفَّنِیْ إِذَاکَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْراً لِیْ، اَللّٰهُمَّ! وَأَسْأَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَأَسْأَلُكَ کَلِمَةَ الْحَقِّ وَالعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضٰی. اور ایک دوسری روایت میں ہے (وَأَسْأَلُكَ کَلِمَةَ الْحُکْمِ وَالْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَی)، وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَی، وَأَسْأَلُكَ نَعِیْماً لَا یَبِیْدُ، وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَیْنٍ لَاتَنْفَدُ وَلَا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَی بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَأَسْأَلُكَ بَرْدَالْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰی وَجْهِكَ، وَأَسْأَلُكَ الشَّوْقَ إِلَی لِقَائِكَ فِی غَیْرِضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، وَلَافِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ! زَیِّنَّا بِزِیْنَةِ الْإِیْمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِیْنَ[4].

پانچویں دعاء: اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مندرجہ ذیل دعاء پڑھنے کی تعلیم دی:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْراً، وَلَایَغْفِرُالذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ[5].

چھٹی دعاء: اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بایں الفاظ دعاء پڑھنے کا حکم دیا:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَ آجِلِهٖ، مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ

---

۱ یعنی جو برائیاں میں نے کی ہیں ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور جو نیکیاں میں نے اب تک نہیں کی ہیں ان پر ترک عمل کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۲ نسائی بسند صحیح، اور میری تحقیق اور مکتب اسلامی کے ایڈیشن ابن ابی عاصم کی کتاب السنۃ (۳۷۰) میں، اور زیادتی ابن ابی عاصم کی ہے۔

۳ احمد، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۴ نسائی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۵ بخاری، مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَ آجِلِهِ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ، وَأَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْعَمَلٍ. اور ایک روایت میں ہے: اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْعَمَلٍ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْعَمَلٍ. وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ. اور ایک دوسری روایت میں ہے: اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ مَاسَأَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَسْأَلُكَ مَاقَضَيْتَ لِیْ مِنْ أَمْرٍ أَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ لِیْ رُشْداً[1].

ساتویں دعاء: نبی ﷺ نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کہ تم نماز میں کیا کہتے ہو، تو انھوں نے جواب دیا کہ: میں تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرتا ہوں، اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے نہ تو آپ کا "دندنه"[2] آتا ہے اور نہ ہی معاذ کا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ہم لوگوں کا "دندنه" بھی اسی کے گرداگرد ہوا کرتا ہے[3]۔

آٹھویں دعاء: آپ نے ایک شخص کو تشہد میں مندرجہ ذیل الفاظ کہتے سنا:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ. اور ایک روایت میں ہے: اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ. أَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اسے معاف کر دیا گیا، اسے معاف کر دیا گیا[4]۔

---

[1] احمد، طیالسی، بخاری کی الأدب المفرد، ابن ماجہ، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ اور میں نے سلسلة الأحاديث الصحيحة (۱۵۴۲) میں اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

[2] یعنی آپ کی غیر واضح دعاء، یا آپ کی غیر واضح بات۔ اور "دندنه" یہ ہے کہ انسان بات کرے اور آپ اس کے نغمے اور آواز کو تو سنیں مگر اس کا معنی و مطلب نہ سمجھیں۔

اور "حولها" میں ضمیر "ها" اس آدمی کے مقالہ کی طرف لوٹتی ہے۔ یعنی ہمارا اور معاذ کا کلام تقریباً تمہارے ہی کلام جیسا ہے۔

[3] ابوداؤد، ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ (۱/۸۷/۱) بسند صحیح

[4] ابوداؤد، نسائی، احمد، ابن خزیمہ، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نویں دعاء: نیز آپ نے ایک دوسرے شخص کو سنا کہ وہ تشہد میں کہہ رہا ہے:

اَللّٰھُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، الْمَنَّانُ، يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ! يَاذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ. تو آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ اس شخص نے کس چیز کا واسطہ دے کر دعاء کی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے "اسم اعظم"[1] کا واسطہ دے کر دعاء کی ہے، جس کا واسطہ دے کر دعاء کی جائے تو قبول ہوتی ہے، اور مانگ کی جائے تو پوری ہوتی ہے[2]۔

دسویں دعاء: نبی ﷺ کا تشہد اور سلام پھیرنے کے درمیان جن دعاؤں کے پڑھنے کا معمول تھا ان میں سے مندرجہ ذیل دعاء بھی تھی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ، وَمَاأَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَاأَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ[3]۔

---

[1] اس دعاء میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات کا وسیلہ طلب کرنے کا ذکر ہے، اور اللہ برتر نے ہمیں اپنے قول "ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها" اللہ تعالیٰ کے اچھے ناموں کا واسطہ دے کر اس سے دعائیں مانگا کرو الأعراف (۱۸) میں اسی کا حکم دیا ہے۔

رہا اس کے علاوہ کسی کی جاہ، حق یا حرمت کا دعاؤں میں وسیلہ پکڑنا تو امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ نے اسے مکروہ یعنی حرام قرار دیا ہے، مگر افسوس اس بات کا ہے کہ لوگوں کی اکثریت سے —— جن میں بہت سارے علماء بھی ہیں —— آپ اس متفق علیہ شرعی وسیلہ کا ذکر بھی نہیں سنیں گے، ہاں ان کا بدعی وسیلہ پر اس قدر عمل اور اصرار ہے کہ گویا اس کے علاوہ کچھ جائز نہیں، جب کہ بدعی وسیلہ کم از کم مختلف فیہ امر تو ضرور ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا اس موضوع پر "التوسل والوسيلة" نام سے ایک اہم اور بے مثال رسالہ ہے جس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ پھر میرا رسالہ "التوسل أنواعه وأحكامه" —— جو دو مرتبہ چھپ چکا ہے —— بھی اپنے موضوع و اسلوب میں اہم ہے، اس میں میں نے اپنے بعض ہم عصر ڈاکٹروں —— پی. ایچ. ڈی کی ڈگری رکھنے والوں —— کے نئے شبہات کی تردید بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت نصیب فرمائے۔

[2] ابوداؤد، نسائی، احمد، بخاری کی الأدب المفرد، طبرانی، توحید ابن مندہ (۴۴/ ۲، ۶۷، ۱/ ۷۰، ۱-۲) صحیح سندوں سے۔

[3] مسلم، ابو عوانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام پھیرنے کا بیان

پھر نبی ﷺ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" کہہ کر دائیں جانب اس طرح سلام پھیرتے کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی۔ اور "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" کہہ کر بائیں جانب اس طرح سلام پھیرتے کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی ہے[1]۔ اور کبھی پہلے "سلام" میں لفظ "وَبَرَکَاتُهُ" کا اضافہ فرماتے[2]۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ آپ دائیں جانب تو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" کہتے، مگر بائیں جانب صرف "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" پر بس فرماتے[3]۔ اور کبھی ایک ہی "سلام" پر اکتفا فرماتے، یعنی سیدھا چہرے کے رخ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہہ کر دائیں جانب کچھ (یا تھوڑا) مائل ہوتے[4]۔

نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ دائیں بائیں سلام پھرتے وقت اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ: تم اپنے ہاتھوں کو بدکے ہوئے گھوڑوں کی دموں کی مانند حرکت کیوں دیتے ہو؟ تم میں سے جب کوئی سلام پھیرے تو ہاتھ سے اشارہ کئے بغیر اپنی بغل والے آدمی کی طرف متوجہ ہو۔ پس صحابہ کرام نے اس کے بعد آپ کے ساتھ نماز میں پھر ایسا نہ

۱۔ مسلم (۵۸۲) اسی معنی کی حدیث، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

۲۔ ابوداؤد، ابن خزیمہ (۱/۸۷/۲) بسند صحیح۔ اور عبدالحق اشبیلی نے اسے اپنی کتاب الأحکام (۲/۵۶) میں صحیح قرار دیا ہے، نووی اور حافظ ابن حجر بھی اس کی صحت کے قائل ہیں۔ اور اس حدیث کو مصنف عبدالرزاق (۲/۲۱۹)، مسند ابویعلی (۳/۱۲۵۲)، طبرانی کبیر (۳/۶۷/۲)، طبرانی اوسط (۱/۲۶۰۰/۲) میں بھی دیکھیں۔ اور دارقطنی و عبدالرزاق (۲/۲۱۹) نے اسے ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔

۳۔ نسائی، احمد، سراج بسند صحیح

۴۔ ابن خزیمہ، بیہقی، ضیاء "مختارہ" سنن عبدالغنی مقدسی (۱/۲۴۳) بسند صحیح، احمد، طبرانی اوسط بحوالہ زوائد المعجمین (۲/۳۲)، بیہقی، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، اور ذھبی و ابن الملقن (۱/۲۹) نے ان کی تائید کی ہے۔ اور اس کی تخریج إرواء الغلیل حدیث (۳۲۷) کے تحت کی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: تمہارے لئے اپنا ہاتھ ران پر رکھے رکھے اپنے دائیں بائیں کے لوگوں کو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہنا ہی کافی ہے[۱]۔

نماز ختم کرنے کیلئے "السلام علیکم" کہنے کے وجوب کا بیان

نبی ﷺ ارشاد فرماتے کہ: نماز کو صرف "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہہ کر ہی ختم کیا جا سکتا ہے[۲]۔

خاتمہ

نبی ﷺ کی نماز کی جو کیفیات اب تک بیان کی گئیں، ان میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ سنت میں کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جو عورتوں کو ان میں سے کسی مسئلے میں بھی مردوں سے مستثنیٰ کرے، بلکہ آپ کا ارشاد عام: "تم جیسا مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو، ویسا ہی پڑھو" عورتوں کو بھی شامل ہے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۷۵/۲) میں بسند صحیح منقول ہے کہ: عورت نماز اسی انداز میں پڑھے جس طرح مرد پڑھتا ہے۔ اور مراسیل ابوداؤد ص ۱۱۸ میں یزید بن ابی حبیب سے جو حدیث آئی ہے کہ: عورت سمٹ کر سجدہ کرے، اور وہ اس مسئلہ میں مرد کی طرح نہیں۔ وہ حدیث مرسل ہے جو دلیل نہیں "سلسلة الأحاديث الضعيفة (۲۶۵۲) میں اس کی تخریج ملاحظہ ہو۔

اسی طرح "مسائل عبد اللہ بن احمد بن حنبل ص ۷۱" میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

---

[۱] مسلم، ابو عوانہ، سراج، ابن خزیمہ، طبرانی

تنبیہ: اباضیہ (فرقہ خوارج) نے اس حدیث کی تحریف کر ڈالی، چنانچہ ان کے ربیع نے اپنی مسند مجہول میں اس حدیث کو بلفظ دیگر روایت کیا ہے، تاکہ اس سے وہ رفع یدین کرنے سے اپنے نزدیک نماز کے بطلان پر استدلال کر سکیں، حالانکہ ان کا لفظ باطل ہے جسے میں نے سلسلة الأحاديث الضعيفة (۶۰۴۴) میں واضح کیا ہے۔ احمد بن مسعود سیابی بھی اباضی فرقے میں سے ہیں، جن کی میں نے اس مسئلہ میں عربی مقدمہ ص ۲۶ پر تردید کی ہے۔

[۲] حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور یہ حدیث مکمل طور پر ص ۱۴۸ میں گذر چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ: وہ اپنی عورتوں کو نماز میں چار زانو بیٹھنے کا حکم دیتے۔ تو اس کی سند بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں عبداللہ بن عمر العمری ہیں، جو ضعیف ہیں۔

ہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے "تاریخ صغیر ص ۹۵" میں ام الدرداء رحمہا اللہ کے بارے میں بسند صحیح روایت کیا ہے کہ: وہ اپنی نماز میں مرد کی طرح بیٹھتی تھیں، اور وہ فقیہہ و عالمہ عورت تھیں۔

☆☆☆

نبی ﷺ کی نماز کی کیفیات یعنی تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک سے متعلق یہ مسائل ہیں جو میں یکجا جمع کر سکا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اسے صرف اپنی ذات کیلئے، اور اپنے رؤوف ورحیم نبی ﷺ کی سنت کی راہ دکھانے والا بنائے۔

وَسُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَ أَتُوبُ إِلَيْكَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

اس کتاب کے ترجمے سے مجھے بروز جمعہ بتاریخ ۱۰/ جمادی الاولی ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۲/ ستمبر ۱۹۹۷ء کو فراغت حاصل ہوئی۔

ابو عبد الفتاح عبد الباری فتح اللہ المدنی

مقيم مدينة الشهامة— أبوظبي

الإمارات - .U.A.E

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس

فہرست مراجع مقدمۃ الترجمہ
فہرست مصادر الکتاب
فہرست عناوین مقدمۃ الترجمہ
فہرست مضامین الکتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فهرست مراجع مقدمة الترجمة

۱- الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة- لعبد الحئی اللکنوی- تحقیق عبدالفتاح أبوغده- مکتبة الرشد

۲- أحادیث فضائل الشام- للحافظ الربعی- تخریج العلامة الألبانی

۳- إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول- للشوکانی- دارالباز مکة المکرمة

٤- الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار- لأبی بکرالحازمی (إحیاء التراث العربی) بیروت

٥- إمام الکلام فیما یتعلق بالقراء ة خلف الإمام- لعبد الحئی اللکنوی- تحقیق عثمان جمعة ضمیریة- (مکتبة السوادی)

٦- تاریخ بغداد- للخطیب البغدادی- المکتبة السلفیة

۷- تحفة الأحوذی بشرح الترمذی- للمحدث عبدالرحمن المبارکفوری (دارالکتاب العربی بیروت)

۸- تحقیق الکلام فی وجوب قراء ة الفاتحة خلف الإمام- للمحدث عبدالرحمن المبارکفوری- (تعریب الدکتور وصی الله عباس) دارالهجرة اللنشر

۹- تذکرة الحفاظ- للإمام الذهبی- تصحیح العلامة المعلمی (دار إحیاء التراث العربی بیروت)

۱۰- تذکرة السامع والمتکلم- لبدرالدین بن جماعة (دارالکتب العلمیة بیروت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١١- ترجمة موجزة لفضيلة المحدث الشيخ أبى عبدالرحمن محمد ناصرالدين الألبانى۔ د/عاصم بن عبدالله القريوتى

١٢- التعليق الممجد على موطأ الإمام محمد۔ تعليق وتحقيق د/تقى الدين الندوى (طبع على نفقة سموالشيخ سلطان بن زايد آل نهيان الإمارات)

١٣- تمام المنة فى التعليق على فقه السنة۔ للعلامة الألبانى (دارالراية الرياض)

١٤- التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد۔ لابن عبدالبر (وزارة الأوقاف المغربية بالرباط)

١٥- تهذيب الكمال۔ للمزى جمال الدين۔ تحقيق د/بشار عوّاد معروف (مؤسسة الرسالة)

١٦- الجامع لأخلاق الراوى و آداب السامع۔ للخطيب البغدادى (تحقيق د/محمود الطحان) مكتبة المعارف الرياض)

١٧- جزء القراء ة خلف الإمام۔ للإمام البخارى۔ تحقيق سعيد زغلول (المكتبة التجارية مكة المكرمة)

١٨- حياة الألبانى و آثاره العلمية وثناء العلماء عليه۔ لمحمد بن ابراهيم الشيبانى (الدارالسلفية الكويت)

١٩- خطبة الحاجة۔ للعلامة الألبانى

٢٠- دفاع عن علم الأمة محمدناصرالدين الألبانى-لبعد الرزاق الشايجى

٢١- ذاتى معلومات

٢٢- الروضة الندية شرح الدر رالبهية۔ تحقيق العلامة الألبانى۔ (دار بن عفان)

٢٣- سلسلة الأحاديث الضعيفة۔ للعلامة الألبانى (المكتب الإسلامى)

٢٤- السنة لابن أبى عاصم۔ تحقيق الدكتور عاصم جوابرة۔ (دارالسميعى)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٢٥- سنن ابن ماجه۔ تحقیق محمد فؤاد عبدالباقی۔ (دارالفکر)

٢٦- سنن أبی داود۔ إعداد وتعلیق عزت عبیدالدعاس

٢٧- سنن الترمذی۔ تحقیق أحمد شاکر۔ (دار إحیاء التراث العربی بیروت)

٢٨- سنن الدارمی۔ تحقیق فوّاز أحمد وخالدالسبّع۔ (دارالکتاب العربی بیروت)

٢٩- سنن النسائی۔ (المطبعة المصریة بالأزهر)

٣٠- السیل الجرار المتدفق علی حدائق الأنوار۔ للشوکانی۔ (دارالکتب العلمیة)

٣١- شرح التلویح علی التوضیح لمتن التنقیح فی أصول الفقه۔ لسعد الدین التفتازانی۔ (دارالکتب العلمیة بیروت)

٣٢- شرح الکوکب المنیر۔ لابن النجار الحنبلی۔ تحقیق الزحیلی ونزیه۔ (جامعة أم القریٰ)

٣٣- شرح مسلم۔ للإمام النووی۔ (دارالکتب العلمیة بیروت)

٣٤- صحیح ابن حبان۔ تحقیق و تخریج شعیب الأرناؤوط (مؤسسة الرسالة)

٣٥- صحیح أبی عوانة

٣٦- صحیح البخاری مع الفتح۔ تصحیح و تعلیق سماحة الشیخ عبدالعزیز بن باز (توزیع دارالإفتاء)

٣٧- صحیح الترغیب والترهیب۔ للعلامة محمد ناصرالدین الألبانی۔ (مکتبة المعارف الریاض)

٣٨- صحیح سنن الترمذی۔ للعلامة الألبانی (مکتب التربیة الریاض)

٣٩- صحیح الجامع الصغیر وزیاداته۔ للعلامة الألبانی (المکتب الإسلامی)

٤٠- صحیح مسلم مع شرح النووی (دارالکتب العلمیة بیروت)

٤١- علماء ومفکرون عرفتهم۔ للشیخ محمد المجذوب (دارالاعتصام)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٤٢- غوث المكدود بتخريج منتقى ابن جارود۔ للشيخ أبی إسحاق الحوینی (دارالكتاب العربی بیروت)

٤٣- فتح القدير شرح الهداية۔ لكمال ابن الهمام (دار إحياء التراث العربی بیروت)

٤٤- فتح المغيث بشرح ألفية الحديث للسخاوی۔ تحقيق عبدالرحمن محمد عثمان (المكتبة السلفية المدينة)

٤٥- فهرس مخطوطات دارالكتب الظاهرية دمشق۔ للعلامة الألبانی۔

٤٦- فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت علی حاشية المستصفی۔ لعبدالعلی بحرالعلوم۔ بولاق

٤٧- القول البديع فی الصلاة علی الشفيع۔ لشمس الدين السخاوی (دارالكتب العلمية بیروت)

٤٨- كتاب الإرشاد۔ للإمام النووی۔ تحقيق عبدالباری فتح اللّٰه المدنی۔ دارالبشائر الإسلامية (بیروت)

٤٩- كتاب ردع الجانی المتعدی علی الألبانی۔ طارق بن عوض اللّٰه۔

٥٠- الكفاية فی علم الرواية۔ للخطيب البغدادی۔ (المكتبة العلمية)

٥١- مجله نوائے إسلام دهلی / / / "السلام عليكم" أبوالحيات أشرف

٥٢- مجمع بحار الأنوار۔ للشيخ محمد طاهر پٹنی (دائرة المعارف حيدرآباد)

٥٣- مجموع فتاوی شيخ الإسلام ابن تيمية۔ بترتيب عبدالرحمن بن محمد بن قاسم العاصمی

٥٤- محدث شيخ الحديث نمبر(١) (شعبان، رمضان ١٤١٧ھ، جنوری، فروری-١٩٩٧ء

٥٥- مذكرة أصول الفقه۔ للشيخ محمد أمين الشنقيطی رحمه اللّٰه۔ (دارالقلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیروت)
٥٦- المرقاة شرح المشكاة- لملاعلى القارى الحنفى (دارالفكر بيروت)
٥٧- مسند أبى داود الطيالسى- انظر منحة المعبود لأحمد البناء (المكتبة الإسلامية بيروت)
٥٨- مسند الحميدى- تحقيق حبيب الرحمن الأعظمى- (مكتبة المثنى القاهرة)
٥٩- مسند الإمام الشافعى بترتيب العلامة السندى، تقديم الشيخ مقبل بن هادى الوادعى (مكتبة العلم بجدة)
٦٠- المسودة فى أصول الفقه- لابن تيمية- تحقيق محمد محى الدين عبدالحميد- (دارالكتاب العربى)
٦١- المصنف- لابن أبى شيبة- إدارة القرآن والعلوم الإسلامية- (كراچى)
٦٢- مقالة الدكتور عبدالسلام برجس فى الرد على د/عبدالعزيز العسكر
٦٣- مقالة الشيخ على رضا بن عبدالله "بل العدل أيها العسكر" التى أرسلها إلى الأخ فراج اسماعيل
٦٤- مقدمة ابن الصلاح- تحقيق نورالدين عتر- (المكتبة العلمية)
٦٥- نورالأنوار فى أصول الفقه- لملاجيون- (المطبع المجيدى كانفور)

www.KitaboSunnat.com

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مصادر الکتاب

ألف

١- القرآن الكريم۔ طبعة المكتب الإسلامی

ب – تفسير

٢- تفسير ابن كثير(٧٠١-٧٧٤) طبع مصطفیٰ محمد ١٣٦٥ هج

ج – حديث

٣- موطأ الإمام مالك بن انس(٩٣-١٧٩) طبعة دار إحياء الكتب العربية ١٣٤٣

٤- زهد عبدالله بن المبارك(١١٨-١٨١)مخطوط، اوراب ہندوستان میں حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔

٥- موطأ محمد بن الحسن الشيبانی(١٣١-١٨٩) طبعة المصطفائی سنه ١٢٩٧ هج

٦- مسند أبوداؤد الطيالسی(١٢٤-٢٠٤) طبع دائرة المعارف بحيدرآباد الدكن ١٣٢١

٧- أمالی عبدالرزاق بن همام(١٢٦-٢١١) مخطوط

٨- مسند عبدالله بن الزبير الحميدی(٠٠٠-٢١٩) مخطوط۔ اوراب ہندوستان میں حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

٩- طبقات محمد بن سعد(١٦٨-٢٣٠) طبع أوربا

١٠- تاريخ يحي بن معين(٠٠٠-٢٣٣)مخطوط. اوراب سعودیہ عربیہ میں ڈاکٹر احمد نور سیف کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔

١١- مسند الإمام أحمد بن حنبل(١٦٤-٢٤١)المطبعة الميمنية سنه ١٣١٣ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطبعة المعارف ١٣٦٥

١٢- مصنف ابن أبي شيبة(٠٠٠-٢٣٥)مخطوط۔ پھر ہندوستان میں مکمل طور پر شائع ہوئی۔

١٣- مسند إسحاق بن راهويه(١٦٦-٢٣٨)مخطوط

١٤- سنن الدارمي(١٨١-٢٥٥) الاعتدال بدمشق ١٣٤٩

١٥- صحيح البخاری(١٩٤-٢٥٦) المطبعة البهية المصرية مع فتح الباری سنه١٣٤٨

١٦- الأدب المفرد للبخاری(١٩٤-٢٥٦) مطبعة الخليلی فی الهند ١٣٠٦

١٧- خلق أفعال العباد للبخاری(١٩٤-٢٥٦) مطبعة الأنصار فی الهند

١٨- التاريخ الصغير۔ للبخاری(١٩٤-٢٥٦) طبع الهند

١٩- جزء القراء ة۔ للبخاری(١٩٤-٢٥٦) مطبوع

٢٠- سنن أبوداؤد(٢٠٢-٢٧٥) المطبعة التازية سنه ١٣٤٩

٢١- مراسيل أبوداؤد۔ طبع مؤسسة الرسالة۔

٢٢- صحيح مسلم(٢٠٤-٢٦١) طبع محمد علی، صبيح

٢٣- سنن ابن ماجه(٢٠٩-٢٧٣) مطبعة التازية سنه ١٣٤٩

٢٤- سنن الترمذی(٢٠٩-٢٧٩) طبعة الحلبی بتعليق أحمد شاكر سنه ١٣٥٦

٢٥- شمائل الترمذی(٢٠٩-٢٧٩) مع شرح ملاعلی القاری و عبدالرؤوف المناوی۔ المطبعة الأدبية بمصر سنه ١٣١٧۔ اور میں نے اس کا "**تلخيص الشمائل المحمدية**" کے نام سے اختصار کیا ہے۔

٢٦- زوائد مسند الحارث ابن أبی أسامة(١٧٦-٢٨٢) مخطوط

٢٧- غريب الحديث لأبی إسحاق إبراهيم بن إسحاق الحربی(١٩٨-٢٨٥) المجلد الخامس۔ جو اب تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸- زوائد مسند أبی بکر أحمد بن عمرو البزار البصری(۰۰۰-۲۹۲) لابن حجر العسقلانی۔ اوراب زوائد البزار للهیثمی حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق سے بیروت میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۹- قیام اللیل۔ لمحمد بن نصر المروزی(۲۰۲-۲۹٤) طبع مطبعة رفاه عام لاهور سنه ۱۳۲۰

۳۰- صحیح ابن خزیمة(۲۲۳-۳۱۱) مصوّرة۔ پھر المکتب الإسلامی بیروت میں (ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی کی تحقیق اور میری تعلیق سے)شائع ہوئی۔

۳۱- سنن النسائی(۲۲۵-۳۰۳) المجتبی۔ المطبعة المیمنیة.

۳۲- سنن النسائی(۲۲۵-۳۰۳) الکبری۔ مخطوط۔ اوراب اس میں سے دو جلدیں ہندوستان میں چھپ چکی ہیں۔

۳۳- غریب الحدیث بالدلائل۔ للقاسم السرقسطی(۲۵۵-۳۰۲) مخطوط

۳٤- منتقی ابن الجارود(۰۰۰-۳۰۷) طبع مصر

۳۵- مسند أبویعلی الموصلی(۰۰۰-۳۰۷) مخطوط مصور۔ اوراب اس میں سے بارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

۳٦- مسند محمد بن هارون الرویانی(۰۰۰-۳۰۷) مخطوط

۳۷- مسند أبو العباس محمد بن إسحاق السراج(۲۱٦-۳۱۳) مخطوط۔ اس کے چند اجزاء مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہیں۔

۳۸- صحیح أبوعوانة(۰۰۰-۳۱٦) طبع جمعیة دائرة المعارف بحیدرآباد الدکن سنه ۱۳٦۲

۳۹- مصاحف ابن أبی داؤد عبدالله بن سلیمان(۲۳۰-۳۱٦) مخطوط۔ اور یہ بعض مستشرقین کی تحقیق سے شائع بھی ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٤٠- شرح معانی الآثار۔ للطحاوی(٢٣٩-٣٢١) مطبعة المصطفائی فی الهند سنه ١٣٠٠

٤١- مشكل الآثار۔ للطحاوی(٢٣٩-٣٢١) دارالمعارف ١٣٣٣

٤٢- ضعفاء محمد بن عمرو العقيلی(٠٠٠-٣٢٢) مخطوط۔ اوراب بیروت میں چھپ چکی ہے۔

٤٣- علل ابن أبی حاتم الرازی(٢٤٠-٣٢٧) المطبعة السلفية بمصر ١٣٤٣

٤٤- الجرح والتعديل۔ لابن أبی حاتم الرازی(٢٤٠-٣٢٧) طبع الهند۔

٤٥- أمالی أبو جعفر محمد بن عمرو الرزاز البحتری(٠٠٠-٣٢٩) مخطوط

٤٦- معجم أبوسعيد ابن الأعرابی أحمد بن زياد(٢٤٦-٣٤٠) مخطوط

٤٧- حديث ابن السماك عثمان بن أحمد(٠٠٠-٣٤٤) مخطوط

٤٨- حديث أبی العباس محمد بن يعقوب الأصم(٢٤٧-٣٤٦) مخطوط

٤٩- الإحسان فی تقريب صحيح ابن حبان(٠٠٠-٣٥٤) دارالمعارف بمصر و دار الكتب العلمية بلبنان.

٥٠- معجم الطبرانی(٢٦٠-٣٦٠) الصغير۔ مطبعة الأنصاری فی دلهی سنه ١٣١١

٥١- معجم الطبرانی(٢٦٠-٣٦٠) الكبير۔ مخطوط۔ جس کی چند جلدیں مکتبة ظاهرية دمشق میں موجود ہیں۔ اوراب باستثناء بعض اجزاء مکمل طور پر ہمارے فاضل بھائی حمدی عبدالمجید سلفی کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

٥٢- معجم الطبرانی(٢٦٠-٣٦٠) الأوسط "من الجمع بينه و بين الصغير" للهيثمی اوسط کی تین جلدیں مکتبة المعارف رياض سے چھپ چکی ہیں۔

٥٣- أربعين أبوبكر الآجری(٠٠٠-٣٦٠) مخطوط۔ کویت اور عمان سے شائع ہو چکی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٥٤- آداب حلمة القرآن۔ لأبی بکر الآجری(٠٠٠-٣٦٠) مخطوط۔ مصراور سعودیہ میں چھپ چکی ہے۔

٥٥- عمل الیوم واللیة۔ لابن السنی(٠٠٠-٣٦٤) طبع دائرة المعارف فی الهند سنه ١٣١٥

٥٦- طبقات الأصبهانیین۔ لأبی الشیخ ابن حیان(٢٧٤-٣٦٩) مخطوط

٥٧- ماروا‌ه أبوالزبیر عن غیر جابر۔ لأبی الشیخ ابن حیان(٢٧٤-٣٦٩) مخطوط

٥٨- أخلاق النبی ﷺ۔ لأبی الشیخ ابن حیان(٢٧٤-٣٦٩) طبع مصر

٥٩- سنن الدارقطنی(٣٠٦-٣٨٥) طبع الهند

٦٠- معالم السنن۔ للخطابی(٣١٧-٣٨٨) طبع أنصار السنة بمصر

٦١- فوائد المخلص(٣٠٥-٣٩٣) مخطوط فی الظاهریة

٦٢- التوحید ومعرفة أسماء الله تعالیٰ۔ لأبی عبدالله محمد بن إسحاق بن منده(٣١٦-٣٩٥)۔ اس کی پہلی اور دوسری جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

٦٣- مستدرك الحاکم(٣٢٠-٤٠٥)۔ دائرة المعارف ١٣٤٠

٦٤- فوائد تمام الرازی(٣٣٠-٤١٤) اس کے دو کامل قلمی نسخے مکتبہ ظاہریہ میں موجود ہیں۔اس کی پہلی جلد ان کی اپنی ترتیب سے شائع ہو چکی ہے۔

٦٥- تاریخ جرجان للسهمی(٠٠٠-٤٢٧) مطبوع

٦٦- أخبار أصبهان۔ لأبی نعیم(٣٣٦-٤٣٠) طبع أوربا

٦٧- أمالی ابن بشران(٣٣٩-٤٣٠) مخطوط۔ ظاہریۃ میں اس کے اکثر اجزاء موجود ہیں۔

٦٨- السنن الکبری۔ للبیهقی(٣٨٤-٤٥٨) دائرة المعارف سنه ١٣٥٢

٦٩- دلائل النبوة۔ للبیهقی(٣٨٤-٤٥٨) مخطوط۔ فی المکتبة الأحمدیة بحلب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۰- جامع بيان العلم و فضله۔ لابن عبدالبر(۳٦۸-٤٦۳) المطبعة المنيرية۔

۷۱- الرد على من ينفي الحرف من القرآن۔ لأبي القاسم ابن منده(۳۸۱-٤۷۰) مخطوط۔ في ظاهرية دمشق۔ اوراب کویت سے شائع ہو چکی ہے۔

۷۲- شرح الموطأ۔ للباجي(٤۰۳-٤۷۷)۔ چھپ چکی ہے۔

۷۳- الأحكام الكبرى۔ لعبد الحق الإشبيلي(٥۱۰-٥۸۱) مخطوط۔ پھر مجھ پر عیاں ہوا کہ یہ "الأحكام الوسطى" ہے۔

۷٤- التهجد۔ لعبد الحق الإشبيلي(٥۱۰-٥۸۱) مخطوط

۷٥- التحقيق على مسائل التعليق۔ لابن الجوزي(٥۱۰-٥۹۷) مخطوط۔ پہلی جلد شیخ احمد شاکر کی تحقیق سے شائع ہوئی، پھر اس کی دو جلدیں ——— جو نصف کتاب سے عبارت ہے ——— ڈاکٹر عامر حسن صبری کی تحقیق سے مکتبہ حدیثہ امارات نے شائع کی۔

۷٦- المنتقى من أمالي أبي القاسم السمرقندي۔ لأبي حفص عمر بن محمد المؤدب(٥۱٦-٦۰۷) مخطوط

۷۷- سنن عبدالغني بن عبدالواحد المقدسي(٥٤۱-٦۰۰) مخطوط

۷۸- الأحاديث المختارة۔ للضياء المقدسي(٥٦۹-٦٤۳) مخطوط۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس کی چند جلدیں موجود ہیں۔

۷۹- المنتقى من الأحاديث الصحاح والحسان۔ للضياء المقدسي(٥٦۹-٦٤۳) مخطوط

۸۰- جزء في فضل الحديث وأهله۔ للضياء المقدسي(٥٦۹-٦٤۳) مخطوط أيضا۔

۸۱- الترغيب والترهيب۔ للمنذري(٥۸۱-٦٥٦) المطبعة المنيرية بمصر

۸۲- نصب الراية۔ للزيلعي(۰۰۰-۷٦۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨٣- جامع المسانيد۔ لابن کثیر(٧٠١-٧٧٤) مخطوط

٨٤- خلاصة البدر المنیر لابن الملقن أبو حفص عمر بن أبی الحسن(٧٢٣-٨٠٤) مخطوط اوراس کی پہلی جلد ہمارے بھائی حمدی سلفی کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

٨٥- تخریج إحیاء علوم الدین۔ للعراقی(٧٢٥-٨٠٦) طبع الحلبی بمصر ١٣٤٦

٨٦- طرح التزیب۔ للعراقی(٧٢٥-٨٠٦) طبع جمعیة النشر والتألیف الأزهریة سنه ١٣٥٣

٨٧- مجمع الزوائد۔ للهیثمی(٧٣٥-٨٠٧) طبع القدسی سنه ١٢٥٢

٨٨- موارد الظمآن فی زوائد ابن حبان۔ للهیثمی(٧٣٥-٨٠٧) طبع محب الدین الخطیب

٨٩- زوائد المعجم الصغیر والأوسط للطبرانی۔ للهیثمی(٧٣٥-٨٠٧) مخطوط

٩٠- تخریج أحادیث الهدایة۔ لابن حجرالعسقلانی(٧٧٣-٨٥٢) طبع الهند

٩١- التلخیص الحبیر۔ لابن حجرالعسقلانی(٧٧٣-٨٥٢)۔ المنیریة

٩٢- فتح الباری۔ لابن حجرالعسقلانی(٧٧٣-٨٥٢)۔ المطبعة البهیة

٩٣- الأحادیث العالیات۔ لابن حجرالعسقلانی(٧٧٣-٨٥٢) مخطوط

٩٤- الجامع الکبیر۔ للسیوطی(٨٤٩-٩١١) مخطوط. پھر نصف سے کم(**مامن**......) تک مصر میں چھپی۔

٩٥- الأحادیث الموضوعة۔ لعلی القاری(٠٠٠-١٠١٤) طبع استانبول

٩٦- فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔ للمناوی(٩٥٢-١٠٣١) طبع مصطفی محمد

٩٧- شرح المواهب اللدنیة، للزرقانی(١٠٥٥-١١٢٢) طبع مصر

٩٨- الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة۔ للشوکانی(١١٧١-١٢٥٠) طبع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الهند

٩٩- التعليق الممجد على موطأ محمد۔ لعبدالحئی اللكنوی(١٢٦٤-١٣٠٤) طبع المصطفائی سنه ١٢٩٧

١٠٠- الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة۔ لعبد الحئی اللكنوی(١٢٦٤-١٣٠٤) طبع الهند

١٠١- مسلسلات محمد سعيد الحلبی(٠٠٠-٠٠٠) مخطوط

١٠٢- تخريج صفة الصلاة۔ المؤلف الألبانی۔ اور یہ اس کتاب کی اصل ہے۔

١٠٣- إرواء الغليل فی تخريج منارالسبيل۔ المؤلف الألبانی۔ یہ بحمد اللہ تعالیٰ آٹھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

١٠٤- صحيح أبوداؤد۔ المؤلف الألبانی۔ ناتمام

١٠٥- التعليق على أحكام عبدالحق۔ المؤلف الألبانی۔ ناتمام

١٠٦- تخريج أحاديث شرح العقيدة الطحاوية۔ المؤلف الألبانی۔ طبع المكتب الإسلامی

١٠٧- سلسلة الأحاديث الضعيفة۔ المؤلف الألبانی۔ المجلد الأول مطبوع۔ والمجلد السادس والثانی عشر.

١٠٨- سلسلة الأحاديث الصحيحة۔ المؤلف الألبانی۔ المجلد الثانی والرابع والسادس

١٠٩- تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔ المؤلف الألبانی۔ مطبوع عدة مرات

١١٠- أحكام الجنائز وبدعها۔ المؤلف الألبانی۔ مطبوع عدة مرات

١١١- تمام المنة فی التعليق على فقه السنة۔ المؤلف الألبانی۔ مطبوع عدة مرات

١١٢- التوسل أنواعه وأحكامه۔ المؤلف الألبانی۔ مطبوع عدة مرات

د – فقه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳- المدونة۔ للإمام مالك(۹۳-۱۷۹) السعادة سنه ۱۳۲۳(مالکی)

۱۱٤- الام -للإمام الشافعی(۱۵۰-۲۰٤) الأميرية سنه ۱۳۲۱ (شافعی)

۱۱۵- مسائل الإمام أحمد و إسحاق بن راهويه۔ لإسحاق بن منصورالمروزی(۰۰۰-۲۵۱) مخطوط

۱۱٦- مسائل الإمام أحمد۔ لإبراهيم بن هانی النيسابوری(۰۰۰-۲٦۵)

۱۱۷- مختصر فقه الشافعی۔ للمزنی(۱۷۵-۲٦٤) هامش الأم

۱۱۸- مسائل الإمام أحمد۔ لأبی داؤد السجستانی(۲۰۲-۲۷۵) طبعة المنار سنه ۱۳۵۳ (حنبلی)

۱۱۹- مسائل الإمام أحمد۔ لعبد الله بن الإمام أحمد(۲۰۳-۲۹۰)

۱۲۰- المحلی۔ لابن حزم(۳۸٤-٤۵٦) المطبعة المنيرية (فقه ظاهری)

۱۲۱- الإعلام بحدود قواعد الإسلام۔ للقاضی عياض(٤۷٦-۵٤٤) طبع الرباط (مالکی)

۱۲۲- فتاویٰ عزالدين بن عبدالسلام(۵۷۸-٦٦۰) مخطوط

۱۲۳- المجموع شرح المهذب۔ للنووی(٦۳۱-٦۷٦) المنيرية (شافعی)

۱۲٤- روضة الطالبين۔ للنووی(٦۳۱-٦۷٦) طبع المكتب الإسلامی (شافعی)

۱۲۵- فتاویٰ ابن تيمية(٦٦۱-۷۲۸) مطبعة فرج الدين الكردی (مستقل)

۱۲٦- من كلام فی التكبير فی العيدين وغيره۔ لابن تيمية(٦٦۱-۷۲۸) مخطوط

۱۲۷- إعلام الموقعين۔ لابن القيم(٦۹۱-۷۵۱) (مستقل)

۱۲۸- فتاویٰ السبکی(٦۸۳-۷۵٦) (شافعی)

۱۲۹- فتح القدير۔ لابن الهمام(۷۹۰-۸٦۹) طبع بولاق (حنفی)

۱۳۰- ارشاد السالك۔ يوسف بن عبدالهادی(۸٤۰-۹۰۹) مخطوط (حنبلی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٣١- الفروع- يوسف بن عبدالهادی(٨٤٠-٩٠٩) مخطوط (حنبلی)

١٣٢- البحرالرائق- لابن نجيم المصری(٠٠٠-٩٧٠) العلمية (حنفی)

١٣٤- ميزان الشعرانی(٨٩٨-٩٧٣) (علی المذاهب الأربعة)

١٣٥- الدرالمنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود- للهيتمی(٩٠٩-٩٧٣) مخطوط

١٣٦- أسمی المطالب- للهيتمی(٩٠٩-٩٧٣) مخطوط

١٣٧- حجة الله البالغة، لولی الله الدهلوی(١١١٠-١١٧٦) المطبعة المنيرية (مستقل)

١٣٨- حاشية الدرالمختار- لابن عابدين(١١٥١-١٢٠٣) طبع استانبول (حنفی)

١٣٩- حاشية علی البحرالرائق- لابن عابدين(١١٥١-١٢٠٣) طبع استانبول (حنفی)

١٤٠- رسم المفتی- لابن عابدين(١١٥١-١٢٠٣) طبع استانبول (حنفی)

١٤١- إمام الكلام فيمايتعلق بالقراءة خلف الإمام- لعبد الحئی اللكنوی(١٢٦٤-١٣٠٤) طبع البلدی فی الهند (مستقل)

١٤٢- النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير- لعبدالحئی اللكنوی(١٢٦٤-١٣٠٤) طبع اليوسفی فی الهند سنة ١٣٤٩

هـ - سير و تراجم

١٤٣- تقدمة المعرفة لكتاب الجرح والتعديل- لعبدالرحمن ابن أبی حاتم الرازی(٢٤٠-٣٢٧) طبع الهند

١٤٤- ثقات ابن حبان(٠٠٠-٣٥٤) مخطوط- پھر مکمل طور پر ہندوستان سے شائع کی گئی۔

١٤٥- الكامل- لابن عدی(٢٧٧-٣٦٥) مخطوط- پھر بیروت سے شائع ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٤٦- حلية الأولياء- لأبی نعیم الأصبهانی(٣٣٦-٤٣٠) مطبعة السعادة بمصر ١٣٤٩

١٤٧- تاريخ بغداد- للخطيب البغدادی(٣٩٢-٤٦٣) مطبعة السعادة

١٤٨- الانتقاء فی فضائل الفقهاء لابن عبدالبر(٣٦٧-٤٦٣)

١٤٩- تاريخ دمشق- لابن عساكر(٤٩٩-٥٧١) مخطوط- اس کے چند اجزاء دمشق میں چھپ چکے ہیں۔

١٥٠- مناقب الإمام أحمد- لابن الجوزی(٥٠٨-٥٩٧) مطبوع

١٥١- زادالمعاد- لابن القيم(٦٩١-٧٥١) طبع صبيح سنه ١٣٥٣

١٥٢- الجواهر المضية- لعبد القادر القرشی(٦٩٦-٧٧٥) طبع الهند

١٥٣- ذيل طبقات الحنابلة- لابن رجب الحنبلی(٧٣٦-٧٩٥) طبع مصر

١٥٤- الفوائد البهية فی تراجم الحنفية- لعبد الحئی اللكنوی(١٢٦٤-١٣٠٤) مطبعة السعادة سنه ١٣٢٤

و – لغت

١٥٥- النهاية فی غريب الحديث والأثر- لابن الأثير(٥٤٤-٦٠٦) طبع المطبعة العثمانية بمصر سنه ١٣١١

١٥٦- لسان العرب- لابن منظور(٦٣٠-٧١١) طبع دارصادر بيروت سنه ١٩٥٥م

١٥٧- القاموس المحيط- للفيروزآبادی(٧٢٩-٨١٧) الطبعة الثالثة ١٣٥٣

١٥٨- المعجم الوسيط- لجماعة من العلماء المعاصرين

ز – أصول الفقه

١٥٩- الإحكام فی أصول الأحكام- لابن حزم(٣٨٤-٤٥٦) مطبعة السعادة سنه ١٣٤٥

١٦٠- معنی قول الشافعی المطلبی: إذاصح الحديث فهو مذهبی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للسبكى(٦٨٣-٧٥٦) من مجموعة الرسائل المنيرية۔

١٦١- بدائع الفوائد۔ لابن القيم(٦٩١-٧٥١) المطبعة المنيرية

١٦٢- عقد الجيد فى أحكام الاجتهاد والتقليد۔ لولى الله الدهلوى(١١١٠-١١٧٦) طبع الهند

١٦٣- إيقاظ الهمم۔ للفلانى(١١٦٦-١٢١٨) المطبعة المنيرية

١٦٤- المدخل إلى علم أصول الفقه۔ للشيخ مصطفى الزرقا (معاصر) مطبوع

ح – الأذكار

١٦٥- فضل الصلاة على النبى ﷺ۔ لإسماعيل القاضى الجهضمى(١٩٩-٢٨٢) میری تحقیق سے المکتب الإسلامی نے شائع کی۔

١٦٦- جلاء الأفهام فى الصلاة على خير الأنام۔ لابن القيم(٦٩١-٧٥١) المطبعة المنيرية

١٦٧- نزل الأبرار۔ لصديق حسن خان(١٢٤٨-١٣٠٧) طبع الجوائب

ط – متفرق کتابیں

١٦٨- الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية۔ لعبدالله بن محمد بن بطة(٣٠٤-٣٨٧)مخطوط

١٦٩- المكتفى فى معرفة الوقف التام۔ لأبى عمرو عثمان بن سعيد الدانى(٣٧١-٤٤٤) مخطوط

١٧٠- الاحتجاج بالشافعى فيما أسند إليه۔ للخطيب البغدادى(٣٩٢-٤٦٣) مخطوط۔ اوراب سعودیہ عربیہ میں چھپ چکی ہے۔

١٧١- ذم الكلام وأهله۔ لعبد الله بن محمد الأنصارى الهروى(٣٩٦-٤٨١) مخطوط

١٧٢- شفاء العليل فى مسائل القضاء والقدر والتعليل۔ لابن القيم(٦٩١-٧٥١) مطبوع

١٧٣-۔ الرد على المعترض على ابن عربى۔ للفيروز آبادى(٧٢٩-٨١٧) مخطوط

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عناوین مقدمۃ الترجمۃ

نمبر شمار عناوین صفحات

الف- خطبۃ الحاجۃ ۵

ب- تمہید ۶

ج- مجدد ملت، محدث عصر و فقیہ دہر علامہ محمد ناصر الدین البانی ۸

۱- کنیت اور نام و نسب وغیرہ ۸

۲- ولادت، نشو و نما اور تعلیم و تربیت ۸

۳- علم حدیث کی طرف باہتمام آپ کی توجہ ۹

۴- مکتبۃ دار الکتب الظاہریۃ دمشق ۱۰

۵- عقیدہ و عمل ۱۱

۶- درس و تدریس ۱۳

۷- جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تین سالہ تدریسی خدمات ۱۳

۸- علامہ البانی کے شاگردان رشید ۱۵

۹- علامہ البانی کی ملک شام سے اردن کو ہجرت ۲۲

۱۰ علمی خدمات ۲۳

اولاً- علامہ البانی کی مختلف لوگوں پر تردید و تنقید ۲۴

ثانیاً- علامہ البانی کی مختلف مسائل میں آراء ۲۵

ثالثاً- علامہ البانی کی قلمی (غیر مطبوعہ) کتابیں ۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عناوین	صفحات

رابعاً- علامہ البانی کی مطبوعہ کتابیں جنھیں چار قسموں میں تقسیم کیا جارہا ہے:... ۲۸

(۱) تالیفات ... ۲۸

(۲) علمی تحقیقات ... ۳۱

(۳) تخریجات ... ۳۱

(۴) اختصار و مراجعہ و تعلیق ... ۳۳

۱۱- علامہ البانی کی دوسروں کے ساتھ انصاف پسندی اور عالم اسلام میں انکی ہردلعزیزی . ۳۳

۱۲- علامہ البانی ایک نادرۂ روزگار مناظر، اور حاضر جواب عالم ... ۳۶

۱۳- علامہ البانی کی شان میں کبار علماء اسلام کے ستائشی کلمات ... ۳۷

۱۴- حق بحقدار رسید

خدمت حدیث مصطفیٰ علیہ السلام کے صلے میں "شاہ فیصل عالمی انعام" ... ۴۶

۱۵- اہل حدیثان ہند کی محرومی، اور اس کے اسباب ... ۴۷

۱۶- علامہ البانی سے میرے تعلقات ... ۵۹

۱۷- اس کتاب کے تراجم ... ۶۵

۱۸- اس کتاب کے مصطلحات، اور حدیث مسئ صلاۃ ... ۷۰

(حدیث المسئ صلاتہ اور اسکا ترجمہ) ... ۷۰

۱۹- اس کتاب کے مشمولات سے اتفاق یا اختلاف ... ۷۵

۲۰- اعتذار ... ۸۲

۲۱- وفات حسرت آیات ... الف

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین الکتاب

صفحات مضامین

۸۶- اصل کتاب کا پہلا مقدمہ (مقدمۃ الکتاب)

۸۸- علامہ لکھنوی کا بصراحت کہنا کہ فقہ کی بہت سی معتمد کتابیں موضوع حدیثوں سے پر ہیں، اور ایک حدیث کا بطور مثال ذکر کرنا۔ (حاشیہ)

۹۰- امام نووی کی زبان پر ان صیغوں کا بیان جن کا التزام حدیث صحیح اور ضعیف کی روایت میں ضروری ہے، اور جمہور علماء کی اس سے بے اعتنائی۔ (حاشیہ)

۹۲- اس کتاب کی تالیف کا سبب اور اس میں وارد حدیثوں میں ہماری شرط، اس میں ضعیف حدیثوں کے ذکر سے گریز کیونکہ وہ صرف ظن مرجوح کا فائدہ دیتی ہیں، اور حدیث ثابت کی تعریف، اور حدیث "إیاکم والظن......" کی تخریج۔

۹۳- حدیث "اتقوا الحدیث عنّی......" کا بیان، پھر اس حدیث کے ضعف پر نشاندہی کر کے اس سے رجوع کرنا، اور اس کے قائم مقام دوسری حدیث کا ذکر کرنا، اور ابتداء میں اس کتاب کے طرز تصنیف کا بیان۔

۹۶- اس بات کا بیان کہ یہ کتاب محدثین کرام کے طریقے پر لکھی گئی ہے، اور علامہ لکھنوی کی صراحت کہ فروعی اور اصولی مسائل میں محدثین کا طریق کار فقہاء سے زیادہ قوی ہے، اور امام سبکی کے نزدیک صحت نماز کی شرط کا بیان اور اس پر صحیح ترین استدراک۔ (حاشیہ)

۹۷- اس موضوع پر لکھی گئی ساری کتابوں پر اس کتاب کی فضیلت و برتری، اور اس بات کا بیان کہ حدیث و فقہ کی کتابوں میں سارے منتشر مسائل کو اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔

۹۹- اتباع سنت اور مخالف سنت اقوال کے ترک کرنے کے بارے میں ائمہ کرام کے اقوال۔

۹۹- ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تین اقوال اور ان کی تخریج، اور ابن الشحنہ حنفی کا قول کہ مخالف مذہب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
	حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اور یہی مذہب ہے۔
۱۰۱-	ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اپنی ہر سنی گئی بات کے لکھنے سے ابو یوسف کو منع کرنا، شعرانی کے اعتقاد کا بیان کہ ابو حنیفہ اگر کتب حدیث کی تدوین تک زندہ رہے ہوتے تو ہر مخالف حدیث قیاس کو ترک کر دیتے اس طرح سے ان کے قیاس گھٹ گئے ہوتے، اور لکھنوی کا شعرانی کی تائید کرنا، اور اس بات کا بیان کہ ابو حنیفہ پر احادیث کی مخالفت کی وجہ سے بسبب مذکور طعن جائز نہیں جیسا کہ بعض جاہل کرتے ہیں، اور ان کے مقلدین پر ان احادیث کی یہ نسبت جو واجب ہے اس کا بھی بیان۔
۱۰۲-	امام مالک رحمہ اللہ کے بھی تین اقوال، اور تیسرے قول کے تحت ان کے اپنے فتوی سے رجوع کا بیان جب حدیث اس کے خلاف ثابت ہوئی، اور شعرانی کا اس مقلد کیلئے جواب جو اپنے امام کے بعد صحیح حدیثیں پائے۔
۱۰۴-	امام شافعی کے نو مبارک اقوال اور ان کی تخریج، اور ائمہ کرام کے اپنی تقلید کے باطل قرار دینے کے بارے میں ابن حزم کا قول، اور یہ کہ امام شافعی اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے۔
۱۰۶-	ائمہ کرام کے قول "إذا صح الحديث......" کا معنی۔ (حاشیہ)
۱۰۷-	امام شافعی کی امام احمد کے بارے میں گواہی کہ وہ حدیث ورجال کی معرفت میں ان سے بڑھ کر تھے، اور انھوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ صحیح حدیث سے ہمیں باخبر کیا کرو عام اس بات سے کہ وہ حدیث کوفی ہو یا غیر کوفی، اسی وجہ سے امام شافعی کے یہاں حدیث پر عمل ان سے سابق ائمہ سے زیادہ ہے۔
۱۰۸-	امام احمد کے تین اقوال، اور ان کا امام مالک اور دیگر ائمہ کی تقلید سے منع کرنا اور کہنا کہ دلیل صرف آثار ہیں، اور جس نے حدیث ٹھکرا دی وہ ہلاکت کے دہانے پر ہے۔
۱۱۰-	اس بات کا بیان کہ جس نے حدیث رسول ﷺ پر عمل کیا وہ ائمہ کرام کے طریق کا مخالف نہیں بلکہ وہی ان کا متبع ہے نہ کہ مقلدین۔
۱۱۰-	حافظ ابن رجب کا قول کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی امت تک تبلیغ کرنا واجب ہے خواہ وہ کسی بڑے سے بڑے امام کی رائے کے خلاف ہو، اور اس پر سلف سے چند مثالوں کا ذکر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
۱۱۲	ائمہ کے بعض اقوال کو ان کے متبعین کا سنت کی اتباع میں ترک کرنا۔ اور امام محمد و ابو یوسف کی اپنے استاذ ابو حنیفہ کی (ثلث) تہائی مذہب میں مخالفت۔
۱۱۲	موطأ محمد سے ایک مثال جس میں انھوں نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے، اور ان دیگر مسائل کی طرف اشارہ جن میں وہ اپنے امام کے مخالف ہیں، عصام ابن یوسف بلخی کا امام ابو حنیفہ کے خلاف فتاوے دینا اور دلیل پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ان کا نماز میں رفع یدین کرنا، اور لکھنوی کا اس سے استنباط، اور ان کا اپنے زمانے کے جاہلوں سے شاکی ہونا کہ جس نے کسی مسئلہ میں بھی قوت دلیل کی بنا پر اپنے امام کی تقلید ترک کی وہ ان کے یہاں مطعون ہوا۔
۱۱۴	مصنف کا مقلدین سے درخواست کرنا کہ وہ اس کتاب کے طور و طرز نگارش پر طعن کرنے میں محض اس لئے جلد بازی سے کام نہ لیں کہ یہ ان کے مذہب کے خلاف ہے۔
۱۱۶	چند شبہات اور ان کے جوابات۔
۱۱۶	پہلا شبہ: کتاب کا منہج ٹھیک ہے۔ لیکن علماء اختلاف و افتراق کو برقرار رکھتے ہیں اور حدیث: "اختلاف أمتي رحمة" سے اپنے دعوے پر استدلال کرتے ہیں، اس حدیث کے باطل اور مخالف قرآن ہونے کا بیان۔
۱۱۸	دوسرا شبہ: صحابہ کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، مگر ان کے اور متاخرین کے باہمی اختلاف میں سبب اور آثار و نتائج کے اعتبار سے فرق۔
۱۲۰	لوگوں کے قول: "اختلاف میں لوگوں کیلئے وسعت ہے" پر امام مالک کا رد کرنا اور جزم و وثوق سے کہنا کہ حق صرف ایک ہی ہوگا، اور اس بارے میں امام مزنی کا قول۔
۱۲۰	اختلاف و افتراق کو برقرار رکھنے والے علماء پر مزنی کا انکار۔ ابو جعفر منصور کا مذہب امام مالک کو عباسی حکومت کا عدالتی قانون قرار دینے کا عزم و ارادہ کرنا، اور امام مالک کا ابو جعفر کو اس عزم و ارادہ سے یہ کہہ کر باز رکھنا کہ: "لوگوں کو بعض ایسی حدیثیں ملیں جن کا ہمیں علم نہیں" اور اس بات کا بیان کہ "المدخل الفقهي" والے کا امام مالک کی طرف اس قول کو منسوب کرنا صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
	نہیں کہ: "صحابہ کرام نے فروعی مسائل میں اختلاف کیا اور وہ سب حق پر ہیں"۔ امام مالک کی اس ممانعت کے سب سے اچھے سبب کا ذکر۔
۱۲۲-	"حق صرف ایک ہی ہے متعدد نہیں" پر ابن عبد البر کا استدلال۔
۱۲۴-	متاخرین کے اختلاف کے نتائج میں سے کسی ایک امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، اور ایک ایک مسجد میں چار چار محرابیں بنانا[1]، اور بعض کا یہ فتویٰ دینا کہ حنفی مرد کا نکاح شافعی عورت سے جائز نہیں، اور بعض دیگر کا شافعی عورت کو یہود اور نصاریٰ کی عورت کا درجہ دے کر اس شادی کو جائز قرار دینا ہے۔
۱۲۵-	متاخرین کے اختلاف کے نتائج میں سے مستشرقین کے لئے اسلام میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی راہ ہموار کرنا، اور صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ ان کے دعاۃ کو ورطۂ حیرت میں ڈالنا، چنانچہ محمد غزالی اس پر گواہ ہیں، جب کہ ان کی اخیر کی تحریروں سے انکشاف ہوا کہ وہ خود ہی متحیر و پریشان ہیں، ان کی انتہا پسندی اور سنت سے انحراف، حدیث کی تصحیح و تضعیف میں ان کی ہواء نفس کی اتباع، اور محدثین اور فقہاء کی کاوش اور ان کے اصول کے محمد غزالی کے یہاں غیر معتبر ہونے کا بیان، اور اس بات کا بیان کہ یہ اختلاف کفار کے اسلام میں جوق در جوق داخل ہونے کی راہ میں حائل ہے، جیسا کہ علامہ معصومی رحمہ اللہ کے جاپان کے بیان کردہ قصہ سے ثابت ہوتا ہے[2]۔

۱- ہمارے بھائی ڈاکٹر محمد رمضان بوطی نے اپنی "لامذہبیت" کے صفحہ ۱۸ میں حنفی آدمی کی شافعی شخص کی اقتداء کی صحت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، مگر جب میں نے ان پر اس دعوی کے بطلان کو واضح کیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ بشرطیکہ مقتدی کے نزدیک اس کے مخالف مذہب امام کی نماز صحیح ہو، پس انھوں نے اس مسئلہ میں جس اعتدال کا اظہار کیا تھا اسے اس شرط سے پامال کر ڈالا۔ شاید ہمیں اس مسئلہ پر کبھی تفصیل سے روشنی ڈالنے کی توفیق ارزانی ہو۔ إن شاء الله تعالىٰ

۲- میں کہتا ہوں: کہ اس نفع بخش رسالہ کو ماضی قریب میں جب ہم لوگوں نے از سر نو چھاپا، تو ڈاکٹر محمد رمضان بوطی نے اس رسالہ کی تردید میں "اللامذهبية أخطر بدعة تهدد الشريعة الإسلامية" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا، لیکن جب میں نے ان سے اس عنوان وغیرہ سے متعلق بحث و مباحثہ کیا، تو معلوم ہوا کہ لفظ "مذہبیت" کا ان کے یہاں وہ مفہوم نہیں جسے آج ہر مسلمان سمجھتا ہے، کیونکہ انھوں نے کہا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو وہ کسی نہ کسی امام کی ضرور پیروی کرے، خواہ وہ امام ایک ہو یا کئی ایک ہوں، انھوں نے اس قول سے اپنے رسالہ کو بالکل ملیا میٹ کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات مضامین

۱۲۸- تیسرا شبہ: لوگوں کا گمان کہ اتباع سنت اور ائمہ کرام کے مخالف سنت اقوال کے ترک کرنے کی دعوت دینے کا معنی تو ان کے اقوال کو بالکل ترک کر دینا ہوا...... اس گمان کے بطلان کا بیان، اور یہ کہ ہماری دعوت تو صرف یہ ہے کہ مذاہب کو دین اور کتاب و سنت کا درجہ نہ دیا جائے، اور اس زمانے کے فقہاء اور نئے پرسل احکام کی ترتیب اور ساری رخصتوں کے جمع کرنے میں ان کے طرز و طریق کی طرف اشارہ، اور سلیمان التیمی کا اس بارے میں قول، اور اس طالب علم کے بارے میں ابن عبدالبر کا قول جو سنت اور طریق صحابہ پر گامزن ہو۔

۱۳۰- چوتھا شبہ: بعض مقلدین کا گمان کہ اتباع سنت اس امام کی شان میں موجب طعن ہے جو اس سنت کا مخالف ہے...... اس گمان کے بطلان کا بیان، کیونکہ اس سے تو ان پر اس ظن باطل سے بھی بڑا الزام عائد ہوتا ہے۔

صفۃ صلاۃ النبی ﷺ

۱۳۶- استقبال کعبہ: اس کے تحت سفر و حضر میں کعبہ کے استقبال، اور "مسیٔ صلاۃ" کو اس کا حکم دینے، اور سواری پر نفلی نماز پڑھنے کے طریقے سے متعلق متعدد حدیثیں۔

۱۳۷- سخت خوف کی حالت میں نماز پڑھنے کا طریقہ، اس حالت میں کعبہ کا استقبال ضروری نہیں، بدلی کے دن نماز پڑھنے سے متعلق جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس بات کا بیان کہ جس نے استقبال قبلہ کی پوری کوشش کی، مگر پھر بھی اس سے غلطی ہو گئی تو اس کی نماز صحیح ہے۔ نبی ﷺ کا بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کے وقت کعبہ کا استقبال کرنا اور "قد نری تقلب وجھك فی السماء......" کے نزول کی حدیث، اور اہل قباء کا نماز فجر میں کعبہ کی طرف گھوم جانے کا قصہ، اور اس بات کی دلیل کہ کسی کا حکم نماز کی بھلائی کے لئے مان لینے سے صحابہ کرام کے نزدیک نمازی کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

۱۳۸- نماز میں کھڑے ہونے کا بیان: اس کے تحت بحالت خوف نماز، مریض کی نماز، اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
	نبی علیہ السلام کی بیٹھ کر امامت، اور آپ کا مقتدیوں کو بیٹھنے کا حکم دینا تاکہ وہ لوگ اہل فارس جیسا اپنے بادشاہوں کے ساتھ کام نہ کریں کی حدیث۔
۱۳۹-	مریض کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بیان: اس کے تحت عمران بن حصین کی حدیث "کھڑے ہو کر نماز پڑھو" اور "بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا نصف ثواب ملتا ہے" اس حدیث کا مطلب۔ اور جسے زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو اسے کسی اونچی چیز پر سجدہ نہیں کرنا چاہیئے۔
۱۴۰-	کشتی میں نماز پڑھنے کا بیان
۱۴۱-	تہجد میں کھڑے ہونے اور بیٹھنے کا بیان
۱۴۱-	جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم۔ اور نماز کیلئے انھیں نکال کر رکھنے کے آداب
۱۴۲-	منبر پر نماز پڑھنے کا بیان۔ اور یہ کہ تین زینوں سے زیادہ کا منبر بدعت ہے۔
۱۴۳-	سترہ اور اس کی فرضیت کا بیان۔ سترہ سے قریب ہونے کا حکم، اور امام احمد کا چھوٹی بڑی ہر ایک مسجد میں سترہ لے کر نماز پڑھنے کا حکم دینا، اور اس بات کا بیان کہ یہ حکم حرمین شریفین کو بھی شامل ہے، اور اس مسئلہ میں علماء کی ذمہ داریاں۔
۱۴۴-	اونٹنی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان، اور یہ کہ یہ صورتِ حال اونٹ کے باڑوں میں نماز پڑھنے سے مختلف ہے، اسی طرح عورت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، عورت کا نمازی کے سامنے سے گذرنے سے مختلف ہے کیونکہ یہ نماز کو باطل کر دیتا ہے اور اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور نبی علیہ السلام بکری تک کو نماز میں اپنے سامنے سے گذرنے نہیں دیتے تھے کی حدیث۔
۱۴۵-	نبی علیہ السلام کے شیطان کے پکڑنے کی حدیث، اور قادیانیوں کا اس حدیث اور کتاب و سنت کے ان سارے نصوص کا تاویلاً انکار جن سے جن کے وجود کا ثبوت ملتا ہے۔ اور جو شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
	نمازی کے سامنے سے گذرنے پر مصر ہو اس سے بھڑ پڑنے کا حکم۔
۱۴۶-	جو چیزیں نماز کو باطل کر دیتی ہیں۔ اور لفظ "قطع" اور "حائض" کی شرح و تفسیر۔
۱۴۷-	قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا بیان
۱۴۷-	نیت کا بیان۔ اور اس بات کی وضاحت کہ زبان سے نیت کے الفاظ نکالنا بدعت ہے۔
۱۴۷-	تکبیر تحریمہ کا بیان۔ اس کے ذیل میں "مسئ صلاۃ" کی حدیث جس میں نبی ﷺ نے انھیں تحریمہ کیلئے "اللہ اکبر" کہنے کا حکم دیا۔ اور نماز کی کلید صرف وضوء ہے اور اس کا تحریمہ صرف "اللہ اکبر" ہے کی حدیث۔ اور تحریمہ وغیرہ کے معنی کی وضاحت۔
۱۴۸-	رفع یدین کا بیان۔ اس کے تحت رفع یدین کے اوقات اور اس کی کیفیت سے متعلق احادیث۔
۱۴۹-	دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا فرمان۔ اس کے تحت چند احادیث جن کا اباضیہ نے انکار کیا ہے۔ اصل کتاب کا مقدمہ ص: ۲۶ ملاحظہ ہو۔
۱۴۹-	دونوں ہاتھوں کے سینے پر رکھنے کا بیان۔ اور جو ائمہ اس کے قائل ہیں، اور اس بات کا بیان کہ دائیں کو بائیں پر رکھے رہنا یا دائیں سے بائیں کو پکڑے رہنا دونوں ہی سنت ہے، رہا دونوں طریقوں کا ایسی صورت میں جمع کرنا جو اسلام میں ثابت نہیں بدعت ہے۔ جس نے دونوں ہاتھوں کے سینے پر رکھنے کے ثبوت پر طعن کیا ہے اس پر رد اصل کتاب کے مقدمہ ص: ۱۲-۱۶ پر ملاحظہ ہو۔
۱۵۰-	سجدہ کی جگہ کو دیکھتے رہنے اور نماز میں خشوع و خضوع کا بیان۔ اور نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کی ممانعت، اور جو گھریا کپڑا نمازی کو غفلت میں نہ ڈالے وہاں نماز کو پسندیدہ قرار دینا، اور نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے کی ممانعت کا بیان۔
۱۵۲-	الوداعی نماز پڑھنے کی حدیث، اور دوسری خشوع و خضوع کی فضیلت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
۱۵۳-	تحریمہ کے بعد نماز شروع کرنے کی دعاؤں کا بیان۔ یہ بارہ قسم کی دعائیں ہیں جو کسی اور دوسری کتاب میں یکجا نہیں پائی جاسکتیں۔
۱۵۴-	دعاء: "وَجَّهتُ وَجْهِيَ" کو نبی ﷺ فرائض اور نوافل دونوں ہی میں پڑھا کرتے تھے، اور: "وأنا أول المسلمين" کی ترجیح، اس کے معنی کا بیان اور نمازی کو اسے کہنا چاہئے اور دیگر ایسی دعاؤں کا بیان جنھیں نبی ﷺ نماز تہجد میں پڑھا کرتے تھے، انھیں فرض نمازوں میں بھی پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ انسان امامت نہ کرا رہا ہو تاکہ مقتدیوں پر طوالت کا باعث نہ بنے۔
۱۵۸-	قراءت اور اس سے پہلے "أعوذ بالله إلخ" کے صیغوں، اور ان کے مشکل الفاظ کی شرح و تفسیر۔
۱۵۹-	ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھنے کا بیان۔ اور اس بات کی وضاحت کہ ہر آیت کے اخیر پر ٹھہرنا ہی سنت ہے، گو اس کا بعد کی آیت سے ربط ہو، اور یہ ائمہ اور قرّاء کی ایک جماعت کا مذہب ہے۔
۱۵۹-	سورہ فاتحہ کے نماز کا رکن ہونے اور اس کے فضائل کا بیان۔ اور جو شخص سورہ فاتحہ نہ یاد کر سکتا ہو اسے دوسرے کلمات کہنے کی دو حدیثوں میں تعلیم۔
۱۶۱-	جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کے منسوخ[1] ہونے کا بیان۔ اس بارے میں وارد حدیثیں، اور "مالي أنازع القرآن" کی تفسیر، اور ان حفاظ حدیث کا ذکر جنھوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اور حدیث: "من كان له إمام......" کو قوی قرار دینا۔
۱۶۳-	سری نمازوں میں قرأت کی فرضیت کا بیان، اور قرأت کے ذریعے امام کو الجھن میں ڈالنے سے ممانعت "تم لوگوں نے میری قرأت گڈمڈ کر دی" والی حدیث۔ اور قرآن کا کوئی ایک حرف بھی پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔ اور "فائدہ" کے عنوان سے ان حنفیہ اور غیر حنفیہ کا

۱- ملاحظہ ہو مقدمہ مترجم صفحہ ۷۶-۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین	صفحات
ذکر جو سری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت فاتحہ کی مشروعیت کے قائل ہیں۔اور ''جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کے منہ میں آگ بھری جائے گی'' حدیث کے جھوٹی ہونے کا بیان۔	
۱۶۴۔ امام اور مقتدی کا بآواز بلند آمین کہنا، آمین کہنے کی فضیلت، اور بعنوان ''فائدہ'' اس کے وقت کی تعیین، اسے امام کے ساتھ کہا جانا چاہئے، امام سے سبقت کرنا جائز نہیں۔	
۱۶۵۔ نبی ﷺ کا سورۂ فاتحہ کے بعد قراءت کرنا، اور بچے کے رونے یا دیگر اسباب سے حسب حال قرأت کو طویل یا مختصر کرنا، اور حدیث ''میں نماز میں اس ارادے سے داخل ہوتا ہوں...... ''اور اس بات کا بیان کہ ''اپنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ'' والی حدیث ضعیف اور مخالف سنت ہے۔	
۱۶۶۔ ان انصاری صحابی کا قصہ جو لوگوں کی امامت کرتے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ہر سورت سے پہلے ''قل هو الله أحد...... إلخ'' پڑھتے اور اس حدیث کے آخر میں نبی ﷺ کا قول کہ ''اس سورت کی محبت نے تجھے جنتی بنادیا۔	
۱۶۷۔ نبی ﷺ کا ہم مثل اور متناسب سورتوں کا ایک رکعت میں جمع کرنا، اور قرآنی ترتیب کے خلاف قرأت کرنے کا جواز، اور نماز میں قیام کو طول دینے کی فضیلت، اور کلمہ ''سبحانك فبلى'' کے موقع و محل کا بیان۔	
۱۶۸۔ صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنے کے جواز کا بیان، اور اس نوجوان کا قصہ جس نے معاذ بن جبل کی قرأت کو لمبا ہوتا دیکھ کر جماعت سے نکل کر مسجد کے ایک گوشے میں نماز ادا کی، اور آپ کا ارشاد کہ: اے معاذ کیا تم فتنہ کرنا چاہتے ہو اور نوجوان سے آپ نے فرمایا کہ: میری اور معاذ کی نماز کا خلاصہ بھی جنت کا سوال کرنا اور جہنم سے پناہ مانگنا ہے، اور اس نوجوان کا جام شہادت نوش کرنا، اور ایک ایسی حدیث جس کے ضعف کا ہمیں علم ہوا، اس	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
	لئے اسے حذف کر کے ہم نے اس سے بہتر حدیث اس کی جگہ پر ذکر کی۔
۱۷۰	پنج گانہ اور دیگر نمازوں میں جہری اور سری قرأت کا بیان۔ اور اس بات کا بیان کہ لوگوں کو سری نمازوں میں آپ کی قرأت کا علم کیسے ہوتا تھا۔
۱۷۰	نماز تہجد میں جہری اور سری قرأت کا بیان
۱۷۱	ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی رات کی قرأت قرآن کا قصہ، اور آپ ﷺ کا ان دونوں کو درمیانی آواز سے قرأت کرنے کا حکم دینا، اور بغیر آواز تلاوت قرآن کی فضیلت کا بیان۔
۱۷۱	جن سورتوں کی نبی ﷺ نمازوں میں تلاوت کیا کرتے تھے۔
۱۷۲	(۱) نماز فجر: "قل أعوذ برب الفلق" اور "قل أعوذ برب الناس" کی تلاوت کرنے کا حکم دینا۔ اور جمعہ کے روز نماز فجر میں قرأت کا بیان۔
۱۷۴	نبی ﷺ کا سنت فجر میں ہلکی تلاوت کرنا۔ اور "یہ شخص اپنے رب پر ایمان رکھتا ہے" والی حدیث اور اس کی مناسبت کا بیان۔
۱۷۵	(۲) نماز ظہر: اور اس کی پہلی رکعت میں لمبی قرأت کرنے کا سبب۔
۱۷۶	ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں نبی ﷺ کا سورۂ فاتحہ کے بعد چند آیات کا تلاوت کرنا۔ اور سلف کی ایک جماعت کا اس سنت کا قائل ہونا، اور جن حنفیوں نے اس سنت کا انکار کیا ہے عبدالحیٔ لکھنوی حنفی کا ان پر رد۔
۱۷۶	ہر ہر رکعت میں واجبی طور پر سورۂ فاتحہ پڑھنے کا بیان۔
۱۷۷	(۳) نماز عصر
۱۷۸	(۴) نماز مغرب: اور اس میں کبھی لمبی قرأت کرنا یہاں تک کہ نبی ﷺ نے کبھی اس میں سورۂ اعراف اور کبھی سورۂ انفال کی تلاوت فرمائی۔
۱۷۹	نماز مغرب کی سنتوں میں قرأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
۱۷۹-	(۵) نماز عشاء: اور اس میں لمبی قرأت کرنے کی ممانعت، اور معاذ بن جبل کا اس انصاری شخص کیساتھ قصہ جس نے جماعت سے نکل کر تنہا نماز پڑھ لی، اور نبی ﷺ کا معاذ بن جبل کو ان سورتوں کا سوجھا دینا جو نماز عشاء میں پڑھنی چاہیے۔
۱۸۰-	(۶) نماز تہجد: نبی ﷺ کے اس میں لمبی قرأت کرنے پر ابن مسعود کے دل میں جس بات کا خیال پیدا ہوا، اور اس میں آپ کے سورۂ بقرہ ختم کرنے کے بعد سورۂ نساء اور اس کے بعد سورۂ آل عمران پڑھنے کے دوران جس بات کو حذیفہ بن الیمان سوچتے رہے...... لیکن آپ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن ختم نہ کیا، بلکہ آپ نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنے سے منع فرمایا، اور عبداللہ بن عمرو کیساتھ آپ کا قصہ، اور حدیث: "ہر عبادت گذار کے یہاں شروع میں ایک قسم کی نشاط اور تیزی ہوا کرتی ہے، اور ہر نشاط اور تیزی میں سستی اور خلل کا در آنا یقینی ہے" اور امام طحاوی کی زبان پر "نشاط اور تیزی" کی تفسیر۔
۱۸۲-	نماز تہجد میں دو یا ایک سو آیتیں پڑھنے کی فضیلت، اور ہر رکعت میں پڑھی جانے والی آیات کی مقدار، اور ایک بار آپ کا پوری رات نماز تہجد پڑھنا، اور اس میں اپنے رب سے تین چیزوں کی درخواست کرنا۔ ایک رات آپ نماز تہجد میں صرف ایک آیت ہی کو صبح تک بار بار دھراتے رہے، اور ایک شخص کے بار بار صرف "قل هو الله احد" پڑھنے کی آپ نے تائید فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور اس بات کا بیان کہ امام ابو حنیفہ کے چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھنے کا قصہ جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔
۱۸۴-	(۷) نماز وتر: اور اس کے بعد ہر شخص کے لئے دو رکعت پڑھنے کا جواز
۱۸۵-	(۸) نماز جمعہ
۱۸۶-	(۹) نماز عیدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
۱۸۶-	(۱۰) نماز جنازہ: اور اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد کسی سورت کے پڑھنے کا بیان۔ اصل کتاب کے مقدمہ ص: ۳۰-۳۲ پر شیخ تویجری پر رد ملاحظہ ہو۔
۱۸۶-	ٹھہر ٹھہر کر اطمینان اور خوش الحانی کیساتھ قرآن پڑھنے کا بیان۔ اس مسئلہ میں چند قولی اور فعلی حدیثیں، اور اس بات پر تنبیہ کہ حدیث: "قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کیا کرو" کو بعض رواۃ نے الٹ کر روایت کر دیا ہے، اور جس نے اس الٹی حدیث کو صحیح کہا وہ غریق خطا ہے۔
۱۸۸-	جامع الاصول پر حاشیہ چڑھانے والوں کی مصنف پر تعریض رد، اور بخاری کی حدیث: "لیس منا من لم یتغن بالقرآن" پر تحقیقی کلام، اور اس بات کا لاثانی بیان کہ اس حدیث کو ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنے میں راوی سے وہم ہو گیا ہے، اور صرف بخاری سے نقل کر کے اس کا حوالہ دیدینا ہی تحقیق نہیں ہے۔ (حاشیہ)
۱۹۰-	اس لاثانی تحقیق سے شرح السنۃ کے بعض محققین کے تجاہل عارفانہ برتنے کا سبب۔ (حاشیہ)
۱۹۱-	امام کو غلطی پر تنبیہ کرنا۔ اس کے تحت وہ حدیث ہے جس میں نبی ﷺ پر قرأت قرآن میں التباس ہوا، تو آپ نے ابی بن کعب کو لقمہ نہ دینے پر ملامت کی۔
۱۹۲-	وسوسہ دور کرنے کے لئے بحالت نماز "أعوذ باللّٰہ" کہنا اور تھوکنا اور اس کے تحت "تفل" یعنی تھوکنے کی تفسیر۔
۱۹۲-	رکوع کا بیان۔ مسئی صلاۃ کو اس کا اور اس میں تکبیر کا حکم دینا، اور یہ کہ نبی ﷺ اس میں رفع یدین کرتے، اور اس بات کا بیان کہ یہ متواتر حدیث ہے اور یہی جمہور محدثین اور فقہاء کا مذہب ہے جن میں امام مالک اور بعض حنفیہ بھی ہیں۔ اصل کتاب کے مقدمہ ص: ۲۶ پر اِباضی پر رد ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات مضامین

۱۹۳- رکوع کرنے کا طریقہ۔ اس کے تحت دونوں ہتھیلیوں کو دونوں گھٹنوں پر، اور انگلیوں کو پھیلا کر، اور پیٹھ کو برابر رکھنے کا حکم۔

۱۹۴- رکوع میں اطمینان وسکون واجب ہے، اس کے تحت اس کے کرنے کا حکم، اور صحیح ڈھنگ سے رکوع نہ کرنے والے کو دھمکی اور یہ کہ وہ سب سے برا چور ہے اور اس کی نماز نہیں ہوتی، اور نبی علیہ کا نماز میں پیچھے سے دیکھنے کا معجزہ۔

۱۹۵- رکوع میں پڑھی جانے والی دعائیں۔ اس کے تحت سات قسم کی دعائیں اور "سبوح قدوس" کی شرح، اور ایک ہی رکوع میں ان ساری دعاؤں کو جمع کرکے پڑھنے کا حکم۔

۱۹۸- رکوع لمبا کرنا، اور اسے قیام کے بقدر بنانا

۱۹۸- رکوع میں قرآن پڑھنے کی ممانعت

۱۹۸- رکوع سے سیدھے کھڑے ہونے اور اس میں پڑھی جانے والی دعاؤں کا بیان۔ اس کے تحت: جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا لك الحمد" کہو والی حدیث، اور اس بات کا بیان کہ مقتدیوں کے لئے یہ حکم امام کے کہنے کے منافی نہیں، اور مختلف قسم کی "حمد" اور رفع یدین کا ذکر، اور یہ کہ یہ متواتر ہے۔ اصل کتاب کے مقدمہ ص:۲۶ پر اباضی پر رد ملاحظہ فرمائیں۔

۲۰۰- "ملء السماوات وملء الأرض" اور اس جیسی انواع واقسام کی زیادات کا بیان، اور "لاینفع ذا الجد منك الجد" کی تفسیر۔

۲۰۲- رکوع کے بعد دیر تک کھڑے رہنے اور اس میں اطمینان کے واجب ہونے کا بیان، اور اس کے تحت اس طرح سیدھا کھڑے ہونے کا حکم کہ ریڑھ کی ساری ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں، اور اس شخص پر رد جو اس حدیث سے دائیں ہاتھ کو بائیں پر اس قیام میں رکھنے کی مشروعیت پر استدلال کرتا ہے، اور اس بات کا بیان کہ ایسا کرنا بدعت ہے، اور اس مسئلہ میں امام احمد سے شیخ تویجری کی نقل پر رد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات مضامین

۲۰۴- سجود کا بیان: اور اس میں "اللہ اکبر" کہہ کر باطمینان و سکون جانے کا حکم، اور یہ کہ نبی ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھ کر سجدہ کرتے، اور بسا اوقات اس موقع پر رفع یدین بھی کرتے، اور ان سلف اور ائمہ کرام کا ذکر جو اس رفع یدین کے قائل ہیں، اور امام احمد کا اس پر عمل تھا۔

۲۰۴- دونوں ہاتھوں کے بل سجدہ ریز ہونے کا بیان، اور یہ کہ سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنوں کا رکھنا صحیح نہیں، اور سجدہ ریز ہوتے وقت اونٹ کے طریقے کی مخالفت کا بیان، اور اس بارے میں ابن القیم پر رد۔

۲۰۶- نبی ﷺ کے سجدہ کے طریقے سے متعلق کچھ باتیں جن میں سب سے اہم بات ناک کا زمین سے لگانا اور اطمینان و سکون پیدا کرنا اور دونوں ایڑیاں ملائے رکھنا ہے۔

۲۰۷- جمہور علماء کے نزدیک بالوں اور کپڑوں کے سمیٹنے کی ممانعت صرف نماز کے اندر کیساتھ خاص نہیں، اور جو شخص بالوں کی چوٹی کر کے نماز پڑھتا ہے اس کے لئے نبی ﷺ نے جو مثال بیان کی، اور اس مسئلے کو مردوں کیساتھ خاص ہونے کی ترجیح۔

۲۰۹- سجدہ میں اطمینان و سکون واجب ہے، جو ایسا نہیں کرتا اس کے لئے بہترین مثال۔

۲۰۹- سجدے میں پڑھی جانے والی دعائیں۔ اور اس میں بارہ قسم کی دعائیں۔

۲۱۱- سجدے میں قرآن پڑھنے کی ممانعت۔ اور اس کے تحت حدیث: "بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے قریب تر ہوتا ہے..."۔

۲۱۱- سجدہ لمبا کرنا۔ اس کے تحت حسن یا حسین کا سجدے کی حالت میں آپ کی پیٹھ پر سوار ہونے، اور ان کی خاطر آپ کے سجدہ لمبا کرنے کا قصہ، اور ایک دوسرا قصہ حسن و حسین دونوں ہی کا، اور اس کے بعض فقہی مسائل۔

۲۱۲- سجدے کی فضیلت۔ اس کے تحت دو حدیثیں ہیں، پہلی میں یہ ہے کہ نبی ﷺ اپنی امت کو

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات مضامین

قیامت میں وضوء کی علامت سے پہچانیں گے۔اور دوسری میں ہے کہ فرشتے گناہگار نمازیوں کو سجدے کے نشانات سے پہچانیں گے۔اور اس بات پر تنبیہ کہ سستی و کاہلی سے نماز چھوڑنے والا شخص ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

۲۱۳- زمین اور چٹائی پر سجدہ کرنے کا بیان۔اس کے تحت بہت ساری قولی اور فعلی حدیثیں،اور ان میں سے ایک میں ایک اہم لغوی فائدہ۔

۲۱۴- سجدے سے اٹھنا۔اس میں اطمینان و سکون سے کام لینا واجب ہے اور اس میں رفع یدین، اور سلف میں سے جو لوگ اس کے قائل ہیں۔

۲۱۵- دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی ——— ایک نادر ——— صورت۔اور ابن القیم پر اس مسئلہ کے ثبوت کی نفی پر رد۔

۲۱۶- دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان و سکون ——— سے بیٹھنا ——— واجب ہے۔

۲۱۷- دونوں سجدوں کے درمیان پڑھی جانے والی دعائیں۔اور رفع یدین۔

۲۱۸- جلسہ استراحت۔اور ان ائمہ کا ذکر جو اس کے قائل ہیں۔

۲۱۹- دوسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگانا۔ اور دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر ان پر ٹیک لگا کر اٹھنے سے متعلق ایک نادر حدیث جس کی اسناد سارے مصنفین سے رہ گئی! اور اس بات کا بیان کہ "نبی ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگائے بغیر تیر کی مانند اٹھتے تھے" من گھڑت اور جھوٹی حدیث ہے،اور نبی ﷺ کے دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے کے بعد بغیر سکوت کے "الحمد للہ" پڑھنے کے معنی کا بیان۔

۲۲۰- ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔اور جابر رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں اثر۔

۲۲۰- پہلا تشہد۔ تشہد کی بیٹھک۔ اس کے تحت "مسیٔ صلاۃ" کو درمیان نماز پیر بچھا کر تشہد کرنے کا حکم،اور دونوں پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے تشہد میں بیٹھنے کی ممانعت۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات مضامین

۲۲۱- تشہد میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھنے کی ممانعت۔

۲۲۲- تشہد میں شہادت کی انگلی کو مسلسل حرکت دیتے رہنا۔ اس انگلی کو شدت سے حرکت دیتے رہنے کے بارے میں امام احمد کا ایک نادر قول، اور اس شخص پر رد جو اسے عبث اور نماز کیلئے نازیبا فعل قرار دیتا ہے، یا ضعیف حدیث سے اس کے خلاف دلیل لاتا ہے۔

۲۲۴- پہلے تشہد کے وجوب کا بیان۔ اس کے تحت اس کے بھول جانے پر سجدۂ سہو کرنے، اور اس کے بعد دعاء کی مشروعیت کا ذکر۔

۲۲۵- تشہد کے الفاظ۔ اور یہ چھ ہیں، اور صحابہ کرام کا طریقہ یہ تھا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد "تشہد" میں "السلام عليك أيها النبي" بصیغۂ مخاطب کی[1] بجائے "السلام على النبي" بصیغۂ غائب کہا جائے۔

۲۲۶- سبکی کا اس مسئلہ کو اس حدیث کی صحت پر موقوف قرار دینا، اور حافظ ابن حجر کا اس حدیث کو جزمی طور پر صحیح قرار دینا۔

۲۲۷- ابن عمر کی "تشہد" میں لفظ "وبركاته" کی زیادتی اپنی طرف سے نہیں۔

۲۲۸- بعض سلف کا "تشهد" میں لفظ "و مغفرته" کا انکار، اور اتباع سنت میں ان کا ادب

۲۲۹- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی جگہیں اور اس کے سات صحیح صیغے، اور یہ کہ دونوں "تشہد" میں درود پڑھنا مشروع ہے، اور یہ کہ پہلے "تشہد" میں درود ابراہیمی پورا پڑھنے کو مکروہ قرار دینا ایسا ہی بے دلیل ہے جس طرح اس کے پڑھنے ہی کو بالکل غیر مشروع قرار دینا بے دلیل ہے۔

۲۳۰- نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے معنی کی سب سے بہتر وضاحت، اور اس بات کا بیان کہ "إبراهيم و آل إبراهيم" کی زیادتی ابن تیمیہ وابن القیم کے قول کے برعکس صحیح بخاری

[1] ملاحظہ ہو مقدمہ مترجم صفحہ ۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات مضامین

وغیرہ میں ثابت ہے۔ (حاشیہ)

۲۳۱- نبی امت علیہ پر درود بھیجنے کے مہتم بالشان فوائد۔ اور وہ چھ ہیں، جن میں سے یہ ہے کہ "آل الرجل" کا لفظ جس طرح آدمی کے اہل وعیال کو شامل ہوتا ہے اسی طرح اس آدمی کو بھی شامل ہوتا ہے، اور کتاب وسنت سے اس کی چند مثالیں، اور "کما صلیت" میں وجہ تشبیہ کا بیان۔

۲۳۴- تشہد میں صرف "اللھم صلّ علی محمد" پر اکتفاء کرنا ناجائز ہے، اور امام شافعی کی وضاحت کہ: پہلی اور دوسری بیٹھک میں "تشہد" اور "درود" کے الفاظ یکساں ہیں، اور: "نبی علیہ پہلی دونوں رکعتوں میں تشہد سے زیادہ کچھ نہیں پڑھتے" کے ضعیف ہونے کا بیان۔ اور زشاشیبی کے "آل نبی" پر درود بھیجنے کے انکار کی تردید۔

۲۳۷- صلاۃ ابراھیمیہ میں لفظ "سیدنا" کی زیادتی کے جواز میں علماء کا اختلاف، اور اس کے عدم جواز کی ترجیح، اور اس بارے میں حافظ ابن حجر کا مفصل اور امام نووی کا مختصر فتویٰ۔

۲۳۹- حدیث ابن مسعود "...... وبرکاتك علی سید المرسلین" کے ضعف کا بیان۔

۲۴۰- درود کے سب سے افضل الفاظ وہی ہیں جن کی نبی علیہ نے صحابہ کرام کو تعلیم دی تھی، اور سارے الفاظ اور صیغوں کو ایک بنا کر پڑھنا جائز نہیں۔

۲۴۱- مسلمانوں میں سب سے زیادہ درود نبی علیہ پر اہلحدیث اور حدیث پاک کی روایت کرنے والے ہی بھیجتے ہیں۔

۲۴۲- تیسری اور پھر چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہونے کا بیان۔ اس کے تحت کبھی کبھار "اللہ اکبر" کیساتھ "رفع یدین" کرنے کا ذکر اور "اللہ اکبر" کہنے کا حکم، اور جلسۂ استراحت، اور دونوں مٹھیوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہونے، اور ان دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے اور بعض دیگر آیات کے اضافہ کا بیان۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین
۲۴۳-	پنجوقتہ نمازوں میں دعاء نازلہ پڑھنے کا بیان۔ اس کے تحت دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء نازلہ پڑھنے اوران ائمہ کا ذکر جواس کے قائل ہیں، اور دونوں ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنے کے بدعت ہونے، اور اس بارے میں عزالدین بن عبد السلام کے ارشاد کا ذکر۔
۲۴۴-	نماز وتر میں دعاء قنوت پڑھنے کا بیان۔ اس کے تحت دعاءِ قنوت رکوع سے قبل ہونے، اور اس کے کبھی کبھار کیے جانے کی وجہ کا بیان۔
۲۴۵-	دعاءِ قنوت کے ان الفاظ کا ذکر جنھیں نبی ﷺ نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو سکھایا تھا، اور اس بات کا بیان کہ اس دعاء میں نبی ﷺ پر "درود" پڑھنا ثابت نہیں، اور عزالدین بن عبد السلام کا ارشاد کہ دعاء قنوت میں "درود" کی زیادتی نہیں کی جائے گی، اس مسئلہ پر استدراک، اور اس بات پر تنبیہ کہ "ولایعز من عادیت" اور "لامنجا......" کی زیادات صحیح ہیں۔
۲۴۶-	تشہد اخیر اور اس کے وجوب کا بیان، اور اس میں تورک کر کے بیٹھنا، اور بائیں ہتھیلی پر اپنا بوجھ ڈالے رہنا۔
۲۴۶-	نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے وجوب کا بیان۔ اس کے تحت "تم میں سے جب کوئی نماز پڑھے، تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے...... پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے......" والی حدیث، اور ان علماء کا ذکر جو اس تشہد میں آپ پر درود بھیجنے کے وجوب کے قائل ہیں، اور ایک دوسری حدیث بھی۔
۲۴۷-	دعاء مانگنے سے قبل چار چیزوں سے پناہ مانگنی واجب ہے۔ آپ نے لوگوں کو اس کا حکم دیا، اور خود اس پر عمل پیرا رہے، اور صحابہ کرام کو اس کی تعلیم دی۔
۲۴۸-	سلام پھیرنے سے قبل دعاء کرنے اور اس کی مختلف قسموں کا بیان۔ اس کے تحت دس قسم کی دعائیں، چار چیزوں سے پناہ مانگنے کے بعد نمازی کو ان دعاؤں میں سے جو پسند ہو اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات　مضامین

اختیار کرے اور "المأثم والمغرم" کے معنی کا بیان۔

۲۴۹- نبی علیہ ﷺ کا اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت کا وسیلہ پکڑنا۔ (حاشیہ)

۲۵۰- ہم لوگوں کا "دندنہ" بھی اسی کے گرداگرد ہوا کرتا ہے والی حدیث۔ (حاشیہ)

۲۵۱- اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا دعاؤں میں وسیلہ پکڑنے سے متعلق دو حدیثیں، اور کسی کی جاہ، حق یا حرمت کا دعاؤں میں وسیلہ پکڑنا ناجائز ہے، اور اخیر میں اس دعاء کا بیان جسے سلام پھیرنے سے پہلے پڑھا جائے۔

۲۵۲- سلام پھیرنے کا بیان۔ اس کے تحت مختلف قسم کے سلام کا ذکر جن میں سے بعض قسم میں پہلے سلام میں "وبرکاته" کا لفظ بھی پایا جاتا ہے، اور ان ائمہ کا ذکر جنھوں نے اس لفظ کو صحیح کہا ہے، اور اس حدیث کا ذکر جس میں سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت آئی ہے، اور اباضیہ (فرقۂ خوارج) کی اس حدیث کی تحریف پر تنبیہ۔

۲۵۳- نماز ختم کرنے کیلئے "السلام علیکم" کہنے کے وجوب کا بیان۔

۲۵۳- خاتمہ

۲۵۴- دعاء ختم مجلس

۲۵۵- فہارس

۲۵۷- فہرست مراجع مقدمۃ الترجمۃ

۲۶۲- فہرست مصادر الکتاب

۲۷۴- فہرست عناوین مقدمۃ الترجمۃ

۲۷۶- فہرست مضامین الکتاب

13093

☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

SIFATO SALA-TIN-NABI

Mohaddis-e-Asr Allama
Muhammad Naasiruddin Albani

Abdul Bari Fatahullah Al-Madani

AHLE-HADEES TALEEMI-W-RIFAHI SOCIETY
Darya Bad, Dudhara-272125, Sant Kabeer Nagar, U.P. (India)